عمران سیریز نمبر13

قبر اور خنجر

(مکمل ناول)

O

عمران کی زندگی میں شائد کوئی لمحہ ایسا آیا ہو جب اس نے خود کو بیکار محسوس کیا ہو! ہر وقت کچھ نہ کچھ کرنے کی عادت، عادت نہیں بلکہ ضرورت کہلاتی ہے! بعض آدمیوں کا اعصابی نظام ہی کچھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ حرکت کئے بغیر انہیں سکون نہیں ملتا۔ سکون سے زیادہ بہتر لفظ تسکین ہو سکتا ہے! لہٰذا ایسے آدمیوں سے کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کی عادت کو ضرورت ہی کہیں گے۔

عمران کو اس وقت کوئی کام نہیں تھا تو مکھیوں کے پیچھے پڑ گیا تھا! اس کے ہاتھ میں فلٹ کی پچکاری تھی اور وہ دیوار پر بیٹھنے والی مکھیوں پر تاک تاک کر نشانے لگا رہا تھا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے جھونک میں فلٹ کی دو چار بوچھاڑیں ٹیلی فون پر بھی دے ماریں پھر ریسیور اٹھا کر مردہ سی آواز میں بولا۔ "ہیلو!"

"ہیلو!... ڈار... لنگ!" دوسری طرف سے ایک بڑی سریلی سی آواز آئی اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ وہی لڑکی تھی، جو اکثر اسے فون پر چھیڑتی رہتی تھی۔ عمران نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے، کہاں رہتی ہے.... اور اس کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے۔

"ہیلو! ڈیئرسٹ...!" دوسری طرف سے پھر آواز آئی۔

"رانگ نمبر پلیز!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "ہو سکتا ہے، کہ ڈارلنگ اور ڈیئرسٹ میرے پڑوسی ہوں! لیکن ان سے میری جان پہچان نہیں ہے!"

اس نے ریسیور رکھ دیا! اور پھر فلٹ کی بوچھاڑیں اکا دکا مکھیوں پر پڑنے لگیں۔ اچانک اس کا ہاتھ دیوار سے دروازے میں گھوم گیا! اور فلٹ کی بوچھاڑ اس کے نوکر سلیمان کے چہرے پر پڑی جو دروازے میں داخل ہو رہا تھا!

شاید اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے بوچھاڑ اسے اپنے حلق میں اترتی محسوس ہوئی اور وہ کھانس کر تھوکنے لگا۔

"ارر.... چ!" اس نے پچکاری میز پر پھینک کر سلیمان کی پیٹھ ٹھونکنی شروع کر دی! پھر بولا۔ "ٹھہرو ٹھہرو!"

دوسرے ہی لمحے میں اس نے بڑی پھرتی سے کاغذ کی ایک بتی بنائی، اور سلیمان کے سر کو سینے ہی سے پکڑ کر ناک میں بتی کرنے لگا.... اب اس بیچارے پر چھینکوں کا دورہ پڑ گیا۔

"یہ کیا صاحب.... ارے میرا.... آچھیں آچھیں!"

"نکلی کہ نہیں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے فرش پر کچھ تلاش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا نکلی؟"

"مکھی!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آپ نے میرے حلق میں فلٹ مارا تھا۔"

"مکھی تھی سلیمان کے بچے.... مکھی!"

"میرے حلق میں؟" سلیمان نے بسور کر پوچھا۔

"یقیناً تھی! ورنہ میرا ہاتھ دروازے کی طرف کیوں گھوم گیا تھا!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"صاحب! میری ایک بات سن لیجئے!" سلیمان بولا۔

"دو باتیں سناؤ! مگر ٹھہرو! پہلے مکھی نکل جانے دو! ورنہ وہ ایک بھی نہ سنانے دے گی!"

"میں اب خود کشی کر لوں گا...." سلیمان پھر بسورنے لگا۔

"کب! اس سے زیادہ آسان نسخہ یہ رہے گا کہ جاسوسی ناول لکھنا شروع کر دے!"

"خود کشی کر لوں گا.... یا پھر نہ کروں گا۔"

"دوپہر کے کھانے سے پہلے تم خود کشی نہیں کر سکتے! سمجھے!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ میں بھی تمہارا ساتھ دوں۔"

"آپ کیوں ساتھ دیں گے!"

"آج کل جیسا کھانا مل رہا ہے اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں خود کشی کر لوں۔ نہ زندہ رہوں گا نہ کھانا کھاؤں گا۔"

"کیا خرابی ہے کھانے میں!"

"ایک خرابی ہوتی ہے! اب تو ہمیشہ شوربے میں بوٹیاں لگا دیتا ہے! ہزار بار سمجھا دیا کہ گوشت میں بوٹیاں مجھے ناپسند ہیں!"

"بغیر بوٹیوں کے شوربہ کیسے تیار ہوگا صاحب!"

"اب یہ بھی میں ہی بتاؤں! اب تو اسی وقت خودکشی کر لے...... ہاں!---"

فون کی گھنٹی پھر بجی اور عمران دہاڑتا ہوا ریسیور پر ٹوٹ پڑا۔

"سن رہا ہوں!" اس نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بار بار ہیلو کہنے کی ضرورت نہیں ہے!"

"عمران ڈارلنگ غصے میں ہو کیا!" دوسری طرف سے اسی لڑکی کی آواز آئی۔

"غصے میں نہیں اپنے کمرے میں ہوں..... میرا نام عمران ڈارلنگ نہیں..... علی عمران ہے..... عمران ڈارلنگ کا فون نمبر کچھ اور ہوگا۔"

"تم اس وقت کیا کر رہے ہو۔"

"مکھیاں مار رہا ہوں!"

"یہاں آ جاؤ---!"

"تو کیا عمران ڈارلنگ کسی مچھر کا نام ہے، جو ریسیور میں گھس کر تم تک پہنچ جائے گا!"

"تمہارا موڈ خراب معلوم ہوتا ہے!"

"ہاں! ایسی بات ہے! آہا ٹھہرو! تم عورت ہی ہو نا! ذرا مجھے بتاؤ کہ بوٹیوں کے بغیر شوربہ تیار ہو سکتا ہے یا نہیں۔"

"کیا بکواس لے بیٹھے ڈارلنگ تم!..... آج موسم بڑا خوشگوار ہے!"

"کیا آج موسم خوشگوار ہے!" عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر سلیمان سے پوچھا۔

سلیمان بڑے معصوم انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"ہیلو!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہاں! سلیمان کا بھی یہی خیال ہے۔"

"کیا بے پر کی اڑا رہے ہو! ڈیئرسٹ!"

"پر دار خود ہی اڑی پھرتی ہیں! میں کیا اڑاؤں!"

لڑکی نے کچھ اور کہنا چاہا تھا لیکن عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا! پھر میز کے پاس سے ہٹا ہی

تھا کہ گھنٹی دوبارہ بجی..... اور عمران دانت پیس کر فون پر ٹوٹ پڑا۔

"ارے اب پیچھا بھی چھوڑو میرا!" عمران چیخا! "ورنہ میں تمہارے باپ کا پتہ لگا کر انہیں دن میں کم از کم ایک سو مرتبہ بور کیا کروں گا!"

"کیا!" دوسری طرف سے مردانہ آواز آئی! "کون بول رہا ہے!"

"ار---ہپ!" عمران کے ہونٹ مضبوطی سے بند ہو گئے!

"ہیلو---" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کون ہے فون پر!"

"میں عمران بول رہا ہوں جناب!" عمران نے کہا! اس نے محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی آواز پہچان لی تھی!

"عمران تم فوراً فرگسن اسٹریٹ کی جوزف لاج میں پہنچو! کسی نے کرنل جوزف کو قتل کر دیا ہے!"

"مطلب؟"

"یہ تو ڈاکٹر کی رپورٹ ہی بتائے گی! میں یہیں موجود ہوں! تم جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرو! میں چاہتا ہوں کہ لاش اٹھنے سے پہلے تم بھی موقعہ واردات کا جائزہ لے لو۔"

"کیپٹن فیاض ہے وہاں!" عمران نے پوچھا۔

"ہے! لیکن تم جلدی کرو!"

"ابھی حاضر ہوا جناب!" عمران نے کہا۔ پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کا انتظار کیے بغیر ریسیور رکھ کر سلیمان سے بولا۔ "کیا میں نے ابھی تک کپڑے نہیں تبدیل کیے!"

"نہیں صاحب!"

"کیوں نہیں کیے!" عمران اس طرح حلق پھاڑ کر دہاڑا جیسے وہ اس معاملے میں حارج ہوا ہو!

"آپ کپڑے کبھی نہیں تبدیل کرتے!" سلیمان بولا۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا تھا!" عمران غرایا!

"آپ کو کہیں بہت جلد پہنچنا ہے!"

"اتنی دیر بعد بتایا ہے تم نے سور!" عمران مکا تان کر دوڑا۔

"اب آپ اور دیر کر رہے ہیں!" سلیمان پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"ہاں ٹھیک ہے! جاؤ میرا کوٹ اٹھا لاؤ!" عمران اس طرح ٹھہر گیا جیسے سچ مچ یہ بات پہلے

اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو!

سلیمان ان باتوں کا عادی ہو گیا تھا۔ اگر کوئی اسے ہزار روپیہ ماہوار بھی دیتا تو وہ عمران کو چھوڑ کر نہ جاتا! عمران ایسا ہی دلچسپ آدمی تھا...... یہی نہیں بلکہ وہ شاہ خرچ اور فیاض بھی تھا! اس کی ساری رقومات سلیمان ہی کی تحویل میں رہتی تھیں اور گھریلو انتظامات کے سلسلے میں وہ سیاہ و سفید کا مالک تھا۔

عمران جلدی جلدی لباس تبدیل کر کے باہر آیا...... گیراج سے کار نکالی اور تھرٹین اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گیا! کرنل جوزف جس کے قتل کی اطلاع اسے فون پر ملی تھی کوئی غیر معروف آدمی نہیں تھا! شہر کے دیسی عیسائیوں میں اس سے زیادہ مالدار آدمی اور کوئی نہ تھا! لیکن اس کے قتل پر عمران کو حیرت بھی نہیں تھی۔۔۔ کیونکہ اس کے بہتیرے اعزہ اس کی دولت کے امیدوار تھے۔

کرنل جوزف لاولد تھا! اور جوزف لاج میں اپنے چند ملازمین کے ساتھ رہتا تھا۔

عمران کو اس کا بھی علم تھا کہ سر سلطان اور کرنل جوزف گہرے دوست تھے۔۔۔!

جوزف لاج پہنچ کر عمران نے محسوس کیا کہ وہ سر سلطان کو اپنی آمد کی اطلاع دیے بغیر اندر نہیں داخل ہو سکے گا! کیونکہ صدر دروازے پر سخت قسم کا پہرہ تھا! اور شائد کچھ دیر قبل پولیس کانسٹیبل پریس رپورٹروں کے ساتھ بُرا برتاؤ کر چکے تھے!

عمران کو بھی انہوں نے پریس رپورٹر ہی سمجھ کر لال پیلی آنکھیں دکھائیں تھیں! لیکن عمران وہیں جم کر ان سے ان کے بال بچوں کی خیریت پوچھنے لگا۔ کانسٹیبل اسے پہچانتے نہیں تھے! لہٰذا ان کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔۔۔ ان میں سے ایک جو شائد خود کو کافی عقل مند سمجھتا تھا! بولا۔

"کیوں؟ کیا مطلب ہے!"

"مطلب...... یار! مطلب آج تک میری سمجھ میں بھی نہیں آیا! مگر کوئی ایسی صورت نکالو کہ میں اندر پہنچ سکوں۔"

کانسٹیبل کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندر سے سر سلطان کا پرسنل سیکرٹری آتا دکھائی دیا۔

"اوہو آپ یہاں کیوں رک گئے ہیں! صاحب آپ کے منتظر ہیں۔" اس نے عمران سے کہا اور کانسٹیبل بوکھلا گئے! اب انہیں معلوم ہوا کہ جس کے داخلے کے لئے ان سے کہا گیا تھا! وہ یہی

بیوقوف آدمی تھا!

اندر کیپٹن فیاض کی آواز عمران کو سب سے پہلے سنائی دی! وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ غالباً وقوعے پر اظہار خیال کر رہا تھا! لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اس کی آواز دھیمی پڑ گئی...... پولیس کے آفیسروں کے علاوہ وہاں محکمہ خارجہ کے آفیسر بھی موجود تھے! یہ چیز عمران کے لئے باعث تشویش تھی! سر سلطان کی موجودگی کے لئے تو یہی جواز کافی تھا کہ وہ کرنل جوزف کے دوستوں میں سے تھے لیکن ان کے محکمے کے دوسرے آفیسروں کی موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا تھا۔۔۔؟ وہ سب اس کمرے کے سامنے کھڑے تھے جہاں لاش تھی! سر سلطان نے عمران کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

یہ کرنل جوزف کی خواب گاہ تھی اور شائد اسے سوتے وقت قتل کیا گیا تھا! کیونکہ لاش مسہری پر تھی اور سر سلطان پہلے ہی فون پر کہہ چکے تھے کہ لاش کو اس کی جگہ سے ہٹایا نہیں گیا۔۔۔ اس کے بائیں پہلو میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا! اور شائد اسے تڑپنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی کیونکہ بستر زیادہ شکن آلود نہیں تھا! لاش داہنی کروٹ پر پڑی ہوئی تھی! عمران تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا لاش کو دیکھتا رہا! پھر ایک طویل سانس لے کر گلوگیر آواز میں بولا۔

"خدا ایسی موت سب کو نصیب کرے!"

سر سلطان اس کی طرف مڑے! لیکن ان کی آنکھوں سے حقارت آمیز غصہ جھانک رہا تھا! شائد وہ اس وقت اس کی بے تکی باتیں سننے کے موڈ میں نہیں تھے! عمران فوراً ہی سنبھل کر بولا۔

"پتہ نہیں قاتلوں نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا ہے!"

"ڈھونگ...... کیا مطلب!"

"کرنل جوزف کا قتل اس کمرے میں نہیں ہوا...... مجھے یقین ہے!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے نہیں بلایا کہ تم شرلاک ہومز کی طرح انہونی اور چونکا دینے والی باتیں کرو۔"

عمران سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ فیاض پہلے ہی بہت کان کھا چکا ہے۔۔۔ اور رقیب میں طریقۂ قتل پر

کچھ بھی نہیں سننا چاہتا!— مجھے قاتل چاہئے!"

"کرنل جوزف کا محکمہ خارجہ سے کیا تعلق تھا؟" دفعتاً عمران نے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں وہ میرا دوست تھا۔"

"ہوں! لہٰذا وہ آپ کے ماتحت آفیسروں کا دوست کسی طرح نہیں ہو سکتا۔"

"کیا مطلب!"

"آپ کے علاوہ دوسرے آفیسروں کی موجودگی حیرت انگیز ہے۔"

"غیر ضروری باتیں نہ کرو!"

"یہ معلوم کئے بغیر میں قاتل یا قاتلوں تک نہیں پہنچ سکوں گا!"

"میں تمہاری باتیں نہیں سمجھ پایا، وضاحت کرو۔"

"محکمہ خارجہ سے اس کا کیا تعلق تھا!" عمران نے پھر اپنا پہلا سوال دہرایا۔

سر سلطان کچھ نہیں بولے.... وہ کچھ سوچنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا۔ "تم نے ابھی کہا تھا کہ قتل اس کمرے میں نہیں ہوا! آخر تم کس بنا پر کہہ سکتے ہو!"

"لاش کی حالت بھی ظاہر کرتی ہے! وہ داہنی کروٹ سویا ہوا تھا! لہٰذا قاتل نے نہایت آسانی سے بائیں پہلو میں خنجر اتار دیا۔ اور پھر کرنل جوزف کو کروٹ بدلنے تک کی مہلت نہ مل سکی! آپ خود سوچئے کیا کرنل اتنا ہی کمزور آدمی تھا کہ خنجر لگنے کے بعد سیدھا بھی نہ ہو سکا۔"

"وہ بہت پیتا تھا!" سر سلطان نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ زیادہ نشے کی حالت میں سویا ہو! اکثر دیکھا گیا ہے کہ نشے میں قتل کئے جانے والے دوسری سانس بھی نہیں لے سکے!"

عمران نے جواب میں کچھ نہیں کہا— وہ چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا.... ایک بار وہ لاش کے قریب بھی گیا.... اس کے پیروں کے تلوے دیکھے!.... اور پھر سر سلطان کے قریب واپس آ گیا۔

"اگر کرنل نشے میں تھا تو.... اوہ مگر جانے دیجئے!.... آپ منطقی بحثوں میں مت الجھئے۔ میں اب کچھ نہیں کہوں گا.... مگر.... مجھے یہ کیسے معلوم ہو کہ پچھلی رات کرنل کہاں رہا تھا۔"

"تم کہو! جو کچھ کہنا چاہتے ہو!" سر سلطان نے مضطربانہ انداز میں کہا!

"میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کرنل جوزف کنوارا تھا بالکل.... لیکن جاہ... تھا

زمین پر پیر نہیں رکھتا تھا!— ہوا میں اڑتا تھا.... اور....!"

"تمہاری بکواس سننے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے!" سر سلطان جھلا گئے!

"اگر ننگے پیر نہیں چلتا تھا تو پھر اس کے سلیپر یا جوتے کہاں ہیں! مجھے تو یہاں اس کمرے میں ایک بھی نظر نہیں آتا!"

سر سلطان نے بوکھلا کر چاروں طرف دیکھا! اور پھر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا میں نے غلط کہا تھا" عمران نے پوچھا۔

"عمران سنجیدگی سے! ہاں یہ بات قابل غور ہے!"

"وہ پچھلی رات جہاں سے بھی یہاں تک آیا ہو گا ننگے پاؤں ہی آیا ہو گا! لیکن اس کے تلوے میلے نہیں ہیں!.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس کے پیر زمین پر پڑے ہی نہ ہوں!"

سر سلطان کچھ اس انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں کرنل جوزف کے جوتوں یا سلیپروں کی تلاش ہو!

عمران پھر لاش کے قریب جا کر خنجر کے دستے پر جھک پڑا تھا! اسے دیکھتے ہی وہ بڑبڑایا۔

"آہا.... یہ خنجر.... اوہو!" پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر آہستہ سے بولا۔ "یہ خنجر کسی عورت کا ہے!"

"ہاں!.... شاید— ہو سکتا ہے! اس پر میگی بڈفورڈ کندہ ہے!" سر سلطان بولے۔

"اور یہ کسی عورت ہی کا کام ہو سکتا ہے!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن خود میگی ہی نے اسے استعمال نہ کیا ہو گا ورنہ اتنی لاپروائی سے اسے یہاں نہ چھوڑ جاتی۔"

"ہو سکتا ہے وہ اسے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئی ہو!"

"وہ اسے دستے تک گھونپنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتی!" عمران بولا۔ "میں ٹھنڈی لاش کی بات کر رہا ہوں!"

"ٹھنڈی لاش سے کیا مطلب۔"

"میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کسی ایسی لاش کے پہلو میں جو ٹھنڈی ہو چکی ہو دستے تک خنجر اتار دینا آسان کام نہیں ہے!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"یہی کہ یہ خنجر لاش ٹھنڈی ہو جانے کے بعد گھونپا گیا ہے! ہو سکتا ہے کہ اصل مجرم میگی

بذفورڈ کو پھنسانا چاہتا ہو!"

"لیکن یہ خون!" سر سلطان نے بستر پر پھیلے ہوئے خون کی طرف اشارہ کیا۔ "کیا لاش ٹھنڈی ہو جانے کے بعد ایسا ممکن ہے؟"

"بالکل ممکن ہے جناب! پوسٹ مارٹم کی رپورٹ اس کی کہانی بھی سنا دے گی! میرا دعویٰ ہے کہ اس خون کا تعلق اس لاش سے ہرگز نہیں ہو سکتا!"

سر سلطان کچھ نہیں بولے!

عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "لاش اٹھوا دیجئے! مکان مقفل ہو جانا چاہئے! آج رات کو ایکس ٹو کے آدمی اپنے طور پر یہاں کام کریں گے! بشرطیکہ اس واقعے کا تعلق محکمہ خارجہ سے بھی ہو!"

سر سلطان نے عمران کو گھور کر دیکھا مگر کچھ نہیں بولے!

"آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں!" عمران پھر بولا۔

"تمہاری صلاحیتوں کا امتحان بھی مقصود ہے!" سر سلطان نے مسکرا کر کہا اور کمرے سے چلے گئے!

پھر عمران بھی باہر نکل آیا! کیپٹن فیاض ابھی موجود تھا اور وہ عمران سے قطعی بے تعلق ہو رہا تھا..... جیسے کبھی کی جان پہچان ہی نہ ہو! عمران بھی وہاں سے نکلا چلا گیا!

اپنے فلیٹ میں پہنچ کر اس نے جولیانا فٹزواٹر کو فون کیا!

"یس سر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تھرٹین اسٹریٹ کی جوزف لاج میں کرنل جوزف قتل کر دیا گیا ہے پچھلی رات! تم جانتی ہو نا کرنل جوزف کو..... وہی جو ملٹری کے ٹھیکے لیتا تھا!"

"جی ہاں جناب! میں اسے جانتی ہوں اور میرے لئے اس کا قتل باعث حیرت بھی نہیں ہے! کیونکہ وہ ایک عیاش طبع آدمی تھا! اکثر اس کے رقیبوں سے اس کا جھگڑا ہوتا رہا ہے!"

"یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے جولی!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا! "اب محکمہ انسداد جرائم کو شہر بھر کے عاشقوں اور رقیبوں کی فہرست بنانی پڑے گی! زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ اگلے وقتوں کے عاشق ٹھنڈی آہیں بھرا کرتے تھے۔ پڑھے لکھے ہوئے تو دو چار شعر کہہ لئے رقیبوں سے شکایت ہوئی تو دبی زبان سے محبوب کی بے رخی کا شکوہ کر لیا۔ بات ختم! مگر آج کے عاشق رقابت میں چھرا مار دیتے ہیں! لہٰذا اب پولیس کے لئے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے!

سکتا ہے کہ اس سلسلے میں کچھ نئے قوانین بھی وضع کرنے پڑیں! مثلاً عشاق کو قانوناً مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے علاقے کے تھانوں میں اپنے اور اپنے رقیبوں کے نام رجسٹر کرائیں۔ کیوں؟..... لاحول ولا قوۃ!..... اچھا سنو! آج رات جوزف لاج کی تلاشی لو۔ ایسی شہادتیں تلاش کرنے کی کوشش کرو! جس سے اس واردات پر روشنی پڑ سکے! اور ہاں تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ کسی بذفورڈ سے بھی اس کے تعلقات تھے!"

"مگر جناب اس قتل کا محکمہ خارجہ سے کیا تعلق ہے؟"

"جولی.....!" عمران نے دفعتاً سخت لہجے میں کہا۔

"جناب!" دوسری طرف سے سہمی ہوئی سی آواز آئی۔

"تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب!"

عمران نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

کیس پیچیدہ تھا اس لئے اسے سوچنے پر بھی مجبور ہونا پڑا..... اگر وہ خنجر کسی مسٹر بذفورڈ پر قتل کا الزام رکھنے کے لئے تھا تب تو کیس میں کوئی پیچیدگی نہیں تھی! لیکن اگر کسی مسٹر بذفورڈ کا وجود ہی نہ ثابت ہو سکا تو قاتلوں کا یہ رویہ غور طلب تھا؟— کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اس کی لاش کو خواب گاہ میں پہنچا کر اس کا لباس تبدیل کراتے! لیکن پوسٹ مارٹم ہونے پر یہ بات بھی پوشیدہ نہ رہتی کہ موت خنجر لگنے سے نہیں واقع ہوئی تھی!— ایسی صورت میں یا تو قاتل اناڑی تھا یا بہت ہی چالاک! چالاک اس صورت میں جب کہ یہ سب کچھ اس نے پولیس کو الجھانے کے لئے کیا ہو۔

عمران شام تک اس کیس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا! تقریباً پانچ بجے وہ اٹھا! اور وہ تھا کہ جوزف کے حلقہ احباب سے اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرے..... لیکن لباس تبدیل ہی کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی! اس نے سوچا کہ کیپٹن فیاض کے [illegible] کا مگر یہ خیال غلط نکلا کیونکہ دوسری طرف سر سلطان تھے!

"عمران! وہ کہہ رہے تھے!" مسٹر بذفورڈ یقیناً اہمیت رکھتی ہے! کیپٹن فیاض کے پاس اس کے متعلق بہت کچھ مواد ہے! مگر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا! مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک اتفاقیہ غیر متوقع شہادت نے واقعات کا رخ ایک بالکل ہی مختلف سمت میں موڑ دیا ہے! مگر اب میں

سوچتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ محکمہ خارجہ کی توجہ اس طرف غیر ضروری ہو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوزف ان دنوں کسی عورت کے معاملے میں الجھا ہوا تھا...... ہیلو...... تم سن رہے ہو؟"

"جی ہاں میں سن رہا ہوں! اور یہ بھی سمجھ رہا ہوں کہ آپ محض جوزف کے دوست ہونے کی بناء پر دلچسپی نہیں لے رہے تھے!"

"تمہارا خیال صحیح ہے اور اب تم اس کے متعلق سوچنا ہی چھوڑ دو۔ ویسے فیاض کو ٹٹولنے کی کوشش کرو...... مجھے حالات سے مطلع کرو۔ پھر میں بتاؤں گا کہ محکمہ خارجہ کی دخل اندازی بے جا نہیں۔"

"بہت بہتر جناب!" عمران بولا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران کی دلچسپی بڑھ گئی تھی! اب اگر محکمہ خارجہ اس کیس میں دلچسپی نہ لیتا تب بھی عمران کی دلچسپی تو برقرار ہی رہتی...... یوں بھی آج کل اس کے پاس کوئی کام نہیں تھا! پہلے اس نے سوچا کہ فیاض کو فون کرے لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض اس کیس کے سلسلے میں اس سے بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے لہٰذا اگر وہ گھر پر موجود بھی ہوا تو اسے اپنی موجودگی کی اطلاع ہرگز نہ دے گا! اس نے فون ہی پر دوسرے ذرائع سے اس کے متعلق معلوم کر لیا اور کامیاب بھی ہو گیا۔ کیپٹن فیاض اس وقت ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں موجود تھا۔

عمران نے اپنی ٹوسیٹر سنبھالی اور وہیں جا پہنچا!

فیاض ہال میں موجود تھا اور اس کے ساتھ اسی کے محکمے کا ایک آدمی انسپکٹر پرویز تھا! ان کی موجودگی کا مطلب یہ تھا کہ فیاض یہاں تفریحاً نہیں آیا! انسپکٹر پرویز اپنی ڈائری کھولے ہوئے اس پر کچھ لکھ رہا تھا۔ اور فیاض اس طرح آگے جھکا ہوا تھا جیسے وہ اسے ڈکٹیٹ کرا رہا ہو! عمران بالکل اس انداز میں ان کے قریب سے گزر گیا جیسے اس نے انہیں دیکھا ہی نہ ہو! مگر کیپٹن فیاض کی گھورتی ہوئی آنکھیں اس کا تعاقب کرتی رہیں۔

عمران سیدھا بار کاؤنٹر کی طرف چلا گیا! کاؤنٹر پر بارمین تنہا تھا!

عمران اسے دیکھ کر اس انداز میں مسکرایا جیسے پہلے کی شناسائی ہو! بارمین کو بھی اخلاقاً دانت نکالنے پڑے! اور اس نے سر کی خفیف سی جنبش سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ اسے پہچانتا ہے۔ حالانکہ شاید ہی کبھی عمران بار کے کاؤنٹر کی طرف گیا ہو! وہ اس کلب کا ممبر ضرور

لیکن گذر شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔

"کہو!...... کیا بات ہے!" عمران نے کاؤنٹر پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں ہزاروں بار منیجر کو آگاہ کر چکا تھا کہ ایک نہ ایک دن خفیہ پولیس والے یہاں ضرور آئیں گے! اپنے ہاتھ صاف رکھو!"

"ہمارے ہاتھ بالکل صاف ہیں جناب......!" بارمین مسکرا کر بولا۔ "وہ دونوں صاحبان تو کسی میسی فورڈ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔"

"ہائیں!...... میسی فورڈ کے متعلق!" عمران نے حیرت ظاہر کی! "حالانکہ...... میسی بڑ فورڈ۔۔۔!"

"جی ہاں!" بارمین جلدی سے بولا۔ "پتہ نہیں کب کی مر کھپ گئی!" اس زمانے کے دو ویٹر یہاں اب بھی ہیں! وہ خود بھی اس کے جنازے میں شریک ہوئے تھے!"

"اور کیا!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مگر میسی کے متعلق وہ کیا پوچھ رہے تھے...... وہ تو بڑی اچھی لڑکی تھی...... ایسی نہیں تھی کہ خفیہ پولیس والوں کو اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی پڑتی ۔۔۔ کیوں؟"

"میں نے دیکھا نہیں ہے جناب! لیکن سنا ہے کہ وہ بہت خوبصورت تھی...... اور کلب کے مستقل ممبروں کی تعداد اسی کی وجہ سے بڑھ گئی تھی!"

"آہ...... ہاں!...... مجھے یاد ہے......" عمران بولا! "بہت خوبصورت تھی...... اور جب وہ یہاں تمہاری جگہ کھڑی ہو کر شراب دیا کرتی تھی!"

"یہاں آپ کچھ بھول رہے ہیں جناب!...... وہ بار میڈ نہیں تھی بلکہ رقاصہ تھی!"

"اُف فوہ...... میرا حافظہ...... ٹھیک ہے!...... وہ رقاصہ ہی تھی...... آج تو بھی قلاقند کی کاک ٹیل پینے کو دل چاہتا ہے!"

"قلاقند کی کاک ٹیل!" بارمین متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"نہیں توبہ...... شکر قند کی!"

"آپ کا حافظہ جناب...... کہیں آپ کے ذہن میں ٹماٹر کی کاک ٹیل تو نہیں ہے؟"

"ہاں...... ہاں...... وہی...... وہی...... پتہ نہیں کیوں یہ ٹماٹر میرے ذہن سے ہمیشہ نکل

بھاتا ہے.... کیا تم مجھے اس کی وجہ بتا سکتے ہو!.... آہا.... اب یاد آیا.... میمی بڈفورڈ کچے لوز بہت پسند کرتی تھی!"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے!.... آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟"

"نہیں آج میں بہت اداس ہوں! شراب نہیں پیوں گا! ورنہ یہی اداسی رونے پیٹنے میں تبدیل ہو جائے گی!— اداسی میں پیتا ہوں تو داوی جان مرحومہ یاد آجاتی ہیں!"

بارمین غالباً الجھن میں پڑ گیا کہ اس جملے پر ہنس پڑے یا اسے افسوس ظاہر کرنا چاہیے! اچانک عمران پوچھ بیٹھا! "وہ دونوں ویٹر کون ہیں، جو میمی بڈفورڈ کے زمانے میں بھی یہاں تھے!"

"نمبر ایک اور نمبر دو—" بارمین نے جواب دیا! اور کاؤنٹر پر رکھے ہوئے مگ اٹھا کر دوسری طرف رکھنے لگا۔

عمران وہاں سے ہٹ آیا! اب بھی وہ عمداً فیاض سے نظر ملانے سے گریز کر رہا تھا! اور فیاض کا یہ عالم تھا کہ اس نے انسپکٹر پرویز کو ڈکٹیشن دینے کی بجائے عمران کو گھورنا شروع کر دیا تھا— اچانک اس نے پرویز کی طرف مڑ کر جلدی سے کچھ کہا! اور پرویز اٹھ کر ایک طرف چلا گیا! لیکن عمران سے یہ بات پوشیدہ نہ رہ سکی کہ پرویز اس طرح کیوں اٹھا تھا! اس نے اسے تیر کی طرح ویٹر نمبر ایک کی طرف جاتے دیکھا! وہ ایک لمحے کیلئے اس کے پاس رکا، تحکمانہ انداز میں آنکھیں نکال کر جلدی جلدی کچھ کہتا رہا! پھر ویٹر نمبر دو کی طرف چلا گیا! عمران یکلخت فیاض کی میز کی طرف مڑا.... دونوں کی نظریں ملیں اور فیاض نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی! لیکن عمران ایسے انداز میں سر ہلاتا ہوا صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے بہت جلدی میں ہو۔ باہر آکر اس نے پھر کار سنبھالی اور فیاض کے گھر کی جانب روانہ ہو گیا! وہ فیاض کی اس کمزوری سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ دفتری معاملات سے بھی اپنی بیوی کو باخبر رکھتا تھا!

بہر حال اس نے سوچا ہو سکتا ہے فیاض کی بیوی ان نئے واقعات سے واقف ہو جن کا تذکرہ سر سلطان نے فون پر کیا تھا!

فیاض کی بیوی نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا! عمران سے شاذ و نادر ہی ملاقات ہوتی تھی۔

"فیاض نہیں ہیں!" عمران نے افسوس ظاہر کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"نہیں.... کیوں؟ کوئی خاص بات—!"

"ارے کچھ نہیں اسی میمی بڈفورڈ نے پریشان کر رکھا ہے— پتہ نہیں وہ کم بخت کہاں ملے گی! ویسے میرا خیال ہے کہ وہ آج کل شاداب نگر میں مقیم ہو گی۔"

"فیاض صاحب کب سے نہیں ملے...." اس کی بیوی نے مسکرا کر پوچھا۔

"بس صبح کرنل جوزف کے یہاں ملاقات ہوئی تھی!"

"آہا! اسی لیے میمی بڈفورڈ شاداب نگر میں مقیم ہو گی!" فیاض کی بیوی ہنس پڑی۔

"کیوں! کیا میرا خیال غلط ہے!" عمران نے کہا۔ پھر جھنجھلا کر بولا۔ "میں ہر بار سوچتا ہوں کہ اب فیاض کے لیے کام نہ کروں گا.... لیکن....!"

"اوہو!.... دیکھئے انہیں موقع نہ ملا ہو گا کہ آپ سے مل سکتے.... بہر حال میمی بڈفورڈ مر چکی ہے.... عیسائیوں کے قبرستان میں اس کی قبر بھی موجود ہے.... لوح پر میمی بڈفورڈ تحریر ہے!"

"مگر قبر کا پتہ کیسے چلا! میں اس کیس سے قطعی ہاتھ کھینچ لوں گا!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔

"یقین کیجئے! وہ بہت زیادہ مشغول ہیں! ہو سکتا ہے اب آپ کی طرف گئے ہوں۔ ویسے قبر کی دریافت بجائے خود ایک حیرت انگیز کہانی ہے۔ اگر شام کے اخبارات میں میمی بڈفورڈ کے تحریر کا تذکرہ نہ آتا تو شاید یہ بات ابھی نہ کھلتی۔ سعید آباد پولیس اسٹیشن کا ایک سیکنڈ آفیسر پچھلی رات گرینڈ ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا! اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو اسے مشتبہ معلوم ہوا! وہ ادھیڑ عمر کا ایک وجیہہ آدمی تھا۔ چہرے پر گھنی ڈاڑھی اور جسم پر مغربی طرز کا لباس! سیکنڈ آفیسر کا بیان ہے کہ اس کی آنکھیں خونیوں کی سی تھیں.... وہ در و دیوار کو اس انداز سے گھورتا تھا جیسے اسے ان پر غصہ آ رہا ہو.... جب وہ گرانڈ ہوٹل سے نکلا تو اسے خبر نہ ہو سکی کہ سیکنڈ آفیسر اس کا تعاقب کر رہا ہے بہر حال وہ چلتے چلتے عیسائیوں کے قبرستان میں داخل ہو گیا! سیکنڈ آفیسر برابر پیچھے لگا رہا تھا!.... اس کا بیان ہے کہ اسے ایک قبر پر گر کر دہاڑیں مارتے دیکھا تھا! وہ رو رو کر کہہ رہا تھا۔ "میمی.... میمی.... میں بہت جلد تمہاری روح کو سکون پہنچاؤں گا! جب تک وہ لوگ زندہ ہیں میں چین سے نہیں بیٹھ سکتا!—" وہ اور نہ جانے کیا کیا کہتا رہا.... بہر حال ساری باتوں کا ماحصل یہ تھا کہ وہ کچھ لوگوں سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتا ہے!— قبرستان میں اندھیرا تھا! اور اسی بناء پر وہیں سے تعاقب کا سلسلہ منقطع ہو گیا! سیکنڈ آفیسر نے اسے وہاں سے باہر نکلتے نہیں دیکھا تھا! بس وہ حیرت انگیز طور پر غائب ہو گیا تھا۔ سیکنڈ آفیسر نے بعد میں اس قبر

کا جائزہ لیا۔ وہ کسی میبی بڈفورڈ کی قبر تھی! کتبہ پرانا تھا لیکن ایک تحریر نئی تھی! جس کیلئے سرخ رنگ کی چاک استعمال کی گئی تھی۔ یہ تحریر تھی "زندگی شیریں ہے مگر انتقام شیریں ترین ہے!"۔ اور وہیں قبر پر ایک خنجر پڑا ہوا ملا جو کرنل جوزف کے پہلو میں گھسے ہوئے خنجر سے مشابہ ہے اور اس کے دستے پر بھی میبی بڈفورڈ کندہ ہے!"

"اوہ--- تو غالباً وہ سیکنڈ آفیسر اخبارات میں میبی بڈفورڈ کے خنجر کے متعلق پڑھنے کے بعد ہی کیپٹن فیاض سے ملا ہوگا!"

"جی ہاں!"

"دوسرا خنجر اس کے پاس تھا!"

"جی ہاں! وہ اب فیاض صاحب کے پاس ہے!"

"اور کوئی خاص بات!"

"نہیں! اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم!"

"اچھا شکریہ!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اب مجھے جلدی کرنی چاہیے!"

O

فیاض کے گھر سے نکل کر وہ سیدھا عیسائیوں کے قبرستان پہنچا! اس کے متصل ایک چھوٹا سا گرجا گھر تھا اور وہ قبرستان اسی گرجے کے زیر اہتمام تھا۔ پادری تک پہنچنے میں اسے دیر نہیں لگی! مگر بے سود! کیپٹن فیاض نے یہاں بھی ساری راہیں مسدود کر دی تھیں! پادری نے نہایت خوش اخلاقی سے کہا "مجھے افسوس ہے کہ میں میبی بڈفورڈ کے متعلق کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا! اور نہ آپ کو متوفیان کا رجسٹر ہی دکھایا جا سکتا ہے۔ شہر کے ایک بڑے حاکم سے مجھے یہی ہدایت ملی ہے۔ رہا قبر کا معاملہ تو آپ اسے دیکھ سکتے ہیں! اس پر غالباً کسی آوارہ آدمی نے سنسنی پھیلانے کے لئے کچھ لکھ دیا ہے!"

عمران نے بہت کوشش کی کہ اس سے کچھ معلوم ہو سکے لیکن کامیابی نہ ہوئی!

اب وہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف واپس جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وھولس دھڑے کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ ان دونوں ویٹروں سے کچھ معلوم ہونے کی توقع نہیں تھی کیونکہ انہیں براہ راست محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کی طرف منتقل کیا گیا تھا--- پھر اب

اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ نائٹ کلب کے منیجر کو ٹٹولا جائے۔ گو کہ اسے بھی فیاض نے زبان بند رکھنے کی تاکید کر دی ہوگی! مگر عمران اس کی بعض دکھتی ہوئی رگوں سے واقف تھا!۔

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کا منیجر بھی عمران کو اچھی طرح جانتا تھا! لیکن شاید اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ عمران اس کی بعض غیر قانونی حرکتوں سے بھی واقفیت رکھتا ہے!۔

فیاض اور پرویز کلب سے واپس جا چکے تھے!۔

عمران منیجر کے کمرے کی طرف چلا گیا! یہ ایک دراز قد اور موٹا تازہ آدمی تھا--- عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہوگی.... عام دولت مند آدمیوں کی طرح وہ بھی "فارغ البال" تھا۔ یعنی اس کی کھوپڑی انڈے کے چھلکے کی طرح چکنی اور شفاف تھی۔

"اخاہ.... عمران صاحب!" وہ اس سے گرمجوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "جب سے لیڈی جہانگیر گوشہ نشین ہوئی ہیں آپ نے بھی آنا جانا چھوڑ دیا ہے.... تشریف رکھیے!"

"لیڈی جہانگیر!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر مغموم لہجے میں کہا۔ "میں یہی دریافت کرنے آیا ہوں کہ آج کل وہ کیوں نہیں آتیں!--"

"مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہوں گے۔" منیجر مسکرایا۔

"آہا!....

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

"کیا پئیں گے آپ---!" منیجر نے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"خون جگر کے علاوہ.... آج کل اور کچھ نہیں پیتا!--"

"تو ہوا تو آج کل آپ شاعر ہو رہے ہیں۔"

"ہاں.... آں.... گریباں پھاڑتا ہے۔ تنگ جب دیوانہ آتا ہے! خدا جانے کہاں سے کس طرح.... پروانہ دیوانہ مستانہ آتا ہے!"

"دوسرا مصرعہ تو کچھ بڑھا ہوا سا معلوم ہوتا ہے۔"

"ہاں میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں! بے خودی میں مصرعہ بڑھ گیا ہوگا! جب سے میبی بڈفورڈ کے متعلق اخبارات میں پڑھا ہے! بھولی بسری یادیں تازہ ہو گئی ہیں!"

"میں مجبور ہوں عمران صاحب!" منیجر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ "میسی بذفورڈ کے مسئلے پر میری زبان بند کر دی گئی ہے! میں اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کر سکتا!"

"آپ جیسے عظیم الشان آدمی کی زبان کون بند کر سکتا ہے؟"

"کیپٹن فیاض!" منیجر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"خیر میں اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا کرنل جوزف کب سے کلب کا ممبر تھا؟"

"ایک ہی بات ہے مسٹر عمران! میسی بذفورڈ کا نام کرنل جوزف کے قتل کے بعد ہی ابھرا ہے! لہٰذا میں معذور ہوں!"

"خیر جانے دیجئے!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "اب میں ایک تیسرا سوال کروں گا۔ اس کا تعلق صرف آپ کی ذات سے ہے!"

"ضرور کیجئے!"

"کلب میں شراب کی کتنی کھپت ہے؟"

"کیا سپلائی کرنے کا ارادہ ہے؟" منیجر مسکرایا۔

"نہیں بلکہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے اس کولڈ اسٹوریج کے متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں جس کا علم منیجر اور دو ملازموں کے علاوہ صرف علی عمران ایم-ایس سی-پی-ایچ ڈی لندن کو ہے۔"

"آپ کس کولڈ اسٹوریج کی بات کر رہے ہیں، مسٹر عمران۔" منیجر آگے جھکتا ہوا بولا۔

"وہ جو اس فرش کے نیچے ہے!" عمران نے فرش کی طرف اشارہ کیا!

منیجر ہنسنے لگا! جب اچھی طرح ہنس چکا تو بولا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ آپ پینے لگے ہیں!"

"نہیں اب پیوں گا اسی کولڈ اسٹوریج سے نکال کر..... اور آپ کے رجسٹروں کی باقاعدہ چیکنگ کراؤں گا! آج یہ کوئی نئی بات نہیں! میں سالہا سال سے اس کا علم رکھتا ہوں! مگر بلاوجہ مجھے کیا ضرورت کہ کسی کے پھٹے میں ٹانگ اڑاؤں!"

"مسٹر عمران---!" منیجر اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا! اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے اس نے اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا!

"میں بلاوجہ اتہام تراشی بھی نہیں کرتا! جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کے لئے ثبوت بھی فراہم کروں گا! کیا اس کے داخلے کا راستہ کچن میں نہیں ہے!"

"مسٹر عمران!" منیجر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا! اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا!

"میسی بذفورڈ---!" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"آخر آپ کو میسی سے کیا سروکار! مجھے نہیں یاد پڑتا کہ آپ اس زمانے میں یہاں آتے رہے ہوں۔"

"وہ میرے ایک دوست کی محبوبہ تھی..... میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس کا نام نہ آنے پائے اگر آپ بھی اس میں کسی طرح ملوث ہوں تو بتایئے میں آپ کی بھی مدد کروں گا!"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں! مگر جس انداز میں کیپٹن فیاض نے تفتیش شروع کی ہے مجھے پسند نہیں! انہوں نے مجھ سے بالکل اسی طرح گفتگو کی تھی جیسے کرنل جوزف کو میں نے ہی قتل کیا ہو!"

"نہیں..... بدتمیز آدمی ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس کی نظروں میں دوسروں کی کوئی وقعت نہیں!--- گفتگو کرتے وقت اسے کم از کم آپ کی پوزیشن کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔"

جواب میں منیجر کیپٹن فیاض کو برا بھلا کہتا رہا۔ عمران اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا!--- آخر منیجر نے کہا۔ "میں آپ کو ایک عورت کا پتہ بتا سکتا ہوں! وہ میسی کے متعلق سب کچھ جانتی ہے لیکن میں نے اس کا تذکرہ کیپٹن فیاض سے نہیں کیا!"

"کوئی خاص وجہ!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں! بس میں نے نہیں بتایا! کیوں بتاؤں! جب فیاض صاحب شریفوں کی طرح گفتگو نہیں کر سکتے تو پھر کیا میں ان سے دبتا ہوں؟"

"قطعی نہیں..... قطعی نہیں! آپ دیکھ لیجئے گا! بہت جلد یہاں سے فیاض کا تبادلہ کر دیا جائے گا..... آئے دن اس کے خلاف درخواستیں پہنچتی رہتی ہیں!"

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ میسی کیسے مری تھی!" منیجر نے پوچھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا!"

"وہی عورت آپ کو بتائے گی! وہ میسی کی رازدار تھی! مگر اس زمانے میں اس کا منہ بند کر دیا گیا تھا!"

"آپ کو علم نہیں۔"

"نہیں..... واقعہ مجھے معلوم ہے۔ البتہ ان لوگوں کو نہیں جانتا جن کا ہاتھ اسکی موت میں تھا!"

"واقعہ ہی بتا دیجئے!"

"کچھ لوگ اسے زبردستی اٹھا لے گئے تھے اور دوسرے دن ایک گلی میں بیہوش پائی گئی.... اور تیسرے دن ہسپتال میں دم توڑ دیا۔"

"کیا وہ کوئی پیشہ ور عورت نہیں تھی!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں مسٹر عمران — وہ صرف رقاصہ تھی — اپنا جسم نہیں بیچتی تھی!"

"عشاق کی تعداد بھنوروں سے زیادہ رہی ہوگی۔"

"یقیناً! اس کے زمانے میں جتنے مستقل ممبر تھے، ابھی نہیں رہے!"

"کرنل جوزف ممبر تھا!"

"جی ہاں!.... وہ بھی ممبر تھے اب تک رہے ہیں! لیکن ان کی لاش میں بیسی بڈ فورڈ کے نام کا خنجر پایا جانا حیرت انگیز ضرور ہے!"

"حیرت انگیز کیوں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"اگر کسی نے انہیں انتقامی جذبے کے تحت قتل کیا ہے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بیسی والے حادثے میں شریک رہے ہوں گے۔"

"ہو سکتا ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "وہ ایک عیاش طبع آدمی تھا۔"

"بہت زیادہ — مگر میں نے انہیں کبھی بیسی کی طرف جھکتے نہیں دیکھا!"

"آہا — تو شائد آپ بیسی کے عشاق پر خاص طور سے نظر رکھتے تھے!"

منیجر نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا! عمران ہی پھر بولا۔

"وہ آپ کو بھی اچھی لگتی رہی ہوگی!"

"قدرتی بات ہے! مسٹر عمران!! اچھی چیز ہر ایک کو اچھی لگتی ہے!"

"اسی بات پر لیڈی جہانگیر یاد آ رہی ہیں! اگر خیر میں انہیں کسی دوسرے موقع پر بھی یاد کر سکتا ہوں۔ آپ مجھے اس عورت کے متعلق بتانے جا رہے تھے!"

"اس کا نام سونیا ہے!" منیجر آگے جھک کر آہستہ سے بولا۔ "مگر کیا آج کل کیپٹن فیاض سے آپ کی لڑائی ہے! پہلے آپ ان کے لئے کام کرتے تھے! مجھے وہ رات آج بھی یاد ہے مسٹر

عمران جب آپ نے بیسی سر جہانگیر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی تھیں۔"

"آج کل کیپٹن فیاض سے میرے تعلقات خراب ہو گئے ہیں! محض اسی لئے اس نے آپ کی زبان بندی کی ہے — ہاں تو وہ عورت.... سونیا —"

"سونیا بیسی کی رازدار تھی.... اور ہم پیشہ بھی.... لیکن وہ گرینڈ ہوٹل میں ملازم تھی! اس نے ایک بار مجھ سے اشارتاً کہا تھا کہ اگر وہ چاہے تو یہاں کی کئی سربرآوردہ ہستیوں کو پھانسی کے تختے پر کھنچ سکتی ہے.... لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس کے ہونٹوں پر چاندی کے قفل لگائے گئے تھے!"

"قفل لگانے والے....!"

"ان کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم! سونیا آپ کو بہت کچھ بتا سکے گی! بشرطیکہ آپ اس کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو جائیں!"

"سونیا.... کہاں ملے گی!"

"اب وہ اپنا ذاتی بزنس کرتی ہے! فورٹین اسٹریٹ جہاں زیرو روڈ سے ملی ہے اسی جگہ بائیں ہاتھ "سونیاز کارنر" ہے! ایک مختصر سا ریستوران اور بار —!"

"یوریشین ہے!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں — سوئس عیسائی مگر وہ اب بھی.... مطلب یہ کہ کافی پرکشش ہے! آپ اسے یوریشین ہی سمجھیں گے۔"

"اچھا! یہ بیسی بڈ فورڈ —!"

"بیسی بڈ فورڈ یوریشین تھی!" منیجر نے ایک طویل سانس کے ساتھ کہا۔

"اچھا!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ میں آئندہ بھی آپ کو تکلیف دوں!"

"مگر مسٹر عمران.... وہ کولڈ اسٹوریج.... میرا مطلب.... یہ کہ!"

"اب وہ مجھے کبھی یاد نہ آئے گا! ویسے میں پانچ سال سے واقف ہوں!۔ ان چیزوں سے مجھے کوئی سروکار نہیں جو میری راہ میں حائل نہ ہو! آپ اطمینان رکھیں" عمران کمرے سے نکل گیا۔

O

"سونیاز کارنر" بڑی جگہ نہیں تھی — لیکن اپنے ستھرے پن کی بنا پر یہ کارنر کافی مقبول

اس داستان کے لئے عمران سیریز کی "خوفناک عمارت" ملاحظہ فرمائیے۔

تھا! متوسط طبقے کے خوشحال لوگ اسے دوسرے ریستورانوں اور باروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اس کی وجہ سونیا کی دلکشی بھی تھی۔ وہ پچیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی لیکن اب بھی وہ کافی پرکشش تھی!

عمران جس وقت وہاں داخل ہوا ایک بھی میز خالی نہ ملی! لہٰذا وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف چلا گیا! اس وقت وہ بڑا شاندار لگ رہا تھا! کوئی وہ بہترین لباس کافی سلیقے سے پہنا گیا تھا مگر چہرے پر حماقت کے آثار معمول سے زیادہ گہرے تھے! شاید سونیا کے سارے گاہک جانے پہچانے تھے۔ اس لئے اس نے کاؤنٹر کے قریب اس کے چہرے کو گھور کر دیکھا!

"تم سونیا ہو!" عمران کاؤنٹر پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتا ہوا بولا۔ سونیا دوسری طرف تھی!

"تمہارا خیال درست ہے!" سونیا مسکرائی۔

"م.... میں.... " عمران ہکلا کر رہ گیا! اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر دوبارہ زبان پھیری اور پھر کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگا مگر الفاظ ہونٹوں ہی میں پھوٹ کر رہ گئے!

"کیا بات ہے تم کیا چاہتے ہو!"

"میں کچھ نہیں چاہتا۔" عمران نے شرمیلے انداز میں کہا۔ میرے دوستوں نے کہا تھا کہ تم سونیاز کارنر میں جایا کرو۔"

سونیا اسے غور سے دیکھتی رہی پھر مسکرائی اور ایک ویٹر کو کاؤنٹر کے قریب کرسی لانے کا اشارہ کیا۔ ویٹر نے کاؤنٹر کے قریب کرسی رکھ دی!

"بیٹھ جاؤ!" سونیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی! عمران کے چہرے سے شدید قسم کی بوکھلاہٹ مترشح تھی۔ کبھی وہ اپنی پیشانی پر رومال پھیرنے لگتا اور کبھی ٹائی کی گرہ کو اس طرح چٹکی سے پکڑ کر حرکت دیتا جیسے دم گھٹ رہا ہو!

"اب کہو کیا بات ہے!" سونیا پھر مسکرائی! مسکراتے وقت اس کے گالوں میں خفیف سے گڑھے پڑ جاتے تھے اور آنکھیں اس طرح چمکنے لگتی تھیں جیسے ان میں اس کے جسم کی ساری قوت کھنچ آئی ہو!

"م.... میں کیا.... بات.... ٹھہرو!"

"لائم جوس!" سونیا نے بار ٹنڈر کی طرف مڑ کر کہا۔ وہ عمران کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی!

"میرا خیال ہے کہ تم یہاں پہلی بار آئے ہو!" اس نے عمران سے کہا۔

عمران نے صرف سر ہلا دیا! زبان سے کچھ نہیں کہا۔

"پہلے کبھی کیوں نہیں آئے!"

"میں نہیں جانتا تھا!"

"کسی نے یہاں بھیجا ہے!" سونیا نے پوچھا۔

"ہاں!"

"کس نے۔"

"میرے چند دوستوں نے۔۔!"

"کیوں؟"

"میں.... وہ.... میں دراصل انگلینڈ جانا چاہتا ہوں.... لیکن م.... میں....؟"

عمران پھر خاموش ہو گیا اور سونیا اس کی طرف لائم جوس کا گلاس بڑھاتی ہوئی بولی۔ "لو اسے پی لو.... تم بہت نروس قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہو!"

"م.... میں.... بیوقوف.... اررر.... ہپ میرا مطلب....!"

"چلو پیو!.... شاباش!" سونیا اس کا شانہ تھپتھپا کر بولی۔

عمران ایک ہی جھٹکے میں پورا گلاس چڑھا گیا! اور رومال سے کان صاف کرنے لگا! پھر اس طرح ہونٹ خشک کرنے کے لئے اسے گردش دی جیسے وہ بے خیالی میں کانوں کی طرف چلا گیا! سونیا اس کی ایک ایک حرکت بغور دیکھ رہی تھی! لیکن عمران کے انداز میں اتنی بیساختگی تھی کہ اسے بناوٹ کا شبہ تک نہ ہو سکا!

پھر وہ اٹھی اور عمران کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی ہوئی ایک کمرے میں چلی گئی!.... متعدد آنکھیں انہیں گھور رہی تھیں!

"بیٹھو!" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیڈھنگے پن سے کرسی میں گر کر ہانپنے لگا۔

"کیا بات ہے.... تم کون ہو!" سونیا اس کے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"میں اے آئی۔پی۔سی۔ڈی قریشی ہوں!"

"اتنا لمبا چوڑا نام!"

"ویسے سب قریشی صاحب... قریشی صاحب کہتے ہیں۔" عمران دفعتاً لہک کر بولا۔ "مگر سچی بات یہ ہے کہ میں قریشی نہیں ہوں! یہ تو میں نے اتفاقاً اپنے نام کے ساتھ قریشی کا اضافہ کر لیا ہے!—"

"اتفاقاً کیوں!"

"ایک لمبی کہانی ہے!... تمہارا پورا نام کیا ہے۔" عمران نے بے تکلفانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیوں؟" سونیا اسے گھورنے لگی۔

"بس یونہی! پھر میں بھی تمہیں اپنے انتقام کی کہانی سناؤں گا!"

"تم عجیب آدمی ہو!"

"اچھا تم نہ بتاؤ... میں خود ہی مثال کے لئے کوئی دوسرا نام سوچتا ہوں... آہا ٹھیک... وہ تو... ہاں آج ہی کے اخبار میں تھا... میری بڈفورڈ!"

"میری بڈفورڈ۔" سونیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر نکلا۔

"آ— ہاں... وہی تھا! اچھا وہ بڈفورڈ خاندان سے تھی... ظاہر ہے کہ اب وہ چار ہی بڈفورڈ بچے ہوں گے!—"

"کیوں؟" سونیا یک بیک چونک پڑی لیکن عمران اپنی رو میں بولتا رہا۔ "اگر کوئی مس فورڈ یا مسٹر بڈفورڈ میری عدم موجودگی میں میرے گھر آئے اور ملازموں سے کہہ جائے کہ مس بڈفورڈ یا مسٹر بڈفورڈ آئے تھے! تو میں فوراً سمجھ جاؤں گا کہ کون رہا ہوگا— لیکن یہ لوگ جب آتے ہیں... قریشی، صدیقی، فاروقی، عثمانی اور نہ جانے کیا کیا— لاحول... میں کیا کہہ رہا تھا... بھول گیا!—"

"کیا تم میری بڈفورڈ کا تذکرہ کرنے آئے تھے..." سونیا اسے گھورتی ہوئی بولی!

"نہیں! میں تو یہاں آدمی بننے کے لئے آیا تھا! میرے دوستوں کا خیال ہے کہ اگر میری تم سے جان پہچان ہو گئی تو... میں... بیوقوف۔ یعنی کہ میری ذاتی بیوقوفی دور ہو جائے گی— ہاں تو اب تم بتاؤ۔ کوئی قریشی صاحب آئے گھر پر... میں موجود نہ ہوا تو کہہ دیا قریشی صاحب آئے تھے... میں سن کر اپنا سر پیٹتا ہوں گویا سارے زمانے میں وہی ایک قریشی تھے باقی سب چغد ہیں!

پانچ لاکھ ستر ہزار قریشیوں سے میں واقف ہوں— خدا کی پناہ—"

عمران نے اپنے دونوں کان اینٹھے اور خاموش ہو گیا! سونیا اسے پھر گھورنے لگی۔ غالباً اندازہ کرنا چاہتی تھی کہ یہ آدمی سچ مچ احمق ہے یا صرف ظاہر کر رہا ہے!

"مجھے آدمی بنا دو۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا تم نشے میں ہو!"

"نہیں میں انگلینڈ جانا چاہتا ہوں! تم سے انگریزوں کے طور طریقے سیکھوں گا!"

"میرا وقت نہ برباد کرو!" سونیا نے بے رخی سے کہا اور کرسی سے اٹھ گئی!—

"ابھی تو تم کو مجھ پر رحم آ گیا تھا۔" عمران گھگھیایا۔

"جاؤ— ! جان پہچان پیدا کرنے کا یہ طریقہ لغو اور لچر ہے!" سونیا کے لہجے میں تلخی تھی!

"چلا جاؤں گا!" عمران اس کے قریب جا کر آہستہ سے بولا۔ "لیکن جانے سے پہلے ایک گلاس اورنج جوس کی قیمت ضرور ادا کروں گا— اور وہ قیمت یہ اطلاع ہے کہ عنقریب تم میری بڈفورڈ والے معاملے میں تحقیق کر لی جاؤ گی! میں چل دیا۔"

عمران دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سونیا مضطربانہ انداز میں بولی۔

"ٹھہرو!"

عمران ٹھہر گیا لیکن اس کی طرف مڑا نہیں!

"تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو!"

"نہیں—!" عمران اس کی طرف مڑا... لیکن اب اس کے چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے! اس نے سنجیدگی سے مگر مشفقانہ لہجے میں کہا۔ "پندرہ سال بعد بھی پولیس میری بڈفورڈ کے کیس میں دلچسپی لے سکتی ہے!— پندرہ سال پہلے تم نے قانون کی مدد نہیں کی تھی۔ تم اپنے جرم سے بخوبی واقف ہو!... اور تمہارے جرم سے شاید دو آدمی واقف ہیں ایک ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کا منیجر اور دوسرا میں—!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سونیا نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"ان آدمیوں کے نام جنہوں نے پندرہ سال پہلے تمہارا منہ بند کیا تھا۔ تم میری کے بارے میں سب کچھ جانتی تھیں— کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

سونیا کچھ نہ بولی اسینڈل کی ٹو سے فرش کھرچتی رہی!

"تمہارے پاس کیا ہے کہ میں تمہیں بلیک میل کروں گا——میں ان آدمیوں کے نام جاننا چاہتا ہوں! اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا——"

"مگر ہو سکتا ہے کہ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے!" سونیا نے کپکپاتی ہوئی سی آواز میں کہا۔

"کیوں تمہاری زندگی کیوں خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"ان لوگوں سے صرف میں ہی واقف ہوں! انہیں یقین ہے اگر کوئی دوسرا اس سے واقف ہوتا ہے تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہی ہو گا کہ میں نے بتایا ہے۔"

"تمہاری حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔"

"تم ہو کون؟"

"میں کالا چور ہوں! تمہیں اس سے غرض نہ ہونی چاہئے! جو کچھ تم سے پوچھ رہا ہوں اگر اس کا جواب نہ دو گی تو آدھ گھنٹہ کے اندر اندر تمہیں محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض سے دو چار ہونا پڑے گا۔"

سونیا چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "میں یہاں اس جگہ گفتگو نہیں کر سکتی! میرے ساتھ آؤ!"

"چلو! مگر مجھے جلدی ہے۔ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت خراب نہ کرنا۔"

سونیا دروازے کی طرف بڑھی لیکن ٹھیک اسی وقت ایک آدمی کمرے میں گھس آیا! یہ ایک دراز قد یوریشین تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو!" اس کا لہجہ تحکمانہ تھا!

"تم سے مطلب!" سونیا جھنجھلا گئی۔

"اوہو! آسمان پر اڑ رہی ہو آج تو——یہ چھوکرا کون ہے!"

"شٹ اپ!"

"اوہ——!" یوریشین نے اس کی کلائی پکڑ لی اور خونخوار آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا بولا۔ "تم اس بیچے عاشق کے سامنے میری توہین نہیں کر سکتیں!"

"اے زبان سنبھال کر!" عمران بگڑ گیا! "عاشق ہو گے تم! میں تو سیکنڈ لیفٹیننٹ ہوں۔"

"میرا ہاتھ چھوڑ دو!" سونیا ہاتھ چھڑانے کے لئے زور کرنے لگی! لیکن کامیاب نہ ہو سکی! یوریشین کا چہرہ حد درجہ خونخوار نظر آنے لگا تھا!

"ہاتھ چھوڑ دو میرے دوست.... ورنہ تمہیں اپنے ہاتھ کی ڈریسنگ کرانی پڑے گی!"

عمران نے آہستہ سے کہا۔ جواب میں یوریشین نے سونیا کو اس طرح جھٹکا دیا کہ وہ عمران پر آرہی! یہ ایک طرح کا اعلان جنگ تھا! عمران نے اسے آہستگی سے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہارا چیلنج منظور ہے! جس طرح چاہے نپٹ لو!"

"نہیں! یہاں یہ نہیں ہو سکتا۔" دفعتاً سونیا دونوں کے درمیان آ گئی!

یوریشین نے ایک بار پھر اسے بڑی بیدردی سے دھکیل دیا اور عمران کو دھوکے میں ڈال کر اس کے سینے پر ٹکر مارنی چاہی! مگر عمران ان آدمیوں میں سے تھا جو ایسے مواقع پر ہزار آنکھیں رکھتے ہیں! بہر حال اگر یوریشین نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر دیوار سے نہ لگا دیئے ہوتے تو اس کی کھوپڑی کی ہڈیاں ضرور اپنی جگہ چھوڑ دیتیں! وہ کسی زخمی بھیڑیئے کی طرح غرا کر پلٹا لیکن غصے کی زیادتی اس کا دماغ الٹ چکی تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے! عمران جیسے پھرتیلے اور ٹھنڈے دماغ کے آدمی نے اسے گھونسوں پر رکھ لیا۔ اسے اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ وہ ایک آدھ ہاتھ عمران کے رسید کر سکتا! تین منٹ بعد وہ زمین پر اوندھا پڑا ہوا تھا.... اس طرح اپنے ہاتھ ادھر ادھر پھینک رہا تھا جیسے اندھا ہو گیا ہو! آہستہ آہستہ ہاتھوں کی حرکت سست پڑتی گئی اور پھر اس کی پیشانی فرش سے جا لگی——وہ بے ہوش ہو گیا تھا——!

عمران سونیا کی طرف مڑا جو ایک گوشے میں کھڑی کانپ رہی تھی۔

"اب کیا ہو گا!" وہ کپکپائی ہوئی آواز میں کہہ کر آگے بڑھی!

"اب یا تو یہ مر جائے گا——یا نہ مرے گا..... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسے چھوڑو.... تم مجھے کہاں لے جا رہی تھیں!"

"جہنم میں——تم نے بہت برا کیا!"

"کیا تم نے نہیں سنا تھا! وہ مجھے خواہ مخواہ عاشق بنا رہا تھا! برداشت کی بھی حد ہوتی ہے! تم مجھے گالیاں دو! میں برا نہ مانوں گا——مگر عاشق! ارے توبہ.... توبہ——!"

عمران اپنا منہ پیٹنے لگا اور سونیا بے ہوش یوریشین پر جھک پڑی جو آنکھیں بند کئے پڑا گہرے

گہرے سانس لے رہا تھا۔

"تم وقت برباد کر رہی ہو سونیا! میں تمہیں صرف تین منٹ اور دے سکتا ہوں۔ چوتھے منٹ پر کیپٹن فیاض کو فون کر دوں گا۔"

"مگر تم نے جو یہ مصیبت کھڑی کر دی ہے!" سونیا نے بیہوش آدمی کی طرف اشارہ کیا!

"اس کی فکر تم نہ کرو.... ہوش میں آتے ہی یہ چپ چاپ اٹھ کر یہاں سے چلا جائے گا!"

"اور پھر سونیا کارز کو کسی نئے طوفان کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔"

"کیا یہ کوئی خراب آدمی ہے!" عمران نے پوچھا۔

"خراب کے بھی تیسرے درجے سے تعلق رکھتا ہے.... مگر کارز کیلئے کبھی برا نہیں ثابت ہوا۔"

"تم اب چلو یہاں سے! اگر تمہیں گراں گذرا ہو تو میری طرف سے اسے ایک گلاس لیموں چوس پلوا دینا۔"

"تم حالات کی انتہائی درجہ سنجیدگی سے ناواقف ہو!"

"ارے اب ختم بھی کرو!" عمران جھنجھلا گیا۔ "ورنہ.... میں پھر اپنی پرانی دنیا میں لوٹ جاؤں گا۔"

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے!" سونیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اس کا یہاں اس طرح پڑا رہنا خطرناک ہے!"

"مار ڈالوں!" عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا!

"نن.... نہیں...." سونیا کے پیر پھر کانپنے لگے۔

"پھر تم کیا چاہتی ہو!"

"تم فی الحال یہاں سے چلے جاؤ! ورنہ تمہاری زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس کے ساتھی بہت برے ہیں۔"

"ہاں! میں چلا جاؤں اور تم اسے ہوش میں لانے کے بعد اس سے کہو کہ میں ایک بلیک میلر تھا۔۔۔ سونیا! تم مجھے الو نہیں بنا سکتیں میں جانتا ہوں کہ تم اور یہ آدمی گندے قسم کے کاروبار میں شریک ہو! ہو سکتا ہے کہ تم لوگ ان آدمیوں کو جن کا تعلق ہیٹی کی موت سے ہے بلیک میل ہی کر رہے ہو!"

عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کی چٹخنی چڑھا دی اور سونیا کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "اب

شروع ہو جاؤ۔ اس بیہوش آدمی کی پرواہ نہ کرو میں لاشوں پر بیٹھ کر بھیرویں الاپنے کا عادی ہوں!"

یک بیک سونیا کا رویہ بدل گیا اور وہ ایک خونخوار عورت نظر آنے لگی! کیونکہ اس نے اپنے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا آٹومیٹک پستول نکال لیا تھا۔

وہ اس کا رخ عمران کی طرف کرتی ہوئی غرائی۔ "اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو۔"

"آہا.... اچھا!" عمران نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"تم کون ہو!"

"کوئی بھی ہوں! لیکن تم لوگ مجھ سے زیادہ خطرناک نہیں ہو سکتے۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ کچھ دنوں بعد تم پر سچ مچ عاشق ہو جاؤں۔۔۔ مگر اب یہ لاکھ برس تک نہیں ہو سکتا!"

"میں بڑی بیدردی سے فائر کرتی ہوں۔"

"ضرور کرو فائر.... لیکن خیال رہے کہ دوسری طرف تمہارے گاہک موجود ہیں ایسا کارز ہمیشہ کے لئے ویران ہو جائے گا!" جواب میں سونیا تلخ ہنسی کے ساتھ بولی۔ "تم اس کی پرواہ نہ کرو! یہ کمرہ منٹوں میں ساؤنڈ پروف بن جاتا ہے!"

وہ ریوالور کا رخ عمران کی طرف کئے ہوئے الٹے پاؤں چلتی ہوئی سوئچ بورڈ تک گئی اور بایاں ہاتھ اٹھا کر نہ جانے کیا کیا کہ دوسرے ہی لمحے میں سارے دروازوں کے سامنے بڑی بڑی چادریں سی آگریں جو کسی دھات کی تھیں!

"اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ!" سونیا نے کھلی آواز میں کہا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا! اور آنکھیں ویران ہو گئی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان میں جان نہ رہ گئی ہو!

"میں بالکل تیار ہوں! تمہارے ہاتھ سے مرنا بھی کافی لذت انگیز ہو گا.... چلو!"

"ٹھائیں۔۔۔!" سونیا نے فائر کر دیا! مگر عمران اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

سونیا نے اندھوں کی طرح فائر کرنا شروع کر دیئے حتیٰ کہ سارے راؤنڈ ختم ہو گئے۔ غالباً اسے ہوش ہی نہیں رہا تھا.... عمران نے آگے بڑھ کر اس سے پستول چھین لیا۔

"اب تم چیخو!" وہ مسکرا کر بولا۔ "بھیجوں کا سارا زور صرف کر دو۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے نا!"

سونیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے گھور رہی تھی! عمران نے پھر کہا۔ "دوسری ملاقات پر میرے لئے پستول کی بجائے ٹامی گن رکھنا۔ سمجھیں!"

سونیا خاموش ہی رہی! اب وہ اس بیہوش آدمی کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے جسم میں کچھ کچھ حرکت پیدا ہو چلی تھی! لیکن وہ ہوش میں نہیں آیا اور سونیا خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"کون ہے یہاں جو تمہیں بچا سکے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دانت پیس کر بولا۔

سونیا دیوار سے ٹک گئی۔ عمران پھر بولا "وہ لوگ کون تھے جنہوں نے میمی......"

"میں کچھ نہیں جانتی...... میں نہیں جانتی!"

"میں گلا گھونٹ کر مار ڈالتا ہوں!" عمران کے لہجے میں بیدردی تھی۔ "تمہارے دس آدمی بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سمجھیں! بس اب شروع ہو جاؤ!"

عمران نے جیب سے نوٹ بک اور قلم نکال لیا۔

"چلو جلدی کرو! مگر اس سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔ میمی کا انتقام کون لے سکتا ہے؟"

"میں کسی میمی کو نہیں جانتی!"

"اس کے لئے میں کم از کم دس شہادتیں رکھتا ہوں! تم اس سے انکار کر کے اپنی گردن نہیں بچا سکتیں--- میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے کان نہیں کاٹوں گا اور اگلے سال کی شروعات تک تم پر عاشق ہونے کی بھی کوشش کروں گا" وہ بڑی مشکل سے کچھ اگلنے پر آمادہ ہوئی! ایسے حالات میں کسی بات پر یقین کر لینا ممکن نہیں تھا! عمران اس کی باتیں غور سے سنتا رہا! اس نے پانچ نام بھی نوٹ کئے! پھر وہ داستان کے اسے حصے پر پہنچی جہاں سے میمی کے ایک محبوب کا وجود شروع ہوتا تھا!

"اس کا کیا نام تھا!" عمران نے پوچھا۔

"راجن --- لیفٹیننٹ راجن! وہ ان دنوں شہر میں موجود نہیں تھا! اس نے میمی کی موت کی خبر سنی...... یہاں آیا...... مجھ سے بھی ملا! ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت قریب سے جانتے تھے!"

"تم نے اس پر ان چھ آدمیوں کے نام ظاہر کر دیئے ہوں گے!"

"ہرگز نہیں! میں مزید کشت و خون نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ راجن انہیں شارع عام پر گولی

مار دیتا! وہ ایسے ہی تیکھے مزاج کا آدمی تھا۔"

"اس کے بعد بھی پھر کبھی اس سے ملاقات ہوئی تھی!"

"نہیں میں نے اسے پھر کبھی نہیں دیکھا! آخری بار ۳ء میں مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ مشرق بعید کے محاذ پر بھیج دیا گیا ہے! پھر اس کے بعد سے اس کے متعلق میں آج تک لاعلم ہوں!"

"تم ان چھ آدمیوں کو بلیک میل کرتی رہی ہو!" عمران نے پوچھا۔

"یہ سراسر بہتان ہے! میں کبھی کسی گندے کام میں ہاتھ نہیں ڈالتی!"

"تم نے اسی زمانے میں پولیس کو اطلاع کیوں نہیں دی تھی؟"

"میں خائف تھی! ان سے ڈرتی تھی! نام تمہارے پاس ہیں۔ ان کی شخصیتوں پر غور کرو! کیا پولیس اسے باور کر لیتی! البتہ دوسری صورت میں میں پولیس کی حفاظت بھی نہ حاصل کر سکتی! اور شاید میرا بھی وہی انجام ہوتا جو میمی کا ہوا تھا اور --- وہ بہت اچھی تھی!...... بہت نیک...... وہ اپنا جسم نہیں بیچتی تھی! اسی لئے اس کا یہ انجام ہوا۔"

"تم بھی ویسی ہی شریف اور نیک ہو! کیوں؟"

"میں نے نہیں کہا۔ اگر میں شریف اور نیک ہوتی تو میرے بلاؤز کے گریبان سے آٹومیٹک پستول کی بجائے گلاب کا پھول نکلتا!--- یہ کمرہ ساؤنڈ پروف نہ ہوتا! مگر اب میں ایسی بری بھی نہیں ہوں کہ بلیک میلنگ جیسا بزدلانہ پیشہ اختیار کروں!"

"میں تم پر عاشق ہونا چاہتا ہوں!"

"میرا وقت نہ برباد کرو!" سونیا برا سا منہ بنا کر بولی۔ "اگر اسی شہر میں رہتے ہو تو اپنا انجام دیکھ لو گے!"

"خیر...... خیر...... میں کہیں تمہارے عشق میں در و دیوار سے سر نہ ٹکراتا پھروں!--- اب یہ اپنا ساؤنڈ پروف وغیرہ ہٹاؤ! میں باہر جانا چاہتا ہوں!" سونیا اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں! عمران نے محسوس کیا جیسے وہ اسے کچھ دیر اور روکنا چاہتی ہو!--- شاید اس کا خیال درست بھی تھا!

یکایک دوسرے ہی لمحے میں سونیا نے اس کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی اور گفتگو کا انداز کچھ اس قسم کا تھا جیسے وہ دونوں دوستانہ طور پر مل بیٹھے ہوں!

"ہاں ٹھیک ہے.... بالکل ٹھیک ہے....!" عمران آہستہ آہستہ بڑبڑاتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا اور سونیا اپنی جگہ سے کھسکنے لگی! عمران کا چہرہ اسے ڈراؤنا معلوم ہو رہا تھا! اچانک عمران نے جھپٹ کر اس کی گردن پکڑ لی! سونیا کی ہسٹریائی انداز کی چیخیں اس کے کان پھاڑ رہی تھیں۔ مگر کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی گرفت تنگ کرتا رہا حتیٰ کہ سونیا بیہوش ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔ اس نے اسے آہستگی سے ایک طرف ڈال دیا اور سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اس پر ایک غیر معمولی قسم کا سوئچ موجود تھا۔ پھر اسے کمرے سے نکلنے میں آدھے منٹ سے زیادہ وقت نہیں صرف کرنا پڑا۔ باہر کا کمرہ حسب معمول گاہکوں سے آباد تھا! عمران نکلا چلا گیا....!

O

گھر پہنچ کر اسے سر سلطان کا پیغام ملا جس کے مطابق اب محکمہ خارجہ کو کرنل جوزف کی موت سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی! اس لئے عمران کے لئے ضروری نہیں تھا کہ وہ اس کیس میں الجھا رہے۔۔۔ مگر عمران!۔۔۔ جو اب اس حد تک اپنا ہاتھ ڈال چکا تھا کیسے باز رہ سکتا تھا! اس نے کپڑے اتارے اور رات کا کھانا کھائے بغیر سونے کے کمرے میں آ کر کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائل کرنے لگا!۔۔۔ شاید وہ بھی ابھی نہیں سویا تھا کیونکہ کال اسی نے ریسیو کی!

"میں عمران ہوں سوپر فیاض!" اس نے مغموم آواز میں کہا۔

"اوہو!.... عمران.... کہو مری جان!" خلاف توقع فیاض کے لہجے میں وہی پرانا خلوص تھا اور بے تکلفی بھی!

عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "ابھی مجھے سر سلطان کا پیغام ملا ہے کہ محکمہ خارجہ کو اب کرنل جوزف کے قتل سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی اس لئے اب اس کیس سے میرا کوئی تعلق نہیں رہ گیا!"

"مگر تم اپنی ٹانگ اڑائے رکھنا چاہتے ہو!" فیاض ہنسا۔ "ویسے تم نے محنت تو بہت کی ہے بیگم کو الو بنا کر ان سے سب کچھ معلوم کر لیا۔"

"کیا! نہیں تو.... الو بنائے بغیر!.... ویسے اگر الو تمہیں ناپسند ہو تو مجھے بھجوا دو!"

"مذاق چھوڑو.... تم اس وقت کیا کر رہے ہو!"

"مذاق کر رہا ہوں!"

"میں آ رہا ہوں! کہیں جانا مت!"

"او لیجئے آنا.... میں آج بہت اداس ہوں!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور عمران کو فوراً ہی پھر خواب گاہ کی طرف دوڑنا پڑا کیونکہ اب اس فون کی گھنٹی بج رہی تھی جو ایکس ٹو کے استعمال میں رہتا تھا! دوسری طرف سے بولنے والی جولیا تھی!

"یس سر! میں دو افراد کے ساتھ جوزف لاج کی تلاشی لے چکی ہوں اور میرا خیال ہے کہ ہم نے کام کی باتیں معلوم کی ہیں!"

"ہوں.... وقت نہ برباد کرو.... کم سے کم الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کیا کرو!"

"بہت بہتر جناب!" جولیا کے لہجے میں ناخوشگواری تھی! "میں نے ایک خفیہ کمرے کا پتہ لگایا ہے.... جو نشست کے کمرے اور خواب گاہ کے درمیان ہے۔۔۔ کمرہ نہیں بلکہ اسے تہہ خانہ کہنا چاہئے! اس کی سیڑھیاں غسلخانے سے شروع ہوتی ہیں.... واش بیسن کے نیچے ایک سوئچ بورڈ ہے! اسے استعمال کرنے سے دروازہ ظاہر ہو جاتا ہے! اس تہہ خانے کی حالت مشتبہ ہے! اگر آپ بھی دیکھ لیتے تو بہتر ہوتا! میز اور کرسیاں الٹی پڑی ہیں! غالباً کچھ روز قبل وہاں چند آدمیوں نے شراب نوشی کی تھی! بوتلیں اور چار گلاس ٹوٹے ہوئے ملے ہیں! ہم نے وہاں انگلیوں کے نشانات بھی تلاش کئے! ہمیں اس میں کامیابی ہوئی ہے!۔۔۔ تنویر نشانات کو ڈیولپ کر رہا ہے!"

"تم بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہو جولیا۔" عمران نے کہا۔ "اچھا میں اسے دیکھ لوں گا! اب وہاں دوبارہ جانے کی ضرورت نہیں!"

"ہمارے لئے کوئی اور حکم!"

"فی الحال کچھ نہیں!"

"اگر آپ جولیا کو اپنے رازے آگاہ کر دیں....!"

"غیر ضروری باتیں نہیں!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ وہ پلنگ پر بیٹھا ہی تھا کہ باہر سے کسی نے گھنٹی بجائی! فیاض کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ عمران سوچتا ہوا نشست کے کمرے میں آیا! سلیمان پہلے ہی دروازہ کھول چکا تھا! اس کی عادت تھی وہ اس وقت تک جاگتا رہتا جب تک عمران نہ سو جاتا۔

آنے والا فیاض ہی تھا! اس نے بڑی گرمجوشی سے عمران سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔ عمران بولا۔

"آج کل موٹے ہو رہے ہو!"

"صحت افزائی کا شکریہ! مگر اسی وقت دوڑنے کی کیا ضرورت تھی!"

"کافی پیوں گا — تمہارے یہاں کی کافی کا ذائقہ ہی الگ ہوتا ہے!"

"میں اس میں جتنے کی تماکو ملوا دیتا ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر سلیمان کو آواز دی۔ اس سے کافی لانے کے لئے کہہ کر وہ میز پر جھک گیا۔

"میں الجھن میں پڑ گیا ہوں!" فیاض نے رومال سے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ "پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق لاش پر خنجر کا زخم تقریباً اڑتالیس گھنٹے بعد لگایا گیا۔"

"گویا وہ لاش دو دن پہلے کی ہو سکتی ہے!"

"قطعی!"

"مگر اس کی ظاہری حالت ایسی نہیں تھی!"

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اسے برف میں رکھا گیا تھا!"

"خوب!" عمران کچھ سوچنے لگا!

"اب میں تمہیں مس بڈفورڈ کے متعلق بتا سکتا ہوں!" فیاض نے کہا۔

"اب ضرورت نہیں ہے! کیونکہ سر سلطان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی!"

"لیکن میری دلچسپی تو باقی ہے!"

"مجھے افسوس ہے! میں آج کل بہت اداس ہوں! اس لئے کھانے پینے کے علاوہ اور کسی چیز سے دلچسپی نہیں رہ گئی! ویسے مس بڈفورڈ کے متعلق جتنا میں جانتا ہوں شاید اس کا چوتھائی بھی تمہارے حصے میں نہ آیا ہو!"

"کیا جانتے ہو!"

"وہ بڑی حسین تھی! یہاں کی شاعروں نے اس پر نظمیں لکھیں تھیں! اگر وہ زندہ ہوتی تو اس کی شادی اپنے ماموں سے کرا دیتا۔"

"عمران! بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ تمہاری ہڈیاں چور کر دوں!"

"مائی ڈیئر... سوپر فیاض! تمہارے پاس جو بیش قیمت معلومات ہیں! انہیں اسی وقت کسی

ایسے اخبار میں دے دو جس کا ایڈیٹر تمہارے بوٹ چاٹتا ہو! اس طرح تمہیں دو فائدے ہوں گے۔ ایڈیٹر ممنون ہو گا اور... دوسرا فائدہ پوری قیمت وصول ہونے پر بتاؤں گا! مطمئن رہو!"

"دوسرا فائدہ!"

"تمہاری بے صبری ہی مجھے شادی کر لینے پر اکساتی رہتی ہے! تم دوسرے فائدے کی پرواہ مت کرو!"

"میری معلومات کا ماخذ سیکنڈ آفیسر ہے جس کے متعلق تمہیں بیگم سے پورے حالات معلوم ہو چکے ہیں!"

"اور ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے دونوں ویٹر!"

"ارے... وہ... ان سے مجھے کوئی خاص بات نہیں معلوم ہو سکی!"

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کا منیجر۔"

"اس سے بھی کچھ نہیں معلوم ہو سکا! سوائے اس کے کہ وہ چند نامعلوم آدمیوں کے مظالم کا شکار ہو کر مر گئی تھی! اس کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھا اور اس سے اس کے بیان کی تصدیق ہو گئی! لیکن وہ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کر سکا! اس کے چاہنے والے ہزاروں کی تعداد میں تھے!"

"لیکن!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تم کسی ایسے آدمی کے وجود سے بھی واقف ہو جسے خود بھی چاہتی رہی ہو۔"

"نہیں مجھے کسی ایسے آدمی کا علم نہیں ہے!"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے کام کروں!"

"نہیں تو کیا میں اس وقت تعزیت کے لئے آیا ہوں!" فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"خیر... تم جس لئے بھی آئے ہو اس کی پروا نہیں! تم سیکنڈ آفیسر والی کہانی اشاعت کے لئے اسی وقت دے دو! اسے کل صبح کے کسی اخبار میں یقینی طور پر آ جانا چاہئے! اگر تم نے وجہ پوچھنے میں وقت برباد کیا تو میں تمہیں کافی بھی نہ پینے دوں گا!"

فیاض خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!... اتنے میں کافی آ گئی... اور عمران کافی کی چسکی لے کر بولا۔ "اس پراسرار گمنام آدمی کا پورا حلیہ من و عن شائع ہونا چاہئے۔"

"ہو جائے گا۔"

"کل صبح کے اخبار میں آنا چاہئے!" عمران نے سر ہلا کر کہا "اگر تم اس کی وجہ بھی پوچھو تو تمہیں خودکشی کا مشورہ دینا پڑے گا! کیونکہ ان معلومات کو اپنی ذات تک محدود رکھ کر تم لاکھ برس اس آدمی کا پتہ نہ لگا سکو گے۔"

"میں سمجھتا ہوں! میں نے بھی یہی سوچا تھا۔" فیاض نے جواب دیا۔

"سوچا تھا۔۔۔ ارے تم بہت ذہین آدمی ہو! لیکن اسے کیا کرو کہ تمہاری بیوی نے تمہیں گاؤدی مشہور کر رکھا ہے!"

فیاض کچھ نہ بولا! کافی ختم کر چکنے کے بعد وہ اٹھا اور کچھ کہے سنے بغیر باہر نکل گیا۔

آج وہ بڑی سعادت مندی سے عمران کے ہر مشورہ پر عمل کر رہا تھا!

O

رات سرد اور تاریک تھی! عمران جوزف لاج کے سامنے رک گیا! وہ جولیا سے ملی ہوئی اطلاعات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا! جوزف لاج مقفل تھا! اسے سرکاری طور پر بند کر دیا گیا تھا! اس کے تین نوکر حراست میں تھے۔ یہ تینوں مستقل طور پر جوزف لاج ہی میں رہتے تھے! ان کا بیان تھا کہ کرنل جوزف لاش ملنے سے دو دن قبل غائب ہوئے تھے! وہ اکثر اسی طرح نوکروں کو مطلع کیے بغیر کئی کئی دن گھر سے غائب رہتا تھا! اور پھر کسی صبح وہ اسے خوابگاہ میں سوتا ہوا پاتے! گویا کرنل جوزف کی شخصیت بھی کم پراسرار نہیں تھی! وہ کس راستے سے گھر میں داخل ہوتا تھا اس کا جواب اس کے ملازم نہیں دے سکے تھے!

عمران عمارت کی پشت پر جا کر اندر جانے کا راستہ تلاش کرنے لگا! ایک جگہ اسے امکانات نظر آئے! شاید اس کے ماتحت بھی اسی راستے سے اندر گئے تھے! یہاں دیوار کے قریب ہی ایک تناور درخت تھا جس کی شاخیں چھت پر پھیلی ہوئی تھیں! عمران نے سوچا ممکن ہے کہ کرنل جوزف بھی یہی راستہ استعمال کرتا رہا ہو! لیکن درخت کے ذریعے اوپر پہنچنے کے بعد عمران کو یہ خیال ترک کر دینا پڑا! کیونکہ یہ چھت نہیں تھی صرف دیوار تھی! ایک فٹ چوڑی! نیچے اندھیرا تھا اس لئے وہ زمین سے اس کی اونچائی کا اندازہ نہ لگا سکا! یہاں سے ٹارچ روشن کرنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا! مگر دوسری صورت یہ بھی تھی کہ وہ دیوار پر لیٹ کر ٹارچ والا ہاتھ نیچے لٹکا دیتا!۔۔۔ اس نے یہی کیا! دیوار تقریباً بیس فٹ اونچی تھی۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کہیں بھی نیچے

اترنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔۔۔ اسے یاد آیا کہ اس کے ماتحتوں میں سے تنویر دیوار پھاندنے اور رسی کی مدد سے اونچی اونچی دیواروں پر چڑھنے میں کافی مشاق ہے! لیکن کرنل جوزف کے متعلق اسے اپنا یہ خیال ترک کر دینا پڑا کہ وہ بھی اسی دیوار کو استعمال کرتا رہا ہوگا!

عمران نے جیب سے پتلی سی ڈور کا لچھا نکالا! اور اسے درخت کی ایک شاخ میں پھنسا کر نیچے اترتا چلا گیا۔

کچھ دیر تک بھٹکنے کے بعد وہ آخر کار اسی کمرے میں جا پہنچا جہاں اس نے کرنل جوزف کی لاش دیکھی تھی! غسل خانے میں تہہ خانے کا راستہ دریافت کرنے میں بھی دشواری پیش نہیں آئی۔۔۔ واش بیسن کے نیچے ایک غیر ضروری سا ہینڈل نظر آ رہا تھا جسے گھماتے ہی دیوار میں ایک چار فٹ اونچی اور تین فٹ چوڑی خلا نظر آنے لگی!

ٹارچ کی روشنی میں زینے طے کرتے وقت عمران سوچ رہا تھا کہ اس کے ماتحت یقیناً بہت ذہین ہیں اور تہہ خانے کا راستہ یقینی طور پر جولیا ہی نے دریافت کیا ہوگا!

پھر وہ کرنل جوزف کے متعلق سوچنے لگا! وہ یقیناً ایک پراسرار آدمی تھا! عام آدمیوں کے یہاں تہہ خانے نہیں پائے جاتے۔۔۔ لیکن آخر محکمہ خارجہ اس میں کیوں دلچسپی لے رہا تھا! عمران نے نیچے پہنچ کر چاروں طرف روشنی ڈالی اور حیران رہ گیا! یہاں کی ابتری ظاہر کر رہی تھی کہ یہاں بہت ہی سخت قسم کی جدوجہد ہوئی ہے۔ آدمی یقیناً کئی رہے ہوں گے کیونکہ ٹوٹے ہوئے گلاسوں کی تعداد چار تھی!

عمران جھک کر فرش پر کچھ دیکھنے لگا! پھر سیدھے کھڑے ہو کر دیواروں پر روشنی ڈالی جن کا پلاسٹر کئی جگہ سے ادھڑا ہوا تھا۔۔۔ پلاسٹر نوعیت کے اعتبار سے پرانا ہی معلوم ہوتا تھا! یعنی یہ تہہ خانہ بھی اتنا ہی پرانا تھا جتنی کہ خود عمارت! پلاسٹر میں سیمنٹ کی بجائے سرخی مائل چونا اور ریت استعمال کی گئی تھی۔

عمران سوچنے لگا اگر یہاں ہونے والی کشمکش ہی کرنل جوزف کی موت کی ذمہ دار تھی تو خنجر والی کہانی کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی! کرنل جوزف اپنے دشمنوں کو اس تہہ خانے میں کیوں لایا۔ دشمن نہیں بلکہ دشمنوں کو۔۔۔ کیونکہ دو آدمیوں کے درمیان میز پر چار گلاسوں کی موجودگی ناقابل یقین تھی! یہاں چار ہی کرسیاں بھی تھیں! ان میں سے تین کی حالت سے

صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ زیادہ دنوں تک کسی بند جگہ پر نہیں رہیں ان کے برخلاف ایک کرسی کی سیلی ہوئی لکڑی بتاتی تھی کہ وہ ہمیشہ تہہ خانے ہی میں رہی ہیں! لہٰذا وہاں تین کرسیاں حال ہی میں ضرور لائی گئی ہوں گی!

عمران گری ہوئی میز کو ٹٹول رہا تھا جس کی لکڑی پرانی اور نم آلود تھی! بے خیالی میں اس نے اسے اٹھانے کی کوشش کی اور وہ تا نہیں بلکہ یونہی! دفعتاً میز کی اوپری سطح پایوں سے الگ ہو کر اس کے ہاتھ میں آ گئی! اور اس نے اسے دوبارہ زمین پر ڈال دیا... بہت سے کاغذ کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھر گئے! شاید میز میں کوئی خفیہ دراز تھی، جو میز کے ٹوٹتے ہی ظاہر ہو گئی تھی!

عمران نے تختے کو دوبارہ احتیاط سے اٹھا کر ایک طرف کھڑا کر دیا! اور اب یہ حقیقت اس پر واضح ہوئی کہ اوپری تختہ اکہرا نہیں بلکہ دوہرا تھا! بناوٹ کے اعتبار سے تو وہ اکہرا ہی معلوم ہوتا تھا! بہرحال ایک طرف کی تختی نکل جانے کی بنا پر وہ کاغذات باہر آ گئے تھے!

کاغذات نہ صرف قابلِ توجہ تھے بلکہ عمران کا متحیرانہ انداز مطالعہ انہیں "اہم" بھی ظاہر کر رہا تھا! اس نے بڑی تیزی سے سارے کاغذات کا جائزہ لیا اور انہیں کوٹ کی اندرونی جیب میں ٹھونستا ہوا کھڑا ہو گیا۔

اس کی سانس تیزی سے چل رہی تھی اور انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہاں کا کام ختم ہو چکا ہو! وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا زینوں کی طرف آیا اور اوپر جانے لگا۔

عمارت سے باہر نکل کر وہ سڑک پر آیا! اسے توقع تھی کہ اس کی ماتحت جولیانا فٹز واٹر آس پاس کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہو گی! کیونکہ آجکل اس پر ایکس ٹو کا راز معلوم کر لینے کا بھوت سوار تھا!

توقع غلط نہیں ثابت ہوئی۔ ان دونوں کا ٹکراؤ عمارت کے سامنے ہوا۔ لیکن عمران اس طرح نکلا چلا گیا جیسے اس نے دیکھا ہی نہ ہو اور جولیا بھی شاید اسے نظر انداز ہی کر دینا چاہتی تھی۔ اس نے اس پر نظر پڑتے ہی دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔ اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ اس نے اس وقت "ایکس ٹو" کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی تھی! عمران تیزی سے نکلا چلا گیا!

O

دوسری صبح کے اخبارات میں قبر کی کہانی آ گئی تھی!... اس مخبوط الحواس آدمی کا حلیہ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جسے ایک تھانے کے سیکنڈ آفیسر نے میبی بڈفورڈ کی قبر پر روتے اور آہیں

بھرتے دیکھا تھا... فیاض نے صبح ہی صبح عمران کو فون کیا۔

"اب تو تم مطمئن ہو گئے!"

"ہاں! بالکل!" عمران نے جواب دیا! "یہ ایک بہت عمدہ پلاٹ ہے اس پر ایک جاسوسی ناول لکھوں گا۔ ہیرو کا نام کیپٹن فیاض ہو گا اور ہیروئن کا نام... کیا ہونا چاہیے!"

"بکواس مت کرو! اگر یہ تدبیر بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی تو کیا کریں گے!"

"صبر کریں گے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "صبر کرنے سے پھیپھڑے مضبوط ہوتے ہیں اور زکام بھی نہیں ہوتا۔"

"بکواس نہیں بند کرو گے!"

"کیپٹن فیاض اب اپنی آنکھیں کھلی رکھو! اگر اس سلسلے میں کوئی خاص بات معلوم ہو تو مجھے ضرور اطلاع دینا!" عمران نے کہا اور جواب کا انتظار کیے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا! چند منٹ ٹھہر کر اس نے سر سلطان کے نمبر ڈائیل کیے!

"یس سر!... عمران اسپیکنگ!"

"کیا بات ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"آپ نے آج کا اخبار دیکھا! میرا مطلب ہے میبی بڈفورڈ کی کہانی!"

"ہاں! بھئی یہ معاملہ بہت دلچسپ ہو گیا ہے!"

"اور اب محکمہ خارجہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں!" عمران نے پوچھا۔

"محکمہ خارجہ کو پہلے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی! میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہا تھا!"

"کرنل جوزف آپ کا دوست تھا"

"ہاں---!"

"دوستی کی ابتداء کیسے ہوئی تھی!"

"مجھے یاد نہیں!" سر سلطان کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی!

"خیر جانے دیجیے! پہلے آپ نے دلچسپی لینی شروع کی! پھر مجھے روک دیا! کیا آپ اس کی وجہ بتا سکیں گے!"

"ضروری نہیں سمجھا!"

"میں سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر کی حیثیت سے پوچھ رہا ہوں!" عمران کے لہجے میں سختی تھی!

"کیا مطلب ---!"

"اے تھری زیڈ سیون معاہدے کے کاغذات!" عمران نے پرسکون اور باوقار لہجے میں کہا۔

"کیا!---" دوسری طرف سے آواز آئی اور پھر خاموشی ---!

"ہیلو!" عمران نے ریسیور کو جھنکایا۔

"عمران۔" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز آئی۔ "جس حال میں بھی ہو فوراً چلے آؤ.... فوراً۔"

"میں آرہا ہوں!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ کر فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ شاید وہ پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا۔

اس نے گیراج سے اپنی ٹو سیٹر نکالی اور سر سلطان کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

حالانکہ دھوپ اب اچھی طرح پھیل گئی تھی لیکن عمران نے سر سلطان کو پائیں باغ میں ٹہلتے ہوئے پایا... پھر وہ کار سے اتر ہی رہا تھا کہ سر سلطان بلند آواز میں بولے۔ "او بدمعاش جلدی کر۔"

"یس سر!" عمران تیزی سے ان کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"کاغذات کی کیا بات تھی!"

"میں صرف اے تھری زیڈ سیون معاہدے کی بات کر رہا تھا۔"

"اس کے کاغذات کے متعلق تمہیں کیا معلوم!"

"میں جانتا ہوں کہ اس وقت آپ کے دفتر میں ان کاغذات کی صرف نقل موجود ہے! اصل کاغذات وہاں نہیں ہیں اور شاید آپ کو اس کا علم بھی ہے!"

"اندر چلو!" سر سلطان نے اسے پورٹیکو کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ نشست کے کمرے میں آگئے.... اور سر سلطان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اصل کاغذات کہاں ہیں۔"

"میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تمہیں کہاں ملے!"

"مجھے وہ شعر نہیں یاد آرہا!.... وہ کیا ہے موسیٰ کی دین سے خدا کا احوال پوچھئے.... نہیں وہ کیا تھا.... آخر میں ہے کہ پیمبری مل جائے!"

"عمران ---!"

"یس سر.....!"

"میں نے تمہیں شعر سننے کے لئے نہیں بلایا! وہ کاغذات تمہیں کہاں سے ملے!"

"کرنل جوزف کی کوٹھی میں!"

"میرے خدا.... تو میرا خیال غلط نہیں تھا!" سر سلطان بڑبڑائے!

"آپ نے مجھے پوری پوزیشن نہیں بتائی تھی! لہٰذا یہ ضروری نہیں تھا کہ یہ کاغذات میرے ہی ہاتھ لگتے.... کوئی دوسرا بھی ان سے فائدہ اٹھا سکتا تھا!"

"لاؤ کاغذات مجھے دو!"

عمران نے کاغذات کا پیکٹ جیب سے نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا! پھر تقریباً تین منٹ تک کاغذات کی کھڑکھڑاہٹ کے علاوہ وہاں اور کسی قسم کی آواز نہیں سنی گئی!

"عمران! اس میں دو شقیں نہیں ہیں!" سر سلطان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یعنی یہ کاغذات نامکمل ہیں۔"

"جس جگہ سے یہ کاغذات برآمد ہوئے تھے! وہاں ان کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا!"

"ان دو شقوں کا.... کسی کے ہاتھ لگنا بھی ہمارے لئے اچھا نہیں ہوگا--- تم جانتے ہی ہو کہ ان دونوں حالات کیا ہیں۔"

"میں جانتا ہوں اور حالات سے فائدہ اٹھانے سے قبل ہی وہ قتل کر دیا گیا! مگر کیا یہ دونوں شقیں ان کے پاس بھی نہیں تھیں!"

"میں نہیں جانتا!"

عمران سر سلطان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا! اس نے چھوٹتے ہی پوچھا! "آپکی جوزف سے دوستی کاغذات گم ہونے کے بعد سے شروع ہوئی تھی یا اس سے پہلے کی ہے!"

"بہت پہلے کی بات ہے! اور وہ اسی دوستی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا تھا! مجھے شروع ہی سے اس پر شبہ تھا! لیکن تم جانتے ہو کہ اس واقعے کو منظر عام پر لانے سے

میری کتنی بدنامی ہوتی! میں یونہی نجی طور پر اس کے خلاف تحقیقات کراتا رہا تھا! کئی بار اس کی نادانستگی میں اس کے مکان کی تلاشی بھی لی گئی تھی لیکن کاغذات نہیں ملے تھے! پھر میں نے یہ خیال ہی ترک کر دیا تھا کہ اس حرکت میں اس کا ہاتھ رہا ہوگا۔ لیکن جب اس کے قتل کی اطلاع ملی تو ایک بار پھر مجھے اندیشوں نے گھیر لیا! بہر حال میں ذہنی کشمکش کے عالم میں تھا! اسی لئے میں نے تمہیں جائے واردات پر طلب کر لیا تھا! اور اب سوچتا ہوں کہ میں نے غلطی نہیں کی تھی!"

"مگر پچھلی رات آپ نے مجھے قطعی بری الذمہ کر دیا تھا!"

"اس وقت میں یقیناً غلطی پر تھا! بہر حال وہ بھی اس ذہنی کشمکش کا نتیجہ تھا! میں صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے! اگر تم مجھے بتاؤ کہ کاغذات تمہیں کس طرح ملے!"

عمران نے تہہ خانے اور میز کے متعلق بتانا شروع کیا! سر سلطان کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ انہوں نے عمران کے خاموش ہوتے ہی کہا "کیا وہ دونوں شقیں اس کے پاس بھی نہیں تھیں! ہو سکتا ہے یہی بات ہو! ورنہ وہ اب تک کسی تیسری طاقت سے اس کی قیمت وصول کر چکا ہوتا۔"

عمران کچھ نہ بولا! تھوڑی دیر کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری رہا! پھر سر سلطان بولے! "ان دونوں شقوں کا ملنا بہت ضروری ہے!"

"فی الحال ان کاغذات کو سنبھال کر رکھئے۔ میبی بڈفورڈ کی روح انتقام انتقام چیخ رہی ہے۔ کبھی وہ بادلوں سے جھانکتی ہے! کبھی شفق..... نہیں..... افق..... کیا آپ مجھے افق اور شفق کا فرق سمجھا سکتے ہیں!"

"ارے شفق..... وہ سرخی.....!" سر سلطان شاید بے خیالی میں بڑبڑائے پھر چونک کر عمران کو گھورنے لگے اور ان کے ہونٹوں پر پہلے تو ایک ندامت آمیز سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولے۔ "تم گدھے ہو! کام کی بات کرو! میں الجھن میں ہوں!"

"یہ کاغذات اتفاقاً ملے تھے!" عمران نے اپنی آنکھوں کو گردش دے کر کہا۔

"اگر وہ بھی اتفاقاً مل گئے تو حاضر کر دیئے جائیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا میں وہاں ان کاغذات کی تلاش میں گیا تھا!" عمران نے سوال کیا۔

"پہلے کی بات اور تھی اب یہ کیس تمہارے سپرد کیا جاتا ہے!"

"میں ایسے بے سروپا کیس کے سلسلے میں کیا کر سکوں گا!" عمران سوچتا ہوا بولا پھر سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہنے لگا "مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے! میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ سیکرٹ سروس کے چیف کی حیثیت سے کام کرتا ہوگا..... لیکن..... مصیبت تو یہ ہے کہ اس سلسلے میں آپ سے جس قسم کے سوالات کروں گا شاید آپ ان کا جواب دینا پسند نہ کریں!"

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو!"

"میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ دونوں کی دوستی کس بنا پر تھی!"

"اس سے کیا سروکار!" دفعتاً سر سلطان کا موڈ بگڑ گیا!

"میں اپنے طور پر سوال نہیں کر رہا ہوں! بلکہ یہ سمجھئے کہ سیکرٹ سروس کے چیف نے چھان بین شروع کر دی ہے اور وہ ہر پہلو سے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرے گا!"

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا!"

"تو میں اس کیس کو لینے کے لئے بھی تیار نہیں!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور برا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

سر سلطان نے اسے حیرت سے دیکھا لیکن خاموش ہی رہے! شاید عمران کا یہ لہجہ ان کے لئے توہین آمیز تھا!

"جو بات آپ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "وہیں سے میری تفتیش کا آغاز ہوگا اور اگر آپ وہ بات بتانے پر تیار نہیں تو میں مجبور ہوں!"

"وہ کیا بات ہو سکتی ہے!" سر سلطان جھپٹ پڑنے والے انداز میں بولے!

"آہا!" عمران نے ایک طویل سانس لی اور ہاتھ اٹھا کر درویشوں کے سے لہجے میں بولا۔ "ارے تو تو فرشتہ ہو جائے! خوبصورت عورتیں اس پر چھائی رہیں گی!"

"لل..... کیا..... بب..... بکواس..... لاحول.....!" سر سلطان جھینپے ہوئے انداز میں بولے اور عمران کی طرف اس طرح دیکھنے لگے جیسے اس نے انہیں کوئی گندی سی گالی دے دی ہو!

"کیا کوئی مرد آپ سے حکومت کے راز اگلوا سکتا ہے!" عمران نے پوچھا۔

"تم چلے جاؤ یہاں سے..... جاؤ.....!" سر سلطان غصیلے لہجے میں چیخ کر کھڑے ہو گئے۔

"فکر نہیں۔۔۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "سنجیدگی سے غور کیجئے گا۔ اس بات پر! بہر حال
خفیہ معاہدے کی دو شقیں آپ کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ مجھ کو اس کا علم نہیں ہے کہ معاہدے
کے کاغذات دفتر سے باہر بھی گئے ہیں! کیونکہ آپ نے اس کی نقل فراہم کرلی تھی
آپ خود سوچئے کہ آپ کس پوزیشن میں ہیں۔ میں یہ آپ ہی کے مفاد میں کہہ رہا ہوں
مجھے اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔"

عمران دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سر سلطان بولے۔ "ٹھہرو... ادھر آؤ..." ان کی آواز
میں کپکپاہٹ تھی! عمران پلٹ آیا۔ اور چپ چاپ پھر اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو!" سر سلطان نے پوچھا۔

"میں اس عورت کا نام اور پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں! جس سے آپ نے اس معاہدے کا
تذکرہ کیا تھا۔"

"تم.... آخر عورت ہی کی بات کیوں کر رہے ہو!"

"کیونکہ کرنل جوزف کا سب سے بڑا حربہ عورت ہی تھی! کیا اس کے گرد عورتوں کی بھیڑ
نہیں رہتی تھی! مجھے کہنے دیجئے کہ عورتوں کی وہ بھیڑ ہی آپ دونوں کی دوستی کی محرک ہوئی تھی۔"

"کیا تم اپنے باپ سے بھی اتنے ہی بے تکلف ہو سکتے ہو!" سر سلطان پھر جھنجھلا گئے!

"بالکل.... بالکل.... انہیں میری بے تکلفی ہی تو گراں گذرتی ہے! میں نے ڈیڈی سے
پوچھا ہے کہ وہ ابھی تک جوان کیوں ہیں جب کہ والدہ صاحبہ بوڑھی ہو چکی ہیں!"

"بدتمیز ہو تم!"

"اردو میں ضرور بدتمیز ہوں! لیکن انگریزی میں مجھے اسٹریٹ فارورڈ کہیں گے! خیر
تذکرے کو یہیں ختم کر دیجئے! مجھے اس عورت کا نام اور پتہ چاہئے!"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ.... اس کی وجہ.... وہی ہو.... جو تم سمجھتے ہو!"

"ارے میں کچھ بھی نہیں سمجھتا!" عمران اپنے دونوں کان اینٹھ کر منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "میں
صرف نام اور پتہ چاہتا ہوں! اور یہ تو آپ کا دل ہی جانتا ہو گا کہ میرا اندازہ غلط نہیں ہے
مجھے صرف نام اور پتہ بتائیے! اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پوچھوں گا! وہ یقیناً سیاست
کرنے والی کوئی عورت ہو گی۔ کسی بین الاقوامی مسئلے پر آپ سے الجھی ہو گی.... اور آپ

بات منوانے کے لئے رازدارانہ انداز میں اس خفیہ معاہدے کا تذکرہ کر دیا ہو گا۔"

"آہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہی بات ہے!" سر سلطان بیساختہ بولے.... پھر ان کے چہرے کا
رنگ ندامت سے پھیکا پڑ گیا!

"پرواہ مت کیجئے! آپ بھی آدمی ہیں! فرشتے نہیں! ارے جناب حسن وہ چیز ہے جس نے
کو اپابیل سے لڑا دیا تھا.... جی ہاں!"

"ابابیل۔۔۔!" سر سلطان نے جھینپے ہوئے انداز میں تصحیح کی!

"نہیں صاحب!.... اپابیل.... میں نے برہان قاطع میں یہی لکھا دیکھا ہے! یہودیوں کی
کتب کی سند نہیں ہے! خیر ہاں تو نام اور پتہ!"

"مس گلوریا کارڈ۔۔۔ تھرٹین ریکسٹن اسٹریٹ!"

"شکریہ!" عمران نے اپنی نوٹ بک پر جلدی سے گھسیٹتے ہوئے کہا! "میں اپنی گستاخیوں کی
معافی چاہتا ہوں! اب آپ پھر وہی میرے آفیسر ہیں اور میں آپ کا ماتحت!.... اگر میں اس قسم
کی گفتگو نہ چھیڑتا تو زندگی بھر مجھے اس عورت کا نام اور پتہ نہ معلوم ہو سکتا! اب میں یہ خود ہی
معلوم کر لوں گا کہ اس کی عمر کیا ہے!"

سر سلطان جھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر اندر چلے گئے! اس وقت عمران کے چہرے پر
شاندار سنجیدگی تھی!

O

عمران کی ٹو سیٹر ریکسٹن اسٹریٹ کی تیرھویں عمارت کے سامنے رک گئی! وہ نیچے اتر کر
میں پہنچا! اور گھنٹی کا بٹن بار بار دبانے لگا! پھر شاید دو یا تین منٹ کے بعد اندر سے
کی آواز آئی! اور ایک ادھیڑ عمر کی دیسی عورت نے دروازہ کھولا۔

"کیا بات ہے.... جناب!" اس نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مس گلوریا موجود ہیں!"

"موجود ہیں جناب!"

"میرا کارڈ!" عمران نے جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا جس پر
آر۔ ایس۔ خان ایڈووکیٹ!

عورت کارڈ لے کر چلی گئی! عمران سوچ رہا تھا کہ یہ گلوریا کارٹر یقیناً کوئی یوریشین ہو
عورت واپس آئی اور اسے اندر چلنے کو کہا۔ عمران آہستہ آہستہ پروقار انداز میں چلتا ہوا ایک
چھوٹے سے نشست کے کمرے میں آیا..... جہاں ایک صوفہ سیٹ اور ایک چھوٹی سی گول
پڑی ہوئی تھی۔ دیواریں شفاف اور سادگی کا بہترین نمونہ تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی جس کی عمر چھبیس یا ستائیس سے
طرح زیادہ نہ رہی ہو گی! وہ یقیناً دلکش تھی! لیکن یوریشین کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی تھی۔
سکتا ہے اس کے باپ یا دادا کا نام کارٹر رہا ہو۔ جسے انگریزی کارٹر بن بیٹھنے کا فخر حاصل ہو گیا
ورنہ وہ سو فیصدی ایک عیسائی عورت تھی!

"ایڈووکیٹ۔" وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی "کیا آپ میری کسی ایسی [illegible]
موت کی خبر لے کر آئے ہیں جس نے کوئی بہت بڑی جائداد چھوڑی ہو!"

"میں آپ کے مستقبل کے لئے ایک بڑا شاندار پروگرام لے کر حاضر ہوا ہوں۔" عمران
نے سنجیدگی سے کہا۔

"فرمایئے۔"

عمران نے اپنے ہینڈل میں ہاتھ ڈال کر چار پمفلٹ نکالے اور انہیں اس کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔ "مستقبل ہر ایک کا شاندار ہونا چاہئے!"

گلوریا نے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر عمران کو گھورنے لگی! عمران سر جھکائے
رہا۔ آخر گلوریا نے کہا۔ "تو کسی بیمہ کمپنی کا لٹریچر ہے!"

"جی ہاں! میوچل انشورنس کمپنی کا۔"

"اور آپ!..... کیوں؟ آپ ایڈووکیٹ ہیں!"

"نہیں محترمہ میں انشورنس ایجنٹ ہوں!"

"پھر آپ نے دھوکہ دینے کی کوشش کیوں کی!..... ایڈووکیٹ کا کارڈ کیوں بھجوایا۔"

"اوہو! آپ تو خفا ہو گئیں! اسے دھوکا نہیں بلکہ حکمت عملی کہتے ہیں! اگر میں بحیثیت
انشورنس ایجنٹ ملنا چاہتا تو آپ کی ملازمہ یہ اطلاع دیتی کہ آپ باہر تشریف لے گئی ہیں!"

"آپ جا سکتے ہیں!" گلوریا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"میں یقیناً جا سکتا ہوں کیونکہ میری ٹانگیں کافی مضبوط ہیں! اگر یہ میری مرضی پر منحصر ہے!"

"نہیں یہ میرے ملازموں کی مرضی پر منحصر ہے!"

"غلط..... بالکل غلط! اس طرح آپ ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گی کیونکہ میں نے
ہر عضو کا الگ الگ بیمہ کرا رکھا ہے! صرف ناک کی پالیسی چالیس ہزار کی ہے۔ آپ جانتی
کہ آج کل ناک پر مکا رسید کر دینا کچھ فیشن سا ہو گیا ہے!"

"تم یقیناً کوئی ٹھگ یا اچکے ہو!" گلوریا کی آواز بلند ہو گئی!

"اب مجھے سچ سچ حقیقت ظاہر کر دینی پڑے گی۔" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"اب سے رات تک بیٹھے حقیقت ظاہر کرتے رہو! لیکن تم مجھے الو بنانے میں کامیاب
ہو سکو گے! میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں!"

"تم میری بات بھی تو سنو!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تمہیں کیا معلوم کہ میں
عرصے سے تمہیں دیکھ رہا ہوں..... آج ہمت کر کے یہاں چلا آیا۔"

"کیا بکواس ہے!"

"تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو!"

"بدتمیز!۔"

"ارے واہ..... کیا میں نے گدھی کہا ہے کہ تم مجھے بدتمیز کیوں کہہ رہی ہو!"

گلوریا دانت پیس کر رہ گئی! شاید اس کے یہاں کوئی مرد ملازم نہیں تھا ورنہ وہ خاموش نہ رہ
چند لمحے غصیلی نظروں سے عمران کو گھورتی رہی پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "ٹھہرو بتاتی ہوں!"

"گی کیا!" عمران بھی کھڑا ہو گیا! "تم نے خود ہی اشارہ کر کے مجھے اندر بلایا تھا! تین گھنٹے
کی بات ہے! اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ میرا پرس کیا ہو گیا جس میں ساڑھے تین ہزار
تھے۔ تو تم مجھے دھمکیاں دیتی ہو۔"

"کیا بکواس ہے!" گلوریا چیخ کر بولی۔

"ساڑھے تین ہزار!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔ "میرا پرس! تم شوق سے شور
تمہارے پڑوس کے دو چار آدمی اس بات کی شہادت دیں گے کہ میں تین گھنٹے قبل یہاں
تھا اور میں اس شہر کا ایک معزز بیوپاری ہوں! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے پڑوسی

تمہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اگی بیویوں کی دلی خواہش ہے کہ تم یہ عمارت خالی کردو۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا!" گلوریا جھٹکے کے ساتھ دوبارہ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"دماغ تو بالکل ٹھیک ہے! البتہ معدہ عموماً خراب رہتا ہے! آج کل پھر اینڈریوز سالٹ کا استعمال شروع کر دیا ہے! کچھ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ جگر بھی خراب ہو گیا ہے! مگر میں اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں!"

"تم کیا چاہتے ہو۔" گلوریا نے ہانپتے ہوئے کہا! وہ کچھ خوفزدہ سی نظر آنے لگی تھی!

"بس یہ کہ مجھ سے روزانہ مل لیا کرو! دن میں صرف ایک بار۔" "ورنہ میں مر جاؤں گا۔"

"تم جیسا بیہودہ آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا!"

"ہائیں! کیا مطلب! کون سی بیہودگی سرزد ہوئی ہے مجھ سے!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا!

گلوریا فوراً ہی کچھ نہیں بولی۔ چند لمحے عمران کو گھورتی رہی پھر اس نے کہا۔ "تو کیا پہلے بھی تم مجھ سے مل چکے ہو!"

"اگر یہ معلوم ہوتا کہ تم اس طرح پیش آؤ گی تو پہلے ہی مل لیتا! آخر اس میں کیا برائی ہے کہ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔ ہو سکتا ہے کچھ دنوں بعد تم سے عشق بھی ہو جائے۔"

"شٹ اپ.....!"

"اب شاید تم پھر کوئی دھمکی دو گی! میں کہتا ہوں کہ تم اپنی کسی دھمکی کو عملی جامہ پہنا کر دیکھو!"

"تم یہاں سے چلے جاؤ!"

"آخر کیوں! کیا تکلیف پہنچ رہی ہے مجھ سے! کیا میں کوئی غیر مہذب آدمی ہوں! خوبصورت نہیں ہوں! مجھے یقین ہے کہ میں بھی تمہیں اچھا لگتا ہوں گا!"

"اوہ.... شٹ اپ!" گلوریا غصے میں پاگل ہو گئی اور اس طرح چیخنے لگی جیسے کسی قسم کا دورہ پڑا ہو! اچانک بوڑھی ملازمہ دروازہ میں دکھائی دی!

"اوہو!" عمران نے اس سے کہا! "کوئی گھبرانے کی بات نہیں! تم جاؤ! میں ان کی والدہ کے انتقال کی خبر لایا ہوں!"

گلوریا یہ سن کر بالکل پاگل ہو گئی! اپنے سر کے بال نوچنے لگی! پھر بھوکی شیرنی کی طرح عمران پر جھپٹ پڑی..... بوڑھی نوکرانی بوکھلائے ہوئے انداز میں وہاں سے چلی گئی تھی!

عمران نے گلوریا کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اسے ایک صوفے میں دھکیلتا ہوا بولا۔ "اب کافی جان پہچان ہو گئی ہے اور کسی دوسرے موقع پر ہم ایک دوسرے کے لئے اجنبی نہیں ہوں گے...... بس اتنا ہی کافی ہے۔ اچھا ٹاٹا!"

اس نے اپنا فیلٹ اٹھایا! چند لمحے بڑی پیار بھری نظروں سے گلوریا کی طرف دیکھتا رہا پھر ہوا کمرے سے چلا گیا۔

O

انسپکٹر پرویز کی سانس پھول رہی تھی..... لیکن وہ ٹیکسی سے اتر کر ایک لمحہ کے لئے بھی رکے بغیر کیپٹن فیاض کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا! اس کی رفتار خاصی تیز تھی!

برآمدے میں کھڑے ہوئے ملازم سے اس نے جلدی جلدی کچھ کہا..... اور ملازم اندر چلا گیا لیکن واپسی میں دیر نہیں لگی۔

"اندر تشریف لے چلئے!" اس نے انسپکٹر پرویز سے کہا۔

لیکن فیاض اس کے اندر پہنچنے سے قبل ہی ڈرائنگ روم میں آ چکا تھا۔

"ٹھہرو!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "پہلے تو تم کچھ دیر خاموش بیٹھ کر اپنی سانسیں درست کر لو!"

پرویز مودبانہ انداز میں اس کا شکریہ ادا کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ فیاض ٹٹولنے والی نظروں سے اس کا جائزہ لیتا رہا! تقریباً دو تین منٹ تک خاموشی رہی۔ پھر فیاض نے کلائی کی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے!"

"آج میں نے اس آدمی کا تعاقب کیا تھا جسے میمی کی قبر پر روتے دیکھا گیا تھا۔"

"اچھا...." فیاض کے لہجے میں تمسخر تھا! لیکن پھر اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ وہی آدمی رہا ہو گا۔"

"جی ہاں! وہ بیان کردہ حلیے کے عین مطابق تھا!" پرویز نے خفیف سی ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا۔

"خیر ہاں..... لیکن تعاقب کا انجام کیا ہوا۔"

"میں عرض کر رہا تھا! وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان کے قریب ہی ملا تھا! میں دو دن سے اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ بہر حال..... وہ آدمی عجیب ہے! وحشت زدگی کے علاوہ اس میں کوئی بات نہیں ہے جو اسے عام آدمیوں سے الگ کر سکے! اس کے جسم پر بہترین قسم کا سیاہ

سوٹ تھا سیاہ ڈاڑھی الجھی ہوئی...... بال پریشان...... اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی...
جن سے درندگی اور وحشت آشکار......!"

"تم نے تو مصوری شروع کر دی۔" فیاض پھر کلائی کی گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا...
کی بات کرو۔"

"میں اس کا تعاقب کرتا رہا" پرویز ایک طویل سانس لے کر کہنے لگا۔ "اور پھر وہیں جا...
جہاں سے پہلی بار اس سیکنڈ آفیسر نے اس کا تعاقب کیا تھا یعنی گرانڈ ہوٹل! وہ تھوڑی دیر...
کھڑا...... ہال میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کا جائزہ لیتا رہا...... پھر آہستہ آہستہ ایک میز کی طر...
بڑھنے لگا جہاں دو آدمی بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ جیسے ہی ان دونوں کی نظریں اس پر پڑیں...
کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ پڑے...... حقیقتاً گلاس چھوٹ پڑے تھے اور میں نے انہیں اپنی...
دیکھا تھا! اور وہ وحشی انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا! پھر وہ آگے بڑھ کر ایک خالی میز...
بیٹھا! میں نے دوسرے ہی لمحے میں ان دونوں آدمیوں کو ہوٹل سے باہر جاتے دیکھا!...
وحشی وہیں بیٹھا رہا! میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا! اس نے تقریباً پندرہ منٹ میں اپنی...
ختم کی...... اور پھر اٹھ گیا۔ میں دراصل اس کی قیام گاہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر—!"

"کیوں۔ خاموش کیوں ہو گئے!" فیاض نے ٹوکا۔

"مگر میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی! ہو سکتا ہے اسے اس تعاقب کا علم ہو گیا ہو!...
بہر حال ایک جگہ وہ مجھے ڈاج دے گیا! میں ٹریفک کی زیادتی کی بنا پر ایک سڑک نہ پار کر سکا...
دیر میں سڑک صاف ہوتی! وہ دوسری طرف کی کسی گلی میں غائب ہو چکا تھا!"

"پھر اب تم مجھے کیا بتانے آئے ہو!" فیاض جھنجھلا گیا۔

"یہ کہ ان دونوں خوفزدہ آدمیوں کے متعلق میں نے بہتیری اہم معلومات حاصل کر لی ہیں..."
فیاض کچھ نہ بولا اور پرویز کہتا رہا۔ "وہ دونوں کرنل جوزف کے گہرے دوستوں میں سے
تھے۔ ان کے نام میجر اشرف اور کرنل درانی ہیں! اور یہ دونوں ہی شہر کے معزز آدمیوں میں
سے ہیں!"

"ہوں! تو پھر! تم نے ان سے اس آدمی کے متعلق سوالات کیے ہوں گے۔"

"جی ہاں! میں ان سے ان کی قیام گاہ پر ملا تھا! لیکن انہوں نے اس آدمی کے متعلق...

بتانے سے انکار کر دیا! کیونکہ انہوں نے اس شکل کے کسی آدمی کو گرانڈ ہوٹل میں نہیں دیکھا تھا!
میں نے انہیں ان کے گلاسوں کے گرنے کا واقعہ یاد دلایا لیکن انہوں نے میرا مذاق اڑا دیا! کہنے
لگے ہاں گلاس گرے ضرور تھے لیکن اس کی وجہ وہ نہیں تھی، جو میں نے بیان کی تھی! انہوں
نے بتایا کہ وہ دونوں نشے میں تھے اور نشے ہی کے عالم میں گلاسوں کے گرانے پر ایک ایک ہزار
روپے کی بازی ہو گئی تھی! ان دونوں ہی نے اس آدمی کے تذکرے پر میرا مضحکہ اڑایا......!"

پرویز خاموش ہو گیا۔

"اچھا" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میں دیکھوں گا کہ ان میں مضحکہ اڑانے کی کتنی
صلاحیت ہے! میں ان دونوں رنگیلے بوڑھوں سے اچھی طرح واقف ہوں! مگر مجھے افسوس ہے کہ
تم نے اس آدمی کو کھو دیا۔"

"میں کیا عرض کروں جناب! مجھے ٹریفک کے قوانین پر غصہ آ رہا ہے۔"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر آہستہ سے بولا۔ "اگر تمہارا یہ خیال صحیح ہے کہ اسے تعاقب
کا علم ہو گیا تھا تو اب اسے ڈھونڈ نکالنا آسان کام نہ ہوگا!"

"میں کیا عرض کروں جناب! مجھے خود افسوس ہے! مگر یہ دونوں آدمی شاید ہماری مدد کر
سکیں! مجھے یقین ہے کہ وہ دونوں اسے پہچانتے ہیں اور خوف ہی کی وجہ سے ان کے گلاس چھوٹ
پڑے تھے!"

"میں دیکھوں گا" فیاض سر ہلا کر بولا۔ "کل صبح ان دونوں کو آفس میں طلب کر لو!"

"بہت بہتر جناب!" پرویز یکلخت خوش ہو گیا! گویا صبح وہ ان سے اپنی توہین کا بدلہ ضرور
لے سکے گا!

"اور کچھ!"

"نہیں جناب!" پرویز اٹھتا ہوا بولا۔ "اب اجازت چاہتا ہوں۔"

"اچھا" — فیاض بھی اٹھ گیا!

O

پرائیویٹ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر عمران اپنی خوابگاہ میں آیا! دوسری طرف سے جولیا
بول رہی تھی! اس نے کہا "آپ کا خیال درست تھا جناب! اگلوریا کارٹر کا کچھ نہ کچھ تعلق سونیاز کارنر

ے ضرور ہے!"

"ہے نا۔" عمران سر ہلا کر بولا! "کیوں کوئی خاص واقعہ!"

"جی ہاں! سونیا کا دوست پارکر کل گلوریا کے ساتھ نظر آیا تھا!"

"پارکر! وہی لمبا آدمی!"

"جی ہاں! وہی! وہ دونوں ٹمپسیز جوائنٹ میں تھے! یہ پچھلی شام کی بات ہے پھر دونوں ساتھ ہی تھرٹین ریکسٹن اسٹریٹ میں آئے تھے! پارکر تقریباً آدھے گھنٹے تک اندر رہا۔ پھر تنہا واپس آیا تھا!"

"اس کے بعد وہ کہاں گیا تھا!"

"یہ آپ کیپٹن جعفری سے معلوم کر سکیں گے!"

"اچھا۔۔ شکریہ جولی! گلوریا پر برابر نظر رکھو! ہاں سونیا کو کون دیکھ رہا ہے!"

"تنویر۔"

"اچھا! اور سارجنٹ ناشاد!"

"وہ فی الحال شاعری کر رہا ہے!" اس کا خیال ہے کہ لوگ اس کے بعد اس کے کلام کی قدر کریں گے!"

"اگر وہ کسی طرح مر سکے تو ضرور مار ڈالو۔"

جولیا ہنسنے لگی۔۔ لیکن پھر فوراً ہی خاموش ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہاں! سارجنٹ ناشاد کو میجر اشرف پر نظر رکھنے کو کہو۔"

"اوہو! میجر اشرف!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "کیا وہ بھی اس کہانی سے تعلق رکھتا ہے!"

"اس کے علاوہ بھی چار اور ہیں!"

"میں تو ابھی تک اس کیس کو سمجھ ہی نہیں سکی ہوں! اخبارات میں جو کہانی شائع ہوئی تھی، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے!"

"جلدی مت کرو! سب کچھ آہستہ آہستہ سامنے آ جائے گا! یہ پر اسرار آدمی بہت سنسنی پھیلا رہا ہے! کیا خیال ہے تمہارا!..."

"جی ہاں! ہو سکتا ہے وہ بھی بڈفورڈ سے قریبی تعلقات رکھتا ہو!"

"یہ کس بنا پر کہہ رہی ہو!"

"وہی قبر کے کتبے پر جو نئی تحریر پائی گئی ہے کسی قسم کے انتقام کے متعلق! ہو سکتا ہے میسی.... اگر ٹھہرئیے میسی کی موت بھی تو پر اسرار طریقے پر واقع ہوئی تھی!"

"ہاں.... آں.... غالباً وہ ان لوگوں سے انتقام لینا چاہتا ہے، جو میسی کی موت کا باعث بنے ہوں گے!"

"مگر بڑا ڈرامائی انداز ہے!" جولیا نے کہا۔

"ایسا بھی ہوتا ہے! شاید وہ انہیں مار ڈالنے سے پہلے ہی ادھ مرا کر ڈالنا چاہتا ہے! تم خود سوچو کہ دوسرے لوگ کتنی بڑی ذہنی اذیت میں مبتلا ہوں گے یہ تو مار ڈالنے سے بھی بدتر ہے!"

"جی ہاں!" جولیا نے جواب دیا۔ "مگر ہم اس آدمی کو کہاں تلاش کریں۔"

"میرا خیال ہے کہ کیپٹن فیاض کے آدمی اس کی ٹوہ میں لگ گئے ہیں!"

"مگر جناب! پھر بھی معلوم کرنا چاہوں گی کہ اس کیس کا محکمہ خارجہ سے کیا تعلق!"

"تعلق کا علم مجھے بھی نہیں ہے!" عمران نے جواب دیا۔ "بہتیری راز کی باتیں ایکس ٹو سے بھی پوشیدہ رکھی جاتی ہیں! مگر ہمیں اس کی پرواہ نہ ہونی چاہئے! بس جو کام ہمیں سونپا جائے اسے خوش اسلوبی سے انجام دیں!"

"یقیناً جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اچھا اب تم اپنا کام دیکھو!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا! اس کی پیشانی پر سلوٹیں تھیں اور وہ کچھ سوچ رہا تھا!

پھر اس نے کیپٹن جعفری کے نمبر ڈائیل کئے!

"ہیلو! کیپٹن جعفری! مجھے پارکر کے متعلق کل شام کی مکمل رپورٹ چاہئے!"

"یس سر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "وہ گلوریا کے مکان سے نکل کر سیدھا سونیاز کارنر پہنچا تھا!"

"پھر۔۔!"

"پھر.... میرا مطلب یہ ہے کہ میں وہیں سے واپس آ گیا تھا کیونکہ اب پارکر کی واپسی مجھے محال نظر آتی تھی.... وہ دراصل اسی ریستوران میں رہتا ہے!"

"اتنی دیر میں یہ ایک کام کی بات کی ہے تم نے!"

"اب میرے لئے کیا حکم ہے؟"

"پارکر کے پیچھے لگے رہو! اس کے متعلق اور کیا معلومات بہم پہنچائیں!"

"وہ..... ابھی تک کچھ بھی نہیں! میرا خیال ہے بادی النظر میں ہم اس کے خلاف کچھ نہیں ثابت کر سکتے!"

"تمہیں ثابت کرنے کے لئے کس نے کہا ہے!"

"اوہ..... ب بات..... یہ ہے..... جناب!"

"کیا بات ہے!"

"میں ابھی تک اس کے ذریعہ معاش کے متعلق کچھ نہیں معلوم کر سکا!"

"معلوم کرنے کی کوشش کرو!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا!

پھر دن بھر وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے ماتحتوں کے فون ریسیو کرتا رہا! اسی دوران میں فیاض بھی میجر اشرف اور کرنل درانی کی داستان لے کر ٹپک پڑا..... اس نے اسے شروع سے واقعات بتائے یعنی انسپکٹر پرویز کا کارنامہ، پھر بات یہاں تک پہنچی کہ اس نے میجر اشرف اور کرنل درانی کو آفس میں طلب کر لیا۔

"مگر وہ دونوں!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "خشکی کے کچھوے ہیں میں ان سے کچھ نہیں معلوم کر سکا! لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ اس آدمی کو جانتے ہیں۔"

"پکڑ کر بند کر دو!" عمران نے ہانک لگائی۔

"لیکن میں ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ جانتے ہیں!"

"پرواہ نہ کرو! میں بہت جلد ثابت کر دوں گا!"

"پتہ نہیں تم کیا کر رہے ہو! مجھے اس طرح تاریکی میں نہ رکھا کرو!"

"تاریکی بڑی اچھی چیز ہے سوپر فیاض! مثلاً یہ کہ اگر تم اندھیرے میں کسی کو آنکھ مارو تو وہ قطعی برا نہیں مانے گا! تجربہ کر کے دیکھ لو!"

"تم پر ہر وقت لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔" فیاض چڑ گیا۔

"بذریعہ ڈاک بھیجا کرو! میں بعض اوقات گھر پر موجود نہیں ہوتا! ویسے آج کل تمہاری اسٹینو ہے اس کی عمر بتاؤ! تاکہ میں اسے بچپن سے شرب دے کر اپنا گھر چھوڑوں یا تمہاری بیوی کی

ی کا پیدا کرا دوں!"

"تم کام کی بات نہیں کرو گے!"

"نہیں دوست! میں اب اس کام سے بری طرح اکتا گیا ہوں! اب کوئی دوسرا دھندا یں گا!..... ویسے کیا خیال ہے تمہارا اگر میں مچھلیوں کی آڑھت کر لوں!"

"عمران بور مت پھیلاؤ!" فیاض نے بیزاری سے کہا۔

"بوریت تم پھیلا رہے ہو یا میں!"

"اچھا تو میں جا رہا ہوں!"

"ٹاٹا..... !" عمران نے دونوں ہاتھ ہلائے لیکن فیاض بیٹھا ہی رہا۔

"میں نے فرض کر لیا کہ تم چلے گئے! اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور کرسی پر اکڑوں بیٹھ گیا وہ اپنے پرائیویٹ فون کا ریسیور کریڈل پر سے ہٹا آیا تھا ورنہ شاید فیاض کو بھی اس وم ہو جاتا کیونکہ آج اس کے ماتحت بڑی سرگرمی دکھا رہے تھے!"

"عمران.....!" فیاض نے اسے بلند آواز میں مخاطب کیا اور عمران چونک کر اسے گھورنے لگا!

"کیا بات ہے بڑے بھائی!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مگر تمہیں کچھ کرنا نہیں تھا تو مجھ سے وعدہ کرنے کی کیا ضرورت تھی!"

"میں اب بھی تیار ہوں!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا "مگر تم نے تو کہا تھا کہ لڑکی نابالغ ہے تین سال تک انتظار کرنا پڑے گا!"

فیاض نے جھپٹ کر اس کی گردن پکڑ لی! اور عمران رو دینے والے انداز میں بولا۔ "چلو کی کیا! میں تیار ہوں۔ بلکہ قبول کیا!..... ارے..... کیا مار ڈالو گے یار..... گردن..... " فیاض اس کی گردن چھوڑ کر جانے کے لئے مڑا۔

"ٹھہرو! سوپر فیاض!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "شاید کام کی بات گردن ہی میں اٹکی ہوئی تھی!" فیاض پلٹ کر اسے گھورنے لگا!

"تاتا ہوں مری جان!— اب میں نے کام کی بات شروع کی ہے تو تم نے رقیبوں کی طرح بے اعتنائی شروع کر دیں۔ ہاں رقیب ہی تو کہتے ہیں اسے جس کے گھر نہیں ہوتی!"

"نہیں میں جا رہا ہوں!" فیاض جانے کے لئے مڑا..... عمران نے جھپٹ کر اس کی کمر پکڑ

لی اور پھر شرمندگی ظاہر کرتا ہوا بولا۔ "لاحول ولا قوۃ کمر تو ہے یار! میں خواہ مخواہ تمہیں رقیب سمجھ بیٹھا تھا!"

"میرے پاس وقت نہیں ہے فضول باتوں کے لئے!" فیاض غرایا!

"میبی بڈفورڈ کے متعلق تمہیں ایک عورت بہت کچھ بتا سکے گی! وہ اس کی ہم پیشہ تھی!"

"کون ہے!"

"سونیا---!"

"ارے تو کیا وہ انگلینڈ کی ملکہ ہے!" فیاض جھنجھلا گیا۔ "یا مجھے شہر بھر کی آوارہ عورتوں کے نام اور پتے زبانی یاد ہیں!"

"نفاست ہو پیارے--- تھرٹین اسٹریٹ اور زیرو روڈ کے چوراہے پر سونیا کا رزیڈنس تمہیں سونیا وہیں ملے گی!"

"تم اس سے مل چکے ہو!" فیاض نے پوچھا۔

"مل چکا ہوں! لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا! تمہاری بات اور ہے! تم ایک سرکاری آفیسر ہو۔ وہ تمہاری مونچھیں ہی دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے گی! مگر ٹھہرو! وہ چالاک عورت ہے، کبھی یہ تسلیم نہ کرے گی کہ میبی بڈفورڈ سے اس کی جان پہچان تھی! لہٰذا غور سے تفصیل سنو! جن دنوں میبی ٹپ ٹاپ کلب میں رقاصہ تھی۔ انہیں دنوں سونیا گرانڈ ہوٹل میں ملازم تھی! وہ بھی رقاصہ ہی تھی! ان دونوں میں گہری دوستی تھی! اور دونوں ایک دوسرے کی رازدار تھیں!"

"لیکن میبی کے متعلق ہم کیا معلوم کریں گے!" فیاض نے پوچھا۔

"یہی کہ اس نے پیدائش سے لے کر مرنے کے وقت تک کتنے انڈے دیئے تھے۔" عمران جھنجھلا گیا اور فیاض کو بے ساختہ ہنسی آ گئی!

"یار فیاض! تم کسی قابل نہیں ہو!"

"چلو بکو اس بند کرو! میں سونیا سے ملوں گا---!"

"جاؤ بس اب چلے ہی جاؤ ورنہ میں پہلے خودکشی کروں گا اور پھر تمہیں بھی گولی مار دوں گا!"

فیاض ہنستا ہوا چلا گیا!

تھوڑی دیر بعد عمران نے جولیا کی کال ریسیو کی جو کہہ رہی تھی۔ "جناب والا! ایک اطلاع

خبر--- ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے فائدہ اٹھا سکیں!"

"کیا خبر ہے!"

"پارکر اور گلوریا کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔"

"کہاں!"

"منٹو پارک میں! دونوں کسی مسئلے پر الجھ پڑے تھے! پھر ہاتھا پائی کی نوبت آتے آتے رہ گئی تھی! وہ دونوں ہی غصے میں بھرے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے!"

"تم اس کے بعد بھی گلوریا کا تعاقب کرتی رہی ہو گی!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں!--- وہ وہاں سے گھر ہی آئی تھی۔"

"اچھا شکریہ!" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

اب اسے کیپٹن جعفری کی رپورٹ کا انتظار تھا کیونکہ وہ بھی منٹو پارک میں کہیں نہ کہیں موجود رہا ہو گا--- عمران نے اسے پارکر کے پیچھے لگایا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد جعفری کا پیغام بھی موصول ہوا.... اس نے بھی منٹو پارک والے جھگڑے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ "پارکر منٹو پارک سے چیری بلوسم پہنچا یہاں اس نے اور بارٹنڈر نے گلوریا کو ختم کر دینے کا پروگرام بنایا.... آج وہ چیری بلوسم ضرور جائے گی! کیونکہ آج وہاں سال کا پہلا رقص ہو گا۔ وہ چیری بلوسم کی مستقل گاہک ہے! بہر حال آج اسے وہاں شراب میں زہر دیا جائے گا۔ رات کی ڈیوٹی پر وہ بارٹنڈر نہیں رہے گا جو سازش میں شریک ہے بلکہ دوسرا ہو گا اور گلوریا کی موت کی تمام تر ذمہ داری اس پر آ پڑے گی!--- حالانکہ اس بیچارے کے فرشتوں کو بھی اس سازش کا علم نہیں ہو گا۔ گلوریا عالباً پہلے ہی سے اپنی میز مخصوص کرا چکی ہے اس میز پر سرو کرنے والا ویٹر بھی سازش میں شریک ہو گا۔ یعنی شراب میں وہی زہر ملائے گا!"

"تب تو ویٹر گرفت میں آ جائے گا!" عمران نے کہا۔

"نہیں جناب! ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے کہ پولیس اس پر صرف شبہ کر کے رہ جائے گی! میرا خیال ہے کہ انہیں حالات کے تحت بارٹنڈر بھی زد میں نہ آ سکے گا!"

"میں سمجھ گیا--- اچھا میں دیکھ لوں گا! جعفری! تم لوگوں کی مستعدی سے میں بہت خوش ہوں!"

"مہربانی ہے.... آپ کی.... آپ ہی سے تو سیکھا ہے!"

"اچھا شکریہ!" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

اب عمران کے لئے ایک نئی الجھن پیدا ہو گئی تھی! ابھی تک اس نے اس کیس کی کڑیاں جس انداز میں ترتیب دی تھیں اس میں یک بیک خامیاں نظر آنے لگیں! گلوریا کی موت کا کیا مقصد ہو سکتا تھا؟ اور پھر پارکر؟ آخر اسے گلوریا کی موت یا زندگی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے! جھگڑا کس بات پر ہوا تھا؟ اسی جھگڑے کی بناء پر پارکر نے اسے مار ڈالنے کا پروگرام بنایا تھا؟۔ ایسی صورت میں بنائے مخاصمت لازمی طور پر کوئی خاص اہمیت رکھتی ہو گی۔؟

چھ بجے شام کو عمران نے فلیٹ چھوڑ دیا۔ اسے ہر حال میں گلوریا کی حفاظت کرنی تھی! کیونکہ اس کے اپنے خیال کے مطابق وہ اس کیس میں خاصی اہمیت رکھتی تھی!

چیری بلوسم شہر کی بہترین تفریح گاہ تھی! اور عمران کو یقین تھا کہ گلوریا وہاں ضرور آئے گی! اس کا آنا یقینی تھا ورنہ وہ لوگ اسے مار ڈالنے کی اسکیم کیوں بناتے!

اس نے اپنی ٹو سیٹر چیری بلوسم کی کمپاؤنڈ میں کھڑی کر دی! لیکن نیچے نہیں اترا.... گاڑی ہی میں بیٹھا رہا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو! ٹھیک ساڑھے سات بجے اسے پورچ میں گلوریا نظر آئی! وہ تنہا تھی اور پورچ سے گذر کر اندر جا رہی تھی! اس سے شاید دس یا بارہ گز کے فاصلہ پر جولیانا فٹزواٹر موجود تھی! اسے عمران نے آج رات کی سازش کے متعلق مطلع نہیں کیا تھا ویسے اس کا خیال تھا ممکن ہے کیپٹن جعفری نے اسے آگاہ کر دیا ہو!

وہ گاڑی سے اتر کر جولیا کی طرف بڑھا اور قبل اس کے کہ وہ بھی ہال میں داخل ہو جاتی اس کے برابر ہو گیا۔

"سوئس لڑکیاں واقعی بڑا اچھا ناچتی ہیں!" عمران نے آہستہ سے کہا اور جولیا چونک کر مڑی.... پھر چلتے چلتے رک گئی!۔

"چلتی رہو! میں نے سنا ہے کہ آج موسم بہت خوشگوار ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم کس چکر میں ہو؟" جولیا نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"یہ ثابت کرنے کے چکر میں ہوں کہ دو اور دو ساڑھے تین ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی دائرے کا قطر برابر ہو ساڑھے تین زاویہ قائمہ کے — یعنی کہ ہمیشہ —!"

"مجھے علم ہے کہ سر سلطان نے تمہیں کرنل جوزف کی لاش دکھائی تھی!" جولیا مسکرائی۔

"لیکن میں نے اس کی قبر کھودنے سے صاف انکار کر دیا تھا ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ گلوریا کارٹر کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو! میں کئی دنوں سے تمہیں اس کے تعاقب میں دیکھ [illegible]

"تمہیں اس سے کچھ سروکار نہ ہونا چاہئے!" جولیا نے کہا اور آگے بڑھ جانے کی کوشش کی.... لیکن عمران بھی اپنی رفتار تیز کرتا رہا! اور وہ اس سے آگے نہ بڑھ سکی!

گلوریا ہال میں پہنچ کر ایک میز پر قبضہ کر چکی تھی اور وہ اب بھی تنہا تھی۔ دفعتاً عمران جولیا کے بڑھ گیا۔ وہ تیر کی طرح گلوریا کی میز کی طرف جا رہا تھا۔

گلوریا اسے دیکھ کر چونک پڑی! وہ اسے پہلی ہی نظر میں پہچان چکی تھی!

"میں بغیر اجازت بھی بیٹھ سکتا ہوں!" عمران اس کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔ گلوریا حیرت سے تھوڑی دیر بیٹھی رہی! پھر یک بیک اسے غصہ آ گیا۔

"کیوں شامت آئی ہے! یہاں میں تنہا نہیں ہوں!" اس نے دانت پیس کر کہا۔

"میری موجودگی میں تم کبھی تنہائی نہیں محسوس کر سکتیں!"

گلوریا چند لمحے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی پھر نہ جانے کیوں یک بیک [illegible]ال ہو گئی۔ دوسری طرف جولیا ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھی انہیں حیرت سے دیکھ رہی [illegible]

عمران نے گلوریا سے کہا۔ "کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ پارکر تمہیں معاف کر دے گا۔"

"کیا مطلب!" گلوریا یک بیک چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"پروا مت کرو وہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب مجھ سے اس [illegible]لب بھی نہ پوچھ بیٹھنا! بعض اوقات ایک ہی چیز میں کئی آدمی دلچسپی لینے لگتے ہیں لیکن یہ [illegible]ی نہیں کہ ان میں سے ہر ایک خود غرض ہو! پارکر تو اپنا مطلب نکل جانے کے بعد تمہیں [illegible]ی کر سکتا ہے!.... لیکن میں.... خیر جانے دو تمہیں یقین نہیں آئے گا!— ویسے یہاں [illegible]ت تمہاری زندگی خطرے میں ہے اگر آج تم نے یہاں کوئی کھانے یا پینے کی چیز طلب کی تو [illegible]ت کرنے کا بھی موقع نہیں مل سکے گا۔"

"خدا جانے کیا بک رہے ہو!" گلوریا نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

"تم مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپا سکتیں! میں تمہارے متعلق تازہ ترین اطلاعات رکھتا ہوں!"

کیا یہ غلط ہے کہ منٹو پارک میں تم پارکر سے لڑ گئی تھیں!"

گلوریا کچھ نہ بولی! عمران نے کہا۔ "تم خوب اچھی طرح جانتی ہو کہ تمہارے ایک
پر پارکر کی گردن پھنس سکتی ہے! پھر تم اتنی احمق کیوں ہو کہ آج کے جھگڑے کے بعد
سے تنہا نکل پڑیں۔"

گلوریا کا چہرہ زرد ہو گیا اور وہ اپنے خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر بار بار زبان پھیر
اس کی سانسیں تیزی سے چل رہی تھیں!

"تم یہاں خطرے میں ہو۔ لیکن پارکر مجھ سے زیادہ نہیں ہے!"

"تم کیا چاہتے ہو!" گلوریا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"فی الحال تمہیں یہاں سے بحفاظت تمام نکال لے جانا! کیا تم مجھ پر اعتماد کرو گی؟"

گلوریا نے جواب نہیں دیا! وہ سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"اوہ۔۔۔! یہاں تمہیں قرون وسطیٰ کے خوفناک جلاد نظر نہیں آئیں گے۔ موت یہاں
پیالی یا شراب کے گلاس میں چھپ کر آتی ہے! اس لئے ان دونوں ہی سے اجتناب کرو تو بہتر

"تم مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے!" گلوریا بڑبڑائی۔

"اچھی بات ہے.... مر جاؤ! میرا کیا جاتا ہے!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور اس کی
اٹھ گیا! لیکن وہاں سے ہٹتے وقت اس نے پھر کہا "مرنے سے پہلے مجھے ضرور یاد کر لینا۔"
سے دور ایک خالی میز پر جا بیٹھا جس پر ریزرویشن کی تختی نہیں تھی! اس نے جولیا
طرف دیکھا جو اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہی تھی! عمران نے لاپروائی سے اپنے
جنبش دی اور گلوریا کی طرف دیکھنے لگا جس کی حالت بہت ابتر نظر آ رہی تھی! کبھی وہ کرسی
سے ٹک جاتی اور کبھی میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھک جاتی! ویسے اس کی نظریں اب بھی
تھیں! دفعتاً اس نے عمران کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا! عمران اٹھ کر پھر اس کی میز پر آ

"تم کون ہو!" گلوریا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں کوئی بھی ہوں! لیکن اچھا آدمی نہیں ہوں! سخت کالر اور بے داغ قمیض کا یہ مطلب
تو نہیں ہو سکتا کہ میں کوئی شریف آدمی ہوں اگر شریف آدمی ہوتا تو تم جیسی عورتوں
کیا دلچسپی ہو سکتی تھی! میں تمہارے گندے کھیل سے بخوبی واقف ہوں اور اس میں برابر کا

ہوں۔ تمہیں! میں کرنل جوزف نہیں ہوں کہ آسانی سے قتل ہو جاؤں!"

"تم کیا چاہتے ہو!"

"یہی کہ اپنی زبان بند رکھو! پارکر سے تمہاری حفاظت کا ذمہ میں لیتا ہوں!"

"میں اپنی زبان کس معاملے میں بند رکھوں۔"

"تم اچھی طرح جانتی ہو!۔۔۔ اور سنو! گلوریا کارزا میں پارکر بھی نہیں ہوں! پارکر جیسے
یب میں پڑے رہتے ہیں! تم پارکر کو بیوقوف بنا سکتی ہو مجھے نہیں!"

"میں بالکل نہیں سمجھی!"

"ٹھیک ہے! کرنل جوزف بہت تجربہ کار آدمی تھا! اس نے کچھ سوچ کر ہی اس کام کے لئے
منتخب کیا ہوگا!"

"میں کسی کرنل جوزف کو نہیں جانتی۔۔۔"

"شاباش! تم واقعی کام کی ہو! وہ بیچارا بوڑھا سر سلطان اب بھی تمہاری یاد میں آہیں بھرا
ہے لیکن اب تم نے اس سے ملنا ہی چھوڑ دیا ہے گلوریا ڈارلنگ۔۔۔!"

گلوریا ایک بار پھر خوفزدہ نظر آنے لگی! اس بار اس کا چہرہ بالکل تاریک ہو گیا تھا۔

"کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"مگر تم چاہتے کیا ہو!"

"یہی نہیں جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے اس کی حفاظت کرو۔ یہ ہم دونوں کا مشترکہ بزنس

گلوریا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی! "مگر پارکر۔۔۔!"

"کہو پارکر۔۔۔ اسے میں جس وقت بھی چاہوں اپنے راستے سے ہٹا سکتا ہوں!"

"میں تم پر کس طرح یقین کر لوں!"

"کسی طرح آزما دیکھو!"

"مجھے پیاس محسوس کر رہی ہوں....؟"

"یہاں نہیں!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "یہاں.... موت ہے!"

"یہ بات ہے!" گلوریا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تو میں ضرور کچھ نہ کچھ منگوانا چاہئے!"

"یعنی تم مر کر دیکھنا چاہتی ہو!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"نہیں! ہم اس کی کچھ مقدار اپنے ساتھ لے کر اس کا کیمیاوی تجزیہ کرائیں گے۔"

"احمق۔ تم کسی تجربہ گاہ تک زندہ بھی پہنچ سکو گی!"

"تم سمجھتے نہیں! فرض کرو! میں شراب منگواؤں! لیکن اسے پیے بغیر اس کی کچھ مقدار محفوظ کرلوں۔!"

"ہاں ہاں! میں سمجھتا ہوں! لیکن تمہیں یہاں سے زندہ جاتے دیکھ کر وہ اپنی اسکیم بدل سکتے ہیں یعنی کسی دوسرے طریقے سے تمہارا خاتمہ کردیں!"

"تو پھر دوسری صورت میں بھی وہ اپنی اسکیم بدل سکتے ہیں اگر میں نہ پیوں تب بھی"

"شاید انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہم یہاں سے کب گئے!"

"تو یہ اس طرح بھی ممکن ہے کہ میں شراب طلب کروں اور اس کی کچھ مقدار اپنے ساتھ لیتی چلوں!"

"چلو۔۔۔یہی کرلو! میں سمجھ گیا! تم میرے بیان کی تصدیق کرنا چاہتی ہو!"

"یہی سمجھ لو!" گلوریا نے لاپروائی سے کہا! "میں حق بجانب ہوں! کیونکہ یہ صرف دوسری ملاقات ہے!"

"ہزاروں ملاقات بھی آدمی کا دل صاف نہیں کرسکتی! کیا پار کر ان دنوں تمہارے اچھی تھا!"

گلوریا کچھ نہیں بولی! وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی! دفعتاً اس نے ایک ویٹر کو اشارہ کیا! اور اس کے قریب آنے پر شیری کے لئے آرڈر دیتی ہوئی بولی "یہیں لاؤ۔۔۔!"

"یہ نمبر بارہ کی میز ہے!" ویٹر نے ادب سے جواب دیا۔ "میں اس سے کہہ دوں گا" چلا گیا!

پھر شاید پانچ ہی منٹ بعد ہال میں یک بیک ہنگامہ شروع ہوگیا! ایک میز الٹتی ہوئی آئی۔ شیشے کی ظروف جھنجھنا کر ٹوٹے۔۔۔ اور بھیڑ اکٹھا ہوگئی! لوگ میزوں سے اٹھنے لگے۔

گلوریا بھی اٹھی! لیکن اپنی جگہ ہی پر کھڑی رہی۔۔۔ عمران البتہ دو چار قدم آگے بڑھا گر رک گیا۔ لڑنے والے اتنی دیر میں الگ کردیئے گئے۔ آہستہ آہستہ حالات پھر معمول پر آگئے۔

ویٹر نمبر بارہ گلوریا کی میز کی طرف آرہا تھا! اس نے ٹرے رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔

"کیا بات تھی!" گلوریا نے پوچھا۔

"ارے کچھ نہیں جناب! اکثر لفنگے شریفوں کے بھیس میں آجاتے ہیں! نشے میں لڑ پڑے تھے۔"

"کسی کے چوٹ تو نہیں آئی!" عمران نے کسی رحمدل بیوہ کے سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں جناب۔۔۔!"

"اچھا۔۔۔!" عمران سر ہلا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ٹھہرو۔۔۔!" گلوریا نے ویٹر کو روک کر کہا۔ "میں شاید جلدی ہی اٹھ جاؤں گی۔ بل لیتے آؤ۔"

"بہت بہتر جناب!" ویٹر چلا گیا!

گلوریا نے جلدی سے اپنا وینٹی بیگ اٹھایا اور اس میں سے سینٹ کی ایک خالی شیشی نکالی! عمران بغور اس کے ہاتھوں کی حرکتیں دیکھتا رہا! وہ یقیناً ایک چالاک اور پھرتیلی عورت تھی! دوسرے ہی لمحے میں شیشی شیری کے گلاس میں تھی! شاید ہی آس پاس کے کسی آدمی کو اس کا احساس ہوسکا ہو! پھر اس نے بھنوؤں کے بال نوچنے کی چمٹی گلاس میں ڈال کر شیشی نکال بھی لی! پھر رومال میں رکھ کر اس کی کاک لگائی اور رومال سمیت وینٹی بیگ میں ڈال لی۔

"گلوریا!" عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "واقعی اگر تم ہمیشہ کے لئے میری دوست ہو جاؤ تو میں ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دوں!"

جواب میں گلوریا مسکرائی۔۔۔۔ لیکن سراسیمگی کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر پائے جاتے تھے!

"اب کیا خیال ہے۔" اس نے پوچھا۔

"تھوڑی تھوڑی شراب ٹرے میں گراتی جاؤ۔ حتیٰ کہ گلاس آدھا ہو جائے! پھر میں تمہیں سہارا دے کر یہاں سے نکال لے چلوں گا۔۔۔۔ تمہارا انداز کچھ اس قسم کا ہوگا جیسے تمہیں بالکل ہوش نہ ہو!"

"ہم۔۔۔!" گلوریا آنکھیں بند کرکے ہنسی اور آہستہ آہستہ پلکیں اوپر اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے!"

"اے۔ آئی۔۔۔۔ ڈھمپ!"

"ڈھمپ!— یہ کیا بلا ہے!"

"میں دراصل نسلاً پرتگالی ہوں!"

"مگر شاید پرتگال میں بھی اس قسم کے نام نہیں ہوتے—!"

"آہا— تب تم..... پرتگال کے مشہور ڈھمپ خاندان سے واقف نہیں ہو! تم پرتگال یا پرتگالیوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتیں!"

"او نہہ چھوڑو— گلوریا نے برا سا منہ بنایا!" لیکن تم نے مجھے اپنا صحیح نام نہیں بتایا!"

"فی الحال تم میرے نام کی پرواہ نہ کرو!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اب ہمیں اٹھنا چاہئے!"

"ٹھیک ہے— اچھا ٹھہرو!" گلوریا نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں تک لے جاتے ہوئے کہا اور پھر اسے ٹرے میں رکھ دیا! قریب بیٹھے ہوئے لوگ بھی یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اس نے گھونٹ نہیں لیا تھا! گلاس ٹرے میں رکھتے وقت اس نے بڑی صفائی سے تھوڑی سی شراب گرا دی تھی!

بہرحال پانچ منٹ کے اندر ہی اندر گلاس آدھا رہ گیا۔

پھر یک بیک اس کا سر میز سے جا لگا! عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر اسے سیدھا کرنے لگا! قرب و جوار ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہم..... میری..... طبیعت خراب ہو رہی ہے!" گلوریا سینے پر ہاتھ رکھ کر کراہی!

"چچ..... چلو— اٹھو— باہر ہوا..... میں!" عمران ہکلایا۔

اکثر لوگوں نے عمران سے پوچھنا چاہا اور وہ سب کو ٹالتا ہوا گلوریا کو سہارا دے کر باہر لے جانے لگا۔ ویٹر نمبر بارہ لپکتا ہوا ان کی طرف آیا۔

"کیا بات ہے جناب!" اس نے پوچھا۔

"یک بیک طبیعت خراب ہو گئی!" عمران اس کے ہاتھ میں کچھ نوٹ ٹھونستا ہوا بولا۔ "واپس آ کر حساب کروں گا۔"

وہ کمپاؤنڈ میں آ گئے! عمران اسے ٹوسٹیر کے قریب لایا اور دروازہ کھول کر اسے بٹھاتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "ہمیں کئی آدمی دیکھ رہے ہیں لیکن پارکر یہاں موجود نہیں ہے۔" پھر وہ بھی اسٹیرنگ کے سامنے جا بیٹھا اور کار پھاٹک سے گذر کر سڑک پر نکل آئی! کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران بولا۔ "کرنل جوزف برا آدمی نہیں تھا! کیوں؟ میرا مطلب ہے کہ معاملے کا پکا تھا۔

"میں اس وقت تک تم سے گفتگو نہیں کروں گی جب تک تمہارے بیان کی تصدیق نہ ہو جائے! یعنی یہ کہ شراب زہریلی تھی!"

"چلو میں خاموش ہو گیا! اب کچھ نہیں پوچھوں گا!"

"مجھے میرے گھر لے چلو!"

"اپنے گھر نہیں لے جاؤں گا! مطمئن رہو!" عمران نے کہا اور کار کی رفتار تیز کر دی۔ وہ ملٹن اسٹریٹ پہنچ کر گاڑی سے اترے۔ عمران کچھ سوچ رہا تھا! آخر اس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "تم جاؤ۔ اس شراب کو کسی جانور پر آزماؤ..... میں اپنے گھر جا رہا ہوں!"

"کیوں..... نہیں تم بھی چلو! تمہیں چلنا پڑے گا..... میں تمہاری موجودگی میں ہی تجربہ کروں گی! مجھے حیرت ہے کہ کسی نے تعاقب بھی نہیں کیا حالانکہ پارکر کے پاس تقریباً ایک درجن آدمی ہیں!"

"میں جھوٹا ہوں!" عمران غرایا۔

"ہم یہاں سڑک پر جھگڑا نہیں کریں گے! تم میرے ساتھ چلو!"

"چلو..... میں کیا تم سے ڈر جاؤں گا..... ارے واہ..... چلو تا!"

وہ دونوں عمارت میں آئے..... گلوریا اپنی پالتو بلی کا خون کرنے پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اسے ابھی اب بھی عمران کے بیان پر شبہ تھا! اس نے تھوڑے سے دودھ میں وہی شراب ملائی جو وہ ایک شیشی میں ڈال کر چیری بلوسم سے لائی تھی!

بلی دودھ پی گئی! عمران اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا..... پھر دفعتاً اس کی نظر گلوریا کی طرف اٹھ گئی! جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا براؤنی پستول تھا..... اور نال اسی کی طرف اٹھی ہوئی تھی! گلوریا مسکرائی..... عمران بھی جواباً مسکرا کر پھر بلی کی طرف دیکھنے لگا! بالکل اسی انداز میں جیسے پستول پر نظر پڑی ہی نہ ہو!

"میرے ہاتھ میں پستول ہے!" گلوریا نے کہا۔

"ہاں اچھا خاصا ہے۔ براؤنی کا یہ ماڈل مجھے پسند ہے۔" عمران نے بلی پر سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔

"اگر یہ بلی نہ مری تو....." گلوریا نے کہا۔

"تو میں تم سے پستول ادھار لے کر اسے شوٹ کر دوں گا!"

"اگر بلی نہ مری تو اس کے عوض تمہیں مرنا پڑے گا!"

"ہزار جانیں قربان ایسی بلی پر۔ ارے یہ تو آنکھ مار رہی ہے!.....واہ بھئی.....یوں کرتی ہے!" عمران نے گلوریا کو آنکھ ماردی! اور پھر بلی کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بیٹھی اونگھ رہی تھی! پھر یک بیک اس نے چیخنا شروع کر دیا! پنجوں سے فرش کھرچنے لگی! پانچ منٹ بعد اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا!

گلوریا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں! دفعتاً عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا پستول چھین لیا۔

"یہ مجھے بہت پسند ہے!" اس نے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا آؤ معاملے کی بات کرو! میں نے اس وقت تم پر احسان کیا ہے۔"

گلوریا کچھ نہ بولی! خاموشی سے مردہ بلی کی طرف دیکھتی رہی! اپنے ہاتھ سے پستول نکل جانے پر بھی وہ کچھ نہیں بولی تھی! بلکہ اس کے چہرے پر ایسے آثار بھی نہیں نظر آئے تھے جو کسی قسم کی تشویش کا پتہ دیتے! اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں اور چہرے پر پھیکا پن پھیل گیا تھا!

"معاہدے کی تین شقیں تمہارے پاس ہیں!"

"ہاں!" گلوریا نے اسکی طرف دیکھے بغیر کہا اور پھر یک بیک چونک کر بولی "تم نے کیا کہا تھا"

"میں بار بار نہیں دہرا سکتا! کاغذات میرے حوالے کر دو ورنہ وہ لوگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کاغذات میرے سپرد کر دینے کی صورت میں تم محفوظ رہو گی! میرے آدمی تمہاری حفاظت کریں گے! تم خود سوچو کہ اب تم تنہا رہ گئی ہو۔ جوزف زندہ ہوتا تو خیر دوسری بات تھی!.....ہاں یا نہیں! میں تمہیں صرف تین منٹ کی مہلت دیتا ہوں! اور پھر وہ نامکمل کاغذات قطعی بیکار ہیں! تم ان سے کوئی فائدہ بھی نہ اٹھا سکو گی!"

گلوریا کچھ نہ بولی! عمران کہتا رہا..... "کیا تمہیں اس بات پر شبہ ہے کہ پارکر تمہارا دشمن ہو گیا! کیا تم جانتی ہو کہ وہ شروع ہی سے کرنل جوزف کے پیچھے لگا رہتا تھا!"

"تم---! پھر تم کچھ بھی نہیں جانتے! پارکر اور کرنل جوزف ایک دوسرے کے لئے اجنبی نہیں تھے! وہ مل کر کام کر رہے تھے!"

"چلو خیر تم کچھ بولیں تو! بہر حال وہ تین شقیں میرے حوالے کر دو!"

"تو تم ہی ان سے کیا فائدہ اٹھا سکو گے! بقیہ کاغذات لاپتہ ہیں۔"

"تم سے کس نے کہہ دیا کہ بقیہ کاغذات لاپتہ ہیں!"

"وہ پارکر کے پاس تو نہیں ہیں۔"

"اور شاید وہ تم سے ان کاغذات کا مطالبہ کرتا رہا ہے! میرا مطلب ہے کرنل جوزف کی موت کے بعد سے!"

"ہاں--- آج وہ جھگڑا اسی بات پر ہوا تھا!"

"اور تمہیں یقین ہے کہ کاغذات کرنل جوزف ہی کے پاس تھے!"

"مجھے یقین ہے!"

"پھر وہ کیا ہو گئے--- کہاں گئے!"

"اگر تم مجھے دھوکا نہ دینے کا وعدہ کرو! تو میں تمہیں بتا سکتی ہوں کرنل جوزف نے وہ کاغذات میرے سامنے ہی ایک جگہ چھپائے تھے!"

"لیکن تم نے اسے بھی دھوکا دے کر کچھ کاغذات اسی وقت اڑا لائی تھیں! کیوں کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں!"

"نہیں یہ حقیقت ہے! میں جانتی تھی کہ نامکمل کاغذات کی قیمت کوئی نہیں دے گا! لہذا میں نے سوچا تھا کہ وقت پر جب وہ پریشان ہو گا تو میں لگی ہوئی قیمت کا نصف وصول کر کے بقیہ کاغذات اس کے حوالے کر دوں گی۔ میں غلطی پر نہیں تھی! وہ مجھے دھوکا بھی دے سکتا تھا---"

"اب میں کیا کروں!"

"تم وہ کاغذات مجھے دے دو!"

"بیکار! پہلے ہمیں ان کاغذات کی فکر کرنی چاہئے جو کرنل جوزف کے مکان ہی میں ایک جگہ پوشیدہ ہیں!"

"تم ان کی پروا نہ کرو۔"

"وہ کاغذات میں اس وقت دے سکتی ہوں جب آدھی قیمت....."

"مگر ابھی تک شاید کسی نے بھی ان کاغذات کی کوئی قیمت نہیں لگائی!" عمران نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی گردن کٹوا کر رہو گی!"

"اگر تم کاغذات لے گئے تب بھی میری گردن کٹ ہی جائے گی! کیونکہ پارکر کو یقین ہے کہ سارے کاغذات میرے ہی پاس ہیں!"

"تم اس کی پرواہ نہ کرو! تمہاری حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں! کم از کم میرے سات آدمی ہر وقت تمہاری حفاظت کریں گے!"

"اگر پارکر نے جھلا کر پولیس کو اطلاع دے دی تو!"

"اس سے پہلے ہی پارکر ختم کر دیا جائے گا! تم مطمئن رہو!"

"کرنل جوزف کیوں قتل کیا گیا!" گلوریا دفعتاً پوچھ بیٹھی!

"کیونکہ اس کی وجہ سے ایک عورت میسی بڈفورڈ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مری تھی! اسے اتنی دیر کے لئے بھی ہوش نہیں آیا کہ پولیس اس کا بیان لے سکتی! میں لیفٹیننٹ راجن سے واقف ہوں جس نے کرنل جوزف کو قتل کیا ہے! وہ میسی کو بے حد چاہتا تھا! ابھی اس شہر میں پانچ قتل اور ہوں گے---!"

"کیوں؟ کیا مطلب؟"

"میسی کی موت میں چھ آدمیوں کا ہاتھ تھا! ان میں سے ایک ختم کر دیا گیا! پانچ ابھی باقی ہیں!"

"تم انہیں جانتے ہو!"

"نام بنام! اگر تمہیں اس موضوع سے دلچسپی نہ ہونی چاہئے۔ تم تو بس کام کی بات کرو! کاغذات!"

"تم وعدہ کرتے ہو کہ میری حفاظت کرو گے!"

"ابھی اور اسی وقت میرے آدمی یہاں پہنچ سکتے ہیں! فون ہے تمہارے ہاں!"

"ہے---!"

عمران نے اپنے تین ماتحتوں کو فون کیا! اور جب وہ فون کر چکا تو گلوریا نے کہا! "تمہاری آواز کچھ بدلی ہوئی سی معلوم ہو رہی تھی!"

"نہیں تو..... تمہیں دھوکا ہوا ہوگا!---اب یہ تین آدمی ہر وقت تمہاری نگرانی کریں گے! اس وقت تک ریکسٹن اسٹریٹ سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ میں حکم نہ دوں!"

کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد گلوریا نے کاغذات عمران کے حوالے کر دیے! لیکن

ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا! "بقیہ کاغذات بھی تمہیں میری مدد کے بغیر نہیں مل سکیں گے مگر ابھی جوزف لاج کی طرف جانا بھی خطرناک ہوگا کیونکہ محکمہ سراغرسانی والے عمارت کی نگرانی کر رہے ہیں!"

"اوہ!" عمران مسکرایا۔ "تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ میں کاغذات وہاں سے حاصل کر چکا ہوں!"

"تم جھوٹے ہو!۔"

"ہو سکتا ہے! لیکن شائد میں نے خواب دیکھا ہو! کرنل جوزف کی خواب گاہ والے غسل خانے سے جو راستہ نیچے گیا ہے..... آہا..... وہ راستہ ایک میز تک لے جاتا ہے! اور میز کا وہ خفیہ خانہ..... بڑا سہانا خواب تھا گلوریا! ڈارلنگ اریوں کے شہزادے نے خفیہ خانے سے کاغذات برآمد کر لئے---اچھا---ٹاٹا---!"

"ٹھہرو!"

"نہیں بس! پھر سہی! ابھی ہم دونوں بہت دن زندہ رہیں گے---ٹاٹا۔"

O

انسپکٹر پرویز کا ماتحت سارجنٹ ساجد میجر اشرف کی کوٹھی کی نگرانی کر رہا تھا! کیپٹن فیاض نے عمران کے بتائے ہوئے پتہ پر قسمت آزمائی کی تھی! یعنی سونیا کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو گیا تھا! بہر حال اب اس کے پاس میجر اشرف اور کرنل درانی کے علاوہ تین نام اور بھی تھے۔

سونیا کو اس نے اسی دن گرفتار کر کے ضمانت پر رہا کر دیا تھا اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ ان پانچ آدمیوں کے خلاف اسے سلطانی گواہ بنا کر بری کرا دیا جائے گا۔ اور اب ان پانچ آدمیوں کی نگرانی ہو رہی تھی! کیپٹن فیاض کا خیال تھا کہ اس پر اسرار قاتل پر پہلے ہاتھ ڈالا جائے---پھر ان پانچ مجرموں سے نپٹ لیا جائے گا جن کی حیوانیت نے پندرہ سال قبل ایک عورت کی جان لی تھی!

بہر حال سارجنٹ ساجد میجر اشرف کی نگرانی کر رہا تھا! ٹھیک پانچ بجے شام کو پھاٹک سے ایک ایسا آدمی نکلتا ہوا نظر آیا جس نے اسے بیساختہ چونک پڑنے پر مجبور کر دیا! اور یہ بلا شبہ وہی آدمی تھا جس کے لئے محکمہ سراغرسانی کئی دن سے سرگرداں تھا! اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ جسم پر سیاہ سوٹ تھا اور آنکھوں میں وحشت! وہ گیٹ سے نکل کر فٹ پاتھ سے لگی ہوئی موٹر سائیکل کے قریب آیا! اور دوسرے ہی لمحہ میں موٹر سائیکل اسٹارٹ ہو کر سڑک پر فراٹے

بھرنے لگی۔۔۔۔ سارجنٹ ساجد اپنی موٹر سائیکل کی طرف جھپٹا! پھر ذرا ہی سی دیر میں وہ بھی اس پراسرار آدمی کے پیچھے جا رہا تھا۔

تقریباً دس منٹ تک تعاقب جاری رہا! پھر اگلی موٹر سائیکل تھرٹین اسٹریٹ میں داخل ہوئی۔ لیکن وہ زیرو روڈ کے چوراہے سے آگے نہیں بڑھی! اسے ٹھیک سونیاز کارنر کے سامنے روکا گیا تھا! ساجد نے اسے موٹر سائیکل سے اتر کر سونیاز کارنر میں جاتے دیکھا! سونیاز کارنر کے سامنے ہی ایک دوا فروش کی دوکان تھی۔ ساجد نے وہاں سے انسپکٹر پرویز کو فون کیا! اور پھر باہر آکر کھڑا ہو گیا اور وہ پراسرار آدمی سامنے ہی بیٹھا شاید چائے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

پھر پندرہ منٹ بعد ہی تھرٹین اسٹریٹ میں دو پولیس کاریں آکر رکیں! ان میں پر مسلح کانسٹیبل موجود تھے! ایک کار میں کیپٹن فیاض اور انسپکٹر پرویز تھے! وہ سب سونیاز کارنر میں گھس پڑے! سونیا کاؤنٹر کے پیچھے تھی اور پارکر کاؤنٹر ہی پر کھڑا شام کا اخبار دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ وہ دونوں پولیس والوں کو اس طرح گھستے دیکھ کر ششدر رہ گئے لیکن پولیس والے تو اس میز کے گرد گھیرا ڈال رہے تھے جس پر وہ پراسرار آدمی تھا! ویسے ایک ایک کانسٹیبل ہر دروازے پر بھی جم گیا تھا!

"تم چپ چاپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ!" کیپٹن فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کس خوشی میں جناب!" اس آدمی نے ایک طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"تم پر کرنل جوزف کے قتل کا الزام ہے!" کیپٹن فیاض نے کہا۔ پھر سونیا کی طرف مڑ کر بولا۔ "ادھر آؤ۔۔۔ دیکھو! لیفٹیننٹ راجن یہی ہے۔!"

"ہاں! میں لیفٹیننٹ راجن ہوں!"

سونیا جو قریب آ چکی تھی بیساختہ بولی۔ "نہیں یہ لیفٹیننٹ راجن ہرگز نہیں ہے!"

وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا! اور انسپکٹر اس کی جامہ تلاشی لے رہا تھا! اچانک اس کے منہ سے ایک ہلکی سی آواز نکلی کیونکہ اس نے اس کی پتلون کی جیب سے ایک خنجر برآمد کر لیا تھا جس کے دستے پر تحریر تھا "میبی بڈ فورڈ۔" اور یہ اس خنجر سے مختلف نہیں تھا! جو کرنل جوزف کی لاش میں پیوست پایا گیا تھا!

"کیا اب بھی تمہیں کرنل جوزف کے قتل سے انکار ہے!" کیپٹن فیاض نے طنزیہ لہجہ میں پوچھا۔

"قطعی انکار ہے! آپ اس خنجر پر نہ جائیے! اسے میں ہی لے گیا تھا! آپ کو اسی کار

میں اسی ساخت کے تقریباً ایک درجن خنجر مل جائیں گے!"

"کیا مطلب۔۔۔!"

"یہ سونیا اور پارکر سے پوچھئے!"

"بکواس ہے۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ کون ہے اور کیا بک رہا ہے!" سونیا جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"اوہو!" پراسرار آدمی بولا۔ "تم مجھے نہیں پہچانتیں! لیفٹیننٹ راجن کو! جس کی کہانی تمہاری ہی زبانی پولیس تک پہنچی ہے! تمہیں سونیا اتنی بے مروت اور ظالم نہ ہوا! آخر تم کیوں مجھے پہچاننے سے انکار کر رہی ہو! ہاں یہ وہ میری جان۔ اس طرح تم اور پارکر صاف بچ جاؤ گے!"

"کیوں! میں نے کیا کیا ہے کہ بچ جاؤں گا!" پارکر غرایا۔

"تم نے کرنل جوزف کو قتل کیا ہے۔۔۔ میں وہ خنجر یہاں سے برآمد کر سکتا ہوں!"

"آہا جب تو۔۔۔۔ بلاشبہ یہ آدمی لیفٹیننٹ راجن ہی معلوم ہوتا ہے!" پارکر نے سونیا کی طرف مڑ کر کہا! اس کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے آثار تھے!

"ہم۔۔۔۔ میں!" وہ صرف ہکلا کر رہ گئی!

"میری طرف پارکر!" اس آدمی نے کہا "کیا تم نے کرنل جوزف کو ان کاغذات کے لئے نہیں قتل کیا تھا جو اس نے دفتر خارجہ سے چرائے تھے! تم نے اسے جوزف لاج کے تہہ خانے میں قید کیا تھا اور اصل تمہارا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا! تم تو ان کاغذات کے لئے اس پر تشدد کر رہے تھے تمہیں ایک دوسری تدبیر سوجھی! تم لوگ کرنل جوزف کو میبی والے معاملے میں پہلے ہی بلیک میل کرتے رہے تھے نہ صرف اسے بلکہ ان دوسرے پانچ آدمیوں کو بھی! اور شاید انہوں نے اب مزید رقومات دینے سے انکار کر دیا تھا! کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب اگر تم لوگ پولیس کو بھی اطلاع دو تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا! لہٰذا تم نے سوچا کہ کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے! بس پھر سوچی سمجھی اسکیم کے تحت تم نے بڈ فورڈ اسکینڈل کھڑا کر دیا! تمہارے ایک آدمی نے وحشیوں کی سی شکل بنا کر سعید آباد پولیس اسٹیشن کے ایک سیکنڈ آفیسر کو عیسائیوں کے قبرستان تک دوڑایا! یہ محض اس لئے کہ جب کرنل جوزف کی لاش سے میبی بڈ فورڈ کے نام کا خنجر برآمد ہوا تو سیکنڈ آفیسر والی کہانی کی شہرت ہو جائے۔ پھر تم ان پانچوں آدمیوں کو دوسری دھمکی دے کر بڑی بڑی رقومات وصول کرو اور وہ دھمکی یہ ہوتی کہ کرنل جوزف کے قاتل کو ان پانچوں آدمیوں کے

نام بھی بتا دیے جائیں گے! تم اس میں کامیاب بھی ہو گئے! تم نے ابھی کل ہی ان پانچوں آدمیوں نے پچھتر ہزار روپے وصول کیے ہیں! کرنل جوزف کا انجام ان کے سامنے تھا لہٰذا وہ ڈر گئے اور انہوں نے تمہاری طلب کردہ رقومات فراہم کر دیں!"

"یہ سب کھلی ہوئی بکواس ہے۔" پارکر چیخا اور وہ آدمی ہنسنے لگا پھر بولا۔ "پارکر تم پاگل گدھے ہو! کیا تمہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ پوسٹ مارٹم کرنے والوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی! تم نے لاش کو برف میں رکھ کر اسے سڑنے سے بچا تو لیا تھا لیکن یہ نہ سوچ سکے کہ پوسٹ مارٹم اس طرح نہیں ہوتا جس طرح کوئی حکیم نبض دیکھتا ہے اور پھر تم نے دوسرا گدھا پن نہیں چھوڑا..... دوسرا گدھا پن تو شاید انتہائی ذہین قاتل سے بھی سرزد ہو جاتا! وہ یہ سوچنا کہ خوابگاہ میں کرنل کے جوتے یا سلیپر موجود ہیں یا نہیں! اگر اسے جوتے یا سلیپر نہ ملتے تو مقتول کے شفاف تلووں میں تھوڑی سی مٹی ہی لگا دیتا!"

"تم کون ہو!" دفعتاً فیاض نے گرج کر پوچھا۔

اس پر اس خبط الحواس آدمی نے اپنی داڑھی نوچنی شروع کر دی!

"تم!" فیاض کا منہ حیرت سے کھل گیا کیونکہ اب اس کے سامنے احمقستان کا شہزادہ عمران کھڑا مسکرا رہا تھا!

"ارے یہ تو وہی بلیک میلر ہے!" اچانک سونیا ہسٹریائی انداز میں چیخی!

"اوہ تم ہو!" پارکر دانت پیس کر بولا۔ "تم نے اس رات مجھے زخمی کر دیا تھا لیکن آج میرے ہاتھوں سے بچ کر کہاں جاؤ گے!"

"گلوریا کے گھر جاؤں گا جان من۔ جو ابھی تک زندہ ہے۔ جج بزبلوسم کی وہ شراب وہیں رہ گئی تھی! جج بزبلوسم کا بار ٹنڈر اور ویٹر نمبر بارہ بھی تمہیں بچ سکیں گے! تمہارے کام کچے ہی ہوتے ہیں پارکر اور ابھی تو تمہیں ان غیر ملکی جاسوسوں کا پتہ بھی بتانا پڑے گا جن کے ہاتھ تم دفتر خارجہ کے کاغذات فروخت کرنے والے تھے! کرنل جوزف تم لوگوں سے ڈر تا ضرور تھا مگر تھا بڑا گھاگ۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کاغذات تمہارے حوالے کر دیے تو موت ہی اس کے ہاتھ آئے گی!"

"یہ بلیک میلر ہے جناب!" پارکر نے کیپٹن فیاض سے کہا۔ "خواہ مخواہ ہمیں پھنسانا چاہتا ہے!"

ایک رات اس نے ہم پر بڑی زبردستیاں کی تھیں!"

"خاموش رہو!" کیپٹن فیاض نے اسے ڈانٹا پھر عمران سے بولا۔ "جو کچھ تم ابھی تک کہہ چکے ہو اس کے لئے تمہارے پاس کیا ثبوت ہے!"

"ثبوت نمبر ایک۔ کرنل جوزف کے تہہ خانے میں ان لوگوں کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں! ثبوت نمبر دو یہاں سے مسٹر بدفورڈ کے نام کے تقریباً ایک درجن تجزیے برآمد کیے جا سکتے ہیں! ثبوت نمبر تین گلوریا کارٹر جو سلطانی گواہ بھی بن سکتی ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کیپٹن فیاض کہ یہ محکمہ خارجہ کا کیس ہے اور مجھے ان دونوں کے وارنٹ محکمہ خارجہ ہی کے توسط سے ملے ہیں! کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سر سلطان بھی موقعہ واردات پر موجود تھے! اور انہوں نے مجھے خاص طور سے طلب کیا تھا اس لئے۔ ان وارنٹوں پر ایکشن لو ورنہ نتیجے کے تم ذمہ دار ہو گے!"

فیاض کا منہ لٹک گیا۔۔۔ لیکن وارنٹ دیکھنے کے بعد ان دونوں کے ہتھکڑیاں لگانی ہی پڑیں، پارکر بے تحاشہ گالیاں بک رہا تھا! مگر کانسٹیبلوں نے جلد ہی اس کی زبان بند کر دی!

گلوریا کارٹر سر سلطان کے پیر پکڑے رو رہی تھی! عمران نے بدقت تمام اسے ہٹایا۔

"تمہاری گلو خلاصی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سلطانی گواہ بن جاؤ۔" عمران نے کہا۔

"مجھے کسی بات سے عذر نہ ہو گا جناب!" گلوریا نے سسکتے ہوئے کہا۔

"لیکن عدالت میں تمہاری زبان سے یہ نہ نکلنے پائے کہ اس معاہدے کا تذکرہ سر سلطان نے کیا تھا!"

"نہیں عمران صاحب کبھی نہیں! ایسا نہیں ہو گا!"

کچھ دیر بعد وہ محکمہ خارجہ کے کچھ آدمیوں کی نگرانی میں حوالات کے لئے روانہ کر دی گئی!

"تم نے مجھ پر یہ دوسرا بڑا احسان کیا ہے!" سر سلطان بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

"ارے بس جانے دیجئے جناب! میرا کیریئر برباد ہو گیا! ایک ایسے آدمی نے مجھے گلوریا کے ساتھ دیکھ لیا ہے جس کا میں..... وہ ہونے کا ارادہ کر رہا تھا!"

"کیا ہونے کا ارادہ کر رہے تھے!"

"ارے..... وہ کیا کہتے ہیں..... لے شوہر کے بہن..... کے بھائی کے شوہر..... بہن شوہر.....

اب بھول گیا، کیا... ہے وہ... نوئی... منوئی... منوئی... ارے وہ شوہر کو کیا کہتے ہیں؟"

"بہنوئی!— نہ جانے کیا بکواس کر رہے ہو تم!" سر سلطان مسکرائے!

"بہنوئی... بہنوئی..." عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں اس آدمی کا بہنوئی ہو جانے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن اس نے مجھے گوریا کے ساتھ دیکھ لیا! لعنت ہے اس پر... اسے ایسے موقع پر منہ پھیر لینا چاہئے تھا۔"

"تم کرو گے شادی!" سر سلطان نے مسکرا کر پوچھا۔

"ارے اب کیا کروں گا شادی! والد صاحب بیچارے بوڑھے ہونے کو آئے۔ نظر بھی کمزور ہو گئی ہے! لہٰذا میرا سہرا اتنی صفائی سے نہ دیکھ سکیں گے جتنی صفائی سے دس سال پہلے دیکھ سکتے۔ اور میں اسے اپنی توہین سمجھتا ہوں کہ کوئی عینک لگا کر میرا سہرا دیکھے!"

"ارے کمبخت تو کسی کو چھوڑتا بھی ہے؟"

"کیا کروں جناب یہ دل ہی ایسا ہے کہ کسی کو نہیں چھوڑنا چاہتا! خیر صاحب... ہاں! اس غیر ملکی سفارتخانے کے خلاف کیا کارروائی ہو سکے گی، جو اس معاہدے کا مسودہ خریدنا چاہتا تھا!"

"اس کے خلاف فی الحال کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی! کیونکہ مسودہ وہاں تک پہنچا ہی نہیں۔ اب میں اس قصے کو یہیں ختم کر دینا چاہتا ہوں... حتیٰ کہ عدالت میں یہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا جائے کہ ان کاغذات کی نوعیت کیا تھی! اسی میں بہتری ہے!"

عمران خاموش ہو گیا— پھر سر سلطان نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"تم شروع ہی سے لیفٹیننٹ راجن کا رول ادا کر رہے تھے!"

"جی نہیں! اس سے پہلے یہ رول پارکر ہی کے ایک آدمی نے ادا کیا تھا۔ جب میں سونیا سے ان پانچوں آدمیوں کے متعلق معلوم کر چکا تو میں نے سوچا کہ اس کے بیان کی تصدیق کر لی جائے! لہٰذا میں نے فیاض کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ سعید آباد پولیس اسٹیشن کے سیکنڈ آفیسر والی کہانی اخبارات میں شائع کرا دے! مقصد یہ تھا کہ میں اس طرح ان پانچوں آدمیوں پر اس کا رد عمل دیکھ سکوں! اس کا طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ میں اسی پر اسرار آدمی کی سی شکل بنا کر ان کے سامنے آتا! میں نے یہی کیا اور مجھے سو فیصدی کامیابی ہوئی۔ وہ مجھے دیکھ کر سراسیمہ ہو گئے! مگر سونیا اور اس کے ساتھی پہلے ہی ان سے پچھتر ہزار روپے وصول کر چکے تھے! بہر حال اب

شاید کیپٹن بھی تسلی کر لے گا!"

"مگر یہ قبر— اور خنجر کا اسکینڈل خوب رہا—!" سر سلطان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ویسے اگر تم نہ ہوتے تو یہ کیس کسی سے سلجھ بھی نہ سکتا! مگر یہ تو بتاؤ کہ بڈفورڈ والی لائن سے کس طرح ہٹ گئے تھے—!"

"جولیانا فٹزواٹر نے تہ خانے میں انگلیوں کے کچھ نشانات دریافت کئے تھے جو پارکر اور اس کے ساتھیوں ہی کی انگلیوں کے نشانات تھے! انہیں سے میں نے کیس کے متعلق اپنے نظریات یکسر بدل دیئے تھے— ویسے نظریات بدلنے کے لئے وہ کاغذات ہی کافی تھے۔ وہ خنجر ہی کافی تھا جسے ٹھنڈی لاش میں ٹھونسا گیا تھا! جناب اب اجازت دیجئے!"

عمران اٹھ گیا نہ جانے کیوں وہ کچھ اکتایا اکتایا سا نظر آ رہا تھا۔

(ختم شد)

عمران سیریز نمبر 14

آہنی دروازہ

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران سیریز کا چودھواں ناول "آہنی دروازہ" ملاحظہ فرمایئے... عمران ایک بالکل ہی نئے انداز میں پہلے ہی صفحہ پر نمودار ہوتا ہے!... وہ خود اپنی ٹو سیٹر ڈرائیو کر رہا تھا... !لیکن دو ٹٹو اس کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں.... !ٹٹو نہیں بلکہ دو لڑکیاں جو ٹٹوؤں پر سوار تھیں.... وہ ان سے بھیک مانگتا ہے۔ عمران ہی ٹھہرا!؟ کوئی نہیں کہہ سکتا وہ کب کیا کر بیٹھے.... پھر وہ ایک جگہ اوٹ پٹانگ شطرنج کھیلتا ہوا نظر آئے گا.... اسے لڑکیوں کے ایک کالج میں تقریر کرتے دیکھئے.... اور قہقہے لگایئے.... ایک دلچسپ بوڑھا سردار داراب جو عمران سے کسی طرح کم نہیں تھا وہ عمران سے ایک دلچسپ انتقام لیتا ہے ایسا کہ سردی کے باوجود بھی عمران پسینے میں نہا جاتا ہے۔ انتقام کی نوعیت پر.... عمران کو ہنسی بھی آتی ہے اور غصہ بھی!....

آہنی دروازہ جسے سنسان راتوں میں کوئی جھنجھوڑتا ہے.... دروازے کے پیچھے بھیڑیے کی خوفناک آواز سناٹے میں تیرتی ہے۔ آہنی دروازے کا راز؟... ایک نیک دل آدمی جو خطرات

میں گھرے ہونے کے باوجود بھی کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے سے انکار کر دیتا ہے؟ عمران کے لئے نئی دشواری لیکن وہ اپنے انوکھے طریقوں سے تفتیش کی گاڑی آگے بڑھاتا ہے اور آخر کار.... مجرم اتنے بھیانک روپ میں اور ایسی خطرناک اسکیم کے ساتھ سامنے آتا ہے جس کی خود عمران کو بھی توقع نہیں تھی۔

واقعات کی ابتدا بہت ہی معمولی پیمانے پر ہوتی ہے اور بظاہر اسے کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی! لیکن اس کی پشت پر تھی زبردست اسکیم تھی آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے.... پھر آپ کو معمولی سی حرکت ایک بہت بڑی سازش کا پیش خیمہ نظر آئے گی۔ جسے عمران بھی اکثر محض مذاق تصور کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

ابنِ صفی

(۱)

عمران نے کار روک دی!.... دور تک سرسبز پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور سورج ان پر سرخ رنگ بکھیرتا ہوا مغرب میں چھپ رہا تھا.... دور کی پہاڑیوں پر ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ وہ کار سے نیچے اتر کر دوربین لگائے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔ ان اطراف میں پہلی بار اس کا گذر ہوا تھا۔ ابھی تو اسے سڑک کے کنارے وہ نشان بھی نہیں ملا تھا جہاں رک کر اسے آگے جانے کے لئے راستہ تلاش کرنا تھا۔

سردار گڈھ پیچھے رہ گیا تھا.... اسے سردار گڈھ سے دس میل آگے جانا تھا.... اس نے دوربین آنکھوں پر سے ہٹا دی اور کار سے کافی کا تھرماس نکال کر اس کے ڈھکن میں کافی انڈیلی اور ٹھنڈی چسکیوں کے ساتھ اسے ختم کرنے کے بعد پھر اسٹیئرنگ سنبھال لیا.... لیکن ابھی کار اسٹارٹ بھی نہیں کی تھی کہ پچھلے موڑ پر اسے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں اور ساتھ ہی فضا میں نسوانی ترنم کے قہقہے بھی لہرائے.... عمران مڑ کر دیکھنے لگا....

دو نوجوان لڑکیاں ٹٹوؤں پر سوار اسی طرف آرہی تھیں!.... مگر یہ پہاڑی دہقانوں میں سے نہیں تھیں!.... کیونکہ ان کے جسموں پر جدید طرز کا شہ سواری کا لباس تھا اور ان کے کٹے ہوئے بال مغربی تراش کے تھے، عمران کو گھورتی ہوئی قریب سے گذر گئیں!....

یہ سڑک زیادہ چوڑی نہیں تھی!.... اور ان کے ٹٹو برابری سے اتنے فاصلے سے چل رہے تھے کہ ان کے درمیان سے کار نکال لے جانا آسان کام نہیں تھا.... جب وہ اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو عمران نے دوبارہ اپنی ٹوسیٹر اسٹارٹ کر دی!.... لیکن اس موڑ سے گذرنے کے بعد بھی وہی مسئلہ درپیش رہا۔ یعنی اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ دونوں کے درمیان سے کار نکال لے جاتا۔

اس نے پے در پے کئی بار ہارن دیا لیکن ٹٹوؤں کے درمیانی فاصلے میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی اور لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر صرف ہنس پڑیں۔

"میں اس تفریح میں ضرور شرکت کرتا..." عمران چیخ کر بولا۔ "لیکن مجھے جلدی ہے... براہ کرم اپنے ٹٹوؤں کو ایک طرف کر لیجئے!"

لیکن... بے سود!... ٹٹو اسی انداز میں چلتے رہے!...

"خدا تم سے سمجھے۔" عمران آہستہ سے بڑبڑایا... اور اس کی کار آہستہ آہستہ رینگتی رہی!... لیکن وہ اس ویران سڑک پر ان "ٹٹو وازوں" کی موجودگی پر متحیر ضرور تھا!

وہ کار روک کر اتر پڑا اور پھر اس نے ٹٹوؤں کے سامنے پہنچ کر ان کی باگیں پکڑ لیں۔ لڑکیاں اس کی بے تکلفی پر متحیر رہ گئیں!... لیکن وہ قطعی خوفزدہ نہیں تھیں۔ کیونکہ عمران کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز تھی ہی نہیں جس کا رعب دوسروں پر پڑ سکتا...

وہ سرے سے بیچ تک احمق نظر آ رہا تھا... لڑکیاں اسے چند لمحے گھورتی رہیں پھر ایک نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "کیا بات ہے۔"

"اللہ کے نام پر..." عمران نے کسی گھسے ہوئے فقیر کی طرح ہاتھ نکال دیئے۔

"کیا بکواس ہے..."

"ہمیشہ دعا دیتا رہوں گا... اللہ جوڑی سلامت رکھے۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا یہ نہ سمجھنا کہ ہم تنہا ہیں!" دوسری لڑکی آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ ٹٹو بھی ہیں... اللہ کے نام پر... ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہاں آس پاس کوئی نہیں ہے۔"

"پیچھے ہٹو!..." پہلی لڑکی غرائی اور یک بیک اس نے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال لیا۔

"ارے... باپ رے..." عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ "میں تو صرف... بھیک مانگ رہا تھا۔"

"مرمت۔" دوسری لڑکی نے پہلی کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

"ایک پیکٹ چیونگم اللہ کے نام پر" عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"چیونگم چاہئے۔" دوسری لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں... خدا بھلا کرے..."

"قریب آؤ..."

عمران آگے بڑھا۔ پھر بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ لڑکی کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا اور وہ عمران کے پیچھے ہٹ جانے پر جھونک میں گرتے گرتے بچی۔

... خدا غارت کرے تمہیں۔" عمران بسور کر بولا۔ "فقیروں سے ہاتھاپائی کرتی ہو۔ ابھی ... اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے مگر خاندانی فقیر ہوں... کبھی کبھی برکت کے ... مگر ایسی ہی جگہ جہاں کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں۔"

عمران نے یہ سب کچھ انتہائی سنجیدگی سے کہا تھا۔ لڑکیاں اب پھر اسے گھور رہی تھیں۔

"... سے ہٹ جاؤ!" اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"افسوس کہ میں اپنی بین گھر بھول آیا ہوں۔ تب تو آپ کو یقین آتا کہ میں فقیر ہوں۔ ... اس وقت موجود نہیں ہیں۔ لیکن ٹھہریئے!..." عمران اپنے کوٹ کی اندرونی جیب ... ہی والا تھا کہ لڑکی نے کڑک کر کہا۔ "خبردار اپنے ہاتھ اٹھائے رکھو۔"

"پھر تو میں آپ کو یقین نہیں دلا سکتا کہ میں فقیر ہوں..." عمران نے مایوسی سے کہا۔

"یقین کے لئے تمہاری کار ہی کافی ہے۔" دوسری لڑکی بولی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے۔ مگر میں خاندانی فقیر ہوں۔ ... خاندان کے لوگ دن بھر تجارت شاعری اور نوکری کرتے ہیں... رات بھیک مانگتے ... ہوتی ہے۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی اصلیت نہ بھولو۔"

"... دفع ہیں تمہارے بزرگ۔"

"تمہارے بزرگ کیسے ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"... دفع بھی نہیں ہیں..."

"پھر اگر تم کوشش کرو تو میں بھی انہیں اپنا بزرگ بنا سکتا ہوں۔" عمران نے کہا اور وہ ... غضب کرائے برا بھلا کہنے لگی...

"... کے نام پر..." عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"تم نہیں ہو گے..." پہلی لڑکی دہاڑی۔

"ایک پیکٹ چیونگم... میرے ختم ہو گئے ہیں۔"

"میں کوئی مدد دوں گی..."

"... تم بھی کیا یاد کرو گی کسی فقیر سے واسطہ پڑا تھا۔"

... اس نے اپنا ٹٹو عمران پر دوڑا دیا... لیکن وہ آگے نکل چلی گئی... کیونکہ عمران بڑی ... ایک طرف ہٹ گیا تھا... ٹٹو دوڑتا رہا۔ شاید وہ بے قابو ہو گیا تھا۔

"دیکھا تم نے۔" عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ "یہ تھا فقیروں سے دل لگی کا نتیجہ... ... اسے کلا میں گرا دے گا... اور ہڈیاں چور ہو جائیں گی۔"

"ہٹو سامنے سے مجھے جانے دو۔" دوسری لڑکی کچھ نروس سی نظر آنے لگی تھی۔

"ایک پیکٹ چوئنگم۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ تمہارے پاس تو پستول بھی نہ ہوگا۔"

"ہے میرے پاس۔"

"جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔ ہوتا تو اب تک تم بھی نکال چکی ہوتیں۔"

"سامنے سے ہٹ جاؤ..... باگ چھوڑو۔"

"ایک پیکٹ چوئنگم....."

"کتنے ہو تم۔" لڑکی نے شکار کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور چوئنگم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔

"خدا بچائے رکھے۔" عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اب تم جا سکتی ہو..... لیکن اب اگر راستے میں کہیں تم لوگوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو معاملہ ایک پیکٹ چوئنگم پر نہیں ٹلے گا..... سمجھیں۔"

عمران ایک طرف ہٹ گیا..... اور وہ ٹٹو کو مہمیز کر کے آگے بڑھ گئی۔

عمران پھر کار میں آ بیٹھا..... وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں قرب و جوار ہی میں کہیں رہتی ہوں گی۔ ورنہ اس طرح لمبا سفر کرنا تو قرین قیاس نہیں..... ویسے اس لڑکی کے پاس کسی پستول کی موجودگی نے اسے الجھن میں ڈالا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان اطراف میں رہنے والے زیادہ تر سرمایہ دار قسم کے لوگ ہیں۔

سردار گڑھ اپنے نواحی علاقوں سمیت مٹی کے تیل کے چشموں کا بہت بڑا مرکز تھا اور یہاں کی آبادی مزدوروں، کلرکوں، تاجروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل تھی۔

پچاس سال پہلے تو یہاں خاک بھی نہیں اڑتی تھی کیونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ عمران اپنی زندگی میں شائد تیسری بار سردار گڑھ آیا تھا..... لیکن اس سے تک آنے کا پہلا اتفاق تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کار اسٹارٹ کر دی۔ ہو سکتا ہے وہ اس مقام سے واقف رہی ہوں جہاں عمران کو پہنچنا تھا۔

لڑکیوں سے دوبارہ ملاقات ہونے میں دیر نہیں لگی۔ وہ ٹٹوؤں سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھی عمران کی رکتی ہوئی کار کو گھور رہی تھیں..... عمران کار سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔ لڑکیاں خاموش بیٹھی رہیں، پھر عمران ان کی طرف بڑھا۔

"میں دراصل....." عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر دوسری لڑکی نے اس کا جملہ پورا کر دیا۔

"اب آپ لوگوں کو بین سنا کر سانپ دکھاؤں گا....."

"مجھے افسوس ہے۔ بین اور سانپ گھر چھوڑ آیا ہوں..... لیکن آپ کو کچھ ضرور دکھاؤں گا۔"

"دور ہی رہنا....." پہلی لڑکی بگڑ کر بولی۔ "ورنہ بیچ میں گولی مار دوں گی۔ تمہاری وجہ سے میرے پیر میں چوٹ آگئی ہے۔"

"ٹٹو کی بدولت....." عمران نے معصوم آواز میں کہا۔ "کسی خاتون کو ٹٹو پر بیٹھے دیکھ کر [illegible] ہوتا ہے۔"

"کیوں پیچھے پڑے ہو..... ہمارے..... اپنا راستہ لو۔"

"راستہ تو آپ ہی نے روکا تھا....." عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اب مجھے راستہ بتائیے..... اس کے عوض میں آپ کا دل خوش کر دوں گا..... سانپ تو نہیں ہے میرے پاس..... مگر....."

عمران نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا اور اس کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ ڈبے میں پانچ بڑے بڑے بچھو تھے۔

"ان کے لئے بین ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ بھی بھینس ہی کی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

لڑکیاں چونک کر ایک دوسری کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھنے لگی تھیں۔ عمران اندازہ نہیں کر سکا کہ انہیں حیرت تھی یا وہ خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

"اب آپ مجھے راستہ بتائیے....." اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی....." اس لڑکی نے کہا جس نے کچھ دیر پہلے پستول نکالا تھا۔

"میں داراب کیسل جانا چاہتا ہوں۔"

"اوہ....." وہ پھر دوسری لڑکی کی طرف دیکھنے لگی..... اور پھر یک بیک اس کا رویہ بدل گیا وہ مسکرا کر بولی۔ "داراب کیسل، ہاں ہم نے تو سنا ہے۔ اوہو..... وہی تو نہیں جہاں سردار داراب رہتے ہیں۔"

"جی..... وہی.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے۔" لڑکی نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"آپ کار پر ہیں اور ہم....."

"ٹٹو کی فکر نہ کیجئے....." عمران نے بڑے سادہ انداز میں کہا۔ "کار تو سٹیر ہے ورنہ میں ٹٹوؤں کو اس میں [illegible].....!"

"اوہو..... کوئی بات نہیں۔" لڑکی نے کہا۔ "میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی..... اور

یہ۔" اس نے دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔" میرا اٹو لے کر آجائے گی۔"

"نہیں آپ دونوں کار سے جائیے میں دونوں ٹٹوؤں پر بیک وقت سوار ہو کر چلوں گا۔" عمران نے خاکسارانہ لہجے میں کہا۔

"آپ آدمی ہیں.....یا....."

"میں آدمی ہی ہوں..... آپ مطمئن رہیں.....ویسے بھول جانے کا مرض بری طرح مجھ پر حاوی ہے مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا..... آیئے....."

"وہ لڑکی پتھر سے اٹھ گئی تھی اور دوسری لڑکی کو اشارے کرتی ہوئی عمران کے ساتھ چلنے لگی..... پھر وہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔

"فی الحال سیدھے ہی چلئے۔" لڑکی بولی۔

"اوہ.....اچھا۔"

کار چل پڑی..... عمران خاموش تھا..... لڑکی بھی شاید گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ وہ نہ صرف کسی گہری سوچ میں تھی بلکہ چہرے سے تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

"ہاں دیکھئے..." اس نے کچھ دور چلنے کے بعد کہا۔" اب کار بائیں طرف موڑ دیجئے....."

عمران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ بائیں طرف ایک پتلی سی ڈھلوان سڑک تھی جس کی بائیں جانب ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا اور بورڈ پر تحریر تھا "یہ راستہ عام نہیں ہے۔"

"ہائیں۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔" یہ راستہ عام نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب..... کہیں آپ مجھے کسی مصیبت میں تو نہ پھنسا دیں۔"

"یہ سڑک سردار داراب کی ملکیت ہے اور ان کی قیام گاہ..... یعنی داراب کیسل تک جاتی ہے۔"

"آپ بھی وہیں کہیں قریب ہی رہتی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔ "ہاں" مختصر سا جواب ملا۔

تقریباً دو فرلانگ چلنے کے بعد عمران کو ایک طویل و عریض عمارت دکھائی دی جو سچ مچ کیسل (قلعہ) ہی معلوم ہو رہی تھی۔ پھاٹک پر ایک سنتری بھی موجود تھا۔ اس نے کار کو گزر جانے دیا۔ عمران کو اس پر حیرت ہوئی..... لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے۔ یہ لڑکی بھی اسی عمارت سے تعلق رکھتی ہو۔

دفعتاً اس نے اپنے بائیں پہلو میں کسی چیز کی چبھن محسوس کی اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی کی پستول کی نال تھی.....

وہ اس وقت ایک بڑے پائیں باغ سے گزر رہے تھے۔ پھر کار جیسے ہی ایک رہائشی عمارت

کے سامنے پہنچی لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"گاڑی روک کر انجن بند کر دو۔"

عمران نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ایک معنی خیز سی مسکراہٹ۔

"اب چپ چاپ نیچے اتر آؤ....."

"اتر آیا چپ چاپ....." عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"اگلا پروگرام....."

"چلو....." اس نے اسے پستول کی نال سے دھکا دیا۔

عمران چلنے لگا..... پھر وہ اس وسیع دالان پر پہنچ کر رک گئے جہاں گیارہ آدمی ملازموں کی وردی میں کھڑے تھے۔

"بابا کہاں ہیں۔" لڑکی نے انہیں میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

"شطرنج کھیل رہے ہیں حضور۔"

"اچھا۔ اس آدمی کو پکڑ کر کہیں بند کر دو۔"

"ہائیں۔ یہ کیوں۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "کیا یہ داراب کیسل نہیں ہے۔"

"تم داراب کیسل میں ہو۔" لڑکی نے اس کے پہلو سے ریوالور ہٹاتے ہوئے کہا۔ نوکر اسے نرغے میں لے چکے تھے۔

"اور تم مجھے بند کرا رہی ہو۔ اس خبر سے سردار داراب کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

"بند کر دو۔" لڑکی نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔

نوکروں کے ہاتھ لگانے سے قبل ہی عمران ان کے نرغے سے نکل گیا اور ایک جگہ رکتا ہوا بولا.....

"تم مجھے بند کرنے کی جگہ دکھا دو میں خود ہی بند ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان لوگوں کے علاج پر کافی روپیہ صرف کرنا پڑے....." پستول کی نال پھر عمران کی طرف اٹھ گئی۔

"اے..... تم لوگ اسے دیکھو میں ابھی آئی....."

"ہاں..... یہ ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

نوکروں نے پھر اسے گھیر لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں پڑی..... لڑکی اندر جا چکی تھی۔ عمران بڑی لاپروائی سے چیونگم کچلتا رہا۔ نوکر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد لڑکی واپس آ گئی۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ دونوں سن رسیدہ اور اچھی صحت والے تھے۔

"بابا..." لڑکی نے ایک کو مخاطب کر کے عمران کی طرف اشارہ کیا "یہی ہے۔"

"اوہم..." بوڑھے نے اپنے ناک پر عینک جما کر عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا اور پھر عینک اتار کر اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھے بھی جا رہا تھا۔ دوبارہ عینک لگا کر اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس کے پاس بچھو موجود ہیں..." لڑکی بولی۔

"اوہم... ہاں... کہاں ہیں... کیوں... تم بچھو..." وہ عمران کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا...

"میں بچھو نہیں ہوں۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا... "میں... میں ہوں... یعنی کہ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی ڈی۔ ایس۔ سی... اور یہ... پی ایچ ڈی..."

"میں پوچھتا ہوں... تمہارے پاس بچھو ہیں..." بوڑھے نے جھلا کر کہا۔

"کیا آپ سردار داراب ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ... جہنم میں گیا سردار داراب... اب تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے۔"

"جی ہاں۔ میرے پاس بچھو ہیں۔"

"تب میں تمہیں پھانسی پر چڑھوا دوں گا... سمجھے۔"

"جی ہاں... بالکل سمجھ گیا..." عمران نے بڑے آسودہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"کہاں ہیں بچھو...؟"

"میری جیب میں... لیکن شاید آپ سردار داراب ہیں۔"

"سردار داراب کی ایسی کی تیسی... میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں... نکالو... وہ بچھو۔" عمران نے بچھوؤں کا ڈبہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا...

"اوہو..." بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے..." عمران نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں..." بوڑھے نے نیچے سے اوپر تک اس کا جائزہ لیا۔ عمران اس وقت سر تا پا حماقت نظر آ رہا تھا۔

"جی ہاں... مجھے..."

"اندر..." بوڑھے نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

عمران فوجیوں کے سے انداز میں چلتا ہوا دروازے میں مڑ گیا...

(۲)

دونوں لڑکیاں پائیں باغ میں تھیں... رات کے نو بجے تھے۔ گو سردی شدید تھی لیکن کھری ہوئی چاندنی بھی اتنی ہی دلکش تھی کہ وہ دونوں اس وقت چھت کے نیچے نہ رہ سکیں۔

ان میں سے ایک سردار داراب کی پوتی تھی۔ وہی جس نے عمران پر پستول تان لیا تھا اور دوسری اس کی سہیلی جو ان دنوں اس کے ساتھ مقیم تھی... دونوں ہی ایڈونچر کی دلدادہ تھیں۔ گھوڑوں پر بیٹھ کر نکل جاتیں اور سارا دن پہاڑیوں میں بھٹکتی پھرتیں۔ دونوں کے مشاغل اور ذوق قریب قریب یکساں تھے۔ وہ پہاڑیوں میں خوش رنگ پرندوں کے پر تلاش کرتیں مختلف پھولوں کے سنگریزے اکٹھا کرتیں اور ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کے متعلق تحقیقات بھی جاری رہتیں... سردار داراب کی پوتی شاہدہ کے پاس جڑی بوٹیوں سے متعلق ایک موٹی سی کتاب تھی جسے وہ اپنے شکار کے تھیلے میں ڈالے رکھتی... اس کی سہیلی بلقیس کو جڑی بوٹیوں سے دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن شاہدہ کی خاطر وہ بھی کٹیلی جھاڑیوں سے اپنی انگلیاں زخمی کر لیتی۔

آج بھی وہ حسب معمول دن بھر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد شام کو گھر واپس ہو رہی تھیں کہ راہ میں عمران آ کر ٹکرایا... اور شاہدہ اسے قیدیوں کی طرح یہاں تک لے آئی تھی۔

لیکن توقعات کے خلاف جب اسے سردار داراب کا رویہ دوستانہ نظر آیا تو بڑی مایوسی ہوئی... ویسے اپنی دانست میں اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔

اور اب اس وقت بلقیس اس سے اس کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

"میں کیا بتاؤں..." شاہدہ کہہ رہی تھی۔ "میں تو یہ سمجھی کہ بابا بچھوؤں کا ڈبہ دیکھتے ہی اسے گولی مار دیں گے۔"

"آخر بات کیا تھی۔ میں یہاں بچھوؤں کا تذکرہ بہت سن چکی ہوں۔ تم سے کئی بار پوچھا لیکن پھر بھول گئی..."

"بابا کا خیال ہے کہ ہمیں اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا چاہئے۔"

"بابا کا خیال بابا کے ساتھ ہے... نہ تم بابا ہو اور نہ میں بابا ہوں۔" بلقیس ہنس کر بولی۔

"مجھے اختلاج ہوتا ہے اس تذکرے سے... میں اس بدھو کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتی تھی... جو اس وقت بڑے کمرے میں بابا کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے۔"

"شطرنج کھیل رہا ہے۔" بلقیس نے حیرت کا اظہار کیا... پھر یک بیک زور سے ہنس

پڑی.... ہنستی ہی رہی تھی کہ شاہدہ نے جھنجھلا کر اس کے گال نوچنے شروع کر دیئے۔

"ارر.... او.... ہا.... "بلقیس اسے دھکیلتی ہوئی بولی.... "ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا منگیتر ہو۔"

"کیا بکواس ہے....."

"مجھے یقین ہے تمہارے بابا کی حرکتیں عجیب ہوتی ہیں....."

"شٹ اپ....."

"کیا وہ بچکی نہیں ہیں۔ کیا انہیں لوگوں کو تحیر کرنے کا خبط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ انہیں کے ایما پر ہوا ہو!.... ورنہ کوئی آدمی اتنا وحشت نہیں ہو سکتا جتنا وہ بدھو ہے....."

"اسے کسی سر سلطان نے بھیجا ہے۔" شاہدہ بڑبڑائی....

"سردار داراب کی پوتی کے لئے سروں اور نوابوں کے رشتے ہی آئیں گے۔"

"تم نہیں سمجھتیں.... فضول بکواس مت کرو۔".... شاہدہ پھر جھنجھلا گئی۔

"میں کیا نہیں سمجھتی۔ سب کچھ سمجھتی ہوں۔"

"کیا سمجھتی ہو.....؟"

"وہی جو بتا چکی ہوں۔"

"تم احمق ہو....."

"احمق ہونے سے میری کہی ہوئی بات میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔"

"ختم کرو اب یہ تذکرہ.... ورنہ میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔"

"جب تک تم بچھوؤں والی بات نہیں بتاؤ گی۔ گلو خلاصی نہیں ہو گی۔ سمجھیں....."

"چلو.... اندر.... سردی بڑھ رہی ہے۔"

"نہیں جاؤں گی اندر...." بلقیس اسے اپنی طرف کھینچتی ہوئی بولی "مجھے بتاؤ بچھوؤں کے بارے میں۔"

"ارے خدا کے لئے.... تم چلو تو اندر.... بتاؤں گی لیکن تم اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرو گی.... مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی.... بابا نہ جانے کیوں اسے چھپا رہے ہیں۔ انہوں نے کسی سے کچھ نہیں بتایا۔ میں چونکہ اس وقت وہیں موجود تھی۔ اس لئے مجھے علم ہو گیا۔ ورنہ مجھے بھی خبر نہ ہوتی۔"

"کس بات کی خبر نہ ہوتی۔"

"بس اندر چلو.... یہاں نہیں....."

وہ دونوں پائیں باغ سے عمارت میں چلی آئیں.... طویل راہداری سے گزرتے وقت

بلقیس ایک جگہ رک گئی....

"چلو یہاں سے.... کھسکو بھی۔" شاہدہ اسے دھکیلتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "اگر بابا کی نظر پڑ گئی تو گھنٹوں بور کریں گے۔"

لیکن بلقیس وہاں سے نہ ہٹی.... وہ سامنے والے کمرے میں سردار داراب اور عمران کو شطرنج کھیلتے دیکھ رہی تھی.... دفعتاً سردار داراب چیخا۔ "ہائیں.... ہائیں.... یہ کیا کر رہے ہو.... پیدل ہے صاحبزادے۔"

"گھوڑا ہے...." عمران نے اس کا مہرہ پیٹ کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم.... پیدل سے ڈھائی گھر پہ مہرہ پیٹ رہے ہو....."

"پیدل نہیں گھوڑا ہے...." عمران نے پھر اسی انداز میں کہا۔

"آپ چال چلئے"

"کیا تمہاری آنکھیں کمزور ہیں۔ دکھائی نہیں دیتا۔" سردار داراب جھلا گیا۔

"بالکل ٹھیک ہیں آنکھیں.... دکھائی دیتا ہے۔"

"یار.... تم آدمی ہو یا...." سردار داراب سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... دفعتاً اس کی نظر بلقیس پر پڑی اور وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "یہاں آؤ.... بلقیس.... شاہدہ.... یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔"

"دیکھا تم نے.... خدا غارت کرے۔" شاہدہ بڑبڑائی۔ پھر انہیں کمرے میں جانا ہی پڑا۔

سردار داراب پچھتر سال کا ایک صحت مند بوڑھا تھا.... مونچھیں گھنی اور اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال۔ ایک ننھی سی نوکیلی فرنچ کٹ ڈاڑھی بناتے تھے البتہ اس کی آنکھیں ضرور کمزور تھیں.... عینک کے دبیز شیشے یہی ظاہر کرتے تھے۔

اس نے ہاتھ ہلا کر بلقیس سے کہا۔ "ذرا دیکھنا.... یہ صاحبزادے اسے گھوڑا فرماتے ہیں۔"

بلقیس بساط پر جھک گئی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "آپ کا خیال درست ہے۔"

"دیکھا۔" سردار داراب عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھ لیا۔" اس نے جواب دیا پھر اچانک ان دونوں کی طرف مڑ کر بولا "کیا بات ہے؟ میں دو آدمیوں کے کھیل میں دوسروں کی دخل اندازی نہیں پسند کرتا۔"

"عقل کے ناخن لو...." بوڑھا بگڑ گیا۔ "تم عجیب آدمی ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پیدل کو ہٹا کر میرا مہرہ یہاں رکھ دو۔"

"آپ خواہ مخواہ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔" عمران نے بھی جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ "آپ

کو خواہ مخواہ میرے گھوڑے کو پیدل بنانے سے کیا مل جائے گا۔"

"یہ گھوڑا نہیں پیدل ہے۔" بلقیس بول پڑی۔

"میں آپ سے نہیں پوچھ رہا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو شطرنج کھیلنی ہو یا حقہ پیتی ہو۔ اس لئے آپ کی بات کی کیا سند ہو سکتی ہے۔"

"آپ کریک ہیں۔" بلقیس نے کہا۔

"ہیئر یو آر....." سردار داراب میز پر ہاتھ مار کر اچھلا۔ "کریک بالکل مناسب لفظ ہے....."

"کیا مناسب ہے۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"یار کیوں بازی چوپٹ کر رہے ہو....." سردار داراب اکتا کر بولا۔

"ٹھہرئیے....." عمران کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ محدب شیشے سے اس مہرے کو دیکھ رہا تھا جس کے متعلق سردار داراب کا دعویٰ تھا کہ وہ پیدل ہے۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "آئی ایم سوری..... یہ یقیناً پیدل ہی ہے۔"

"اوہ....." سردار داراب ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

یہاں سے کھیل دوبارہ شروع ہوا۔ شاہدہ بلقیس کو ٹہوکے مار مار کر وہاں سے چلنے کا اشارہ کر رہی تھی..... لیکن بلقیس ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر شاہدہ جھنجھلا کر تنہا واپس چلی گئی۔ بلقیس کرسی کھینچ کر میز کے قریب بیٹھ گئی۔

"بیٹھو بیٹھو....." سردار داراب چونک کر بولا۔

"مگر..... خیر..... آپ شہ بچئے..... جناب....." عمران دہاڑا.....

"کہاں سے شہ پڑ رہی ہے....." سردار داراب اسے خشمگیں نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہاں سے۔" عمران نے ایک مہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا میں اپنا سر پیٹ ڈالوں؟" سردار داراب اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"پیٹ ڈالیے....." عمران اس طرح سر ہلا کر بولا جیسے جو شاندہ پینے کا مشورہ دے رہا ہو۔

"کس طرح شہ پڑتی ہے؟ مجھے بتاؤ نا....."

"اس فیل کی شہ۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"یہ فیل ہے؟" سردار داراب سوالیہ انداز میں دہاڑا۔

"اپنی طرف تو فیل ہی کہلاتا ہے..... اگر آپ کی طرف شتر کہتے ہوں تو یونہی سہی۔"

دفعتاً بلقیس نے عمران کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے محدب شیشہ نکال کر

اس کے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی..... "نظر ثانی کیجئے۔"

"شکریہ....." عمران نے کھردرے لہجے میں کہا اور محدب شیشے سے مہرے کا جائزہ لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "آئی ایم..... سوری..... مسٹر..... یہ واقعی شتر..... اررر..... گھوڑا ہے۔"

"بس کرو اب کھیل چکے تم....." سردار داراب ناخوشگوار لہجے میں بولا.....

"یہ حقیقت ہے کہ آج تک شطرنج میں کوئی بھی میرے آگے نہیں ٹک سکا۔"

"ایسے بے تکے کھیل میں کون ٹھہر سکے گا۔"

"کیا فرمایا آپ نے۔ میں بے تکا کھیلتا ہوں!" عمران بگڑ گیا۔

"نہیں بڑے تک سے کھیلتے ہو۔ کبھی پیدل گھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی گھوڑا فیل....."

"ارے جناب اچھے اچھوں سے غلطی ہو جاتی ہے..... بات دراصل یہ ہے کہ میرے یہ مہرے دوسرے قسم کے ہیں۔ یعنی فیل پر اونٹ کی شکل بنی ہوئی ہے۔ گھوڑے پر ٹٹو..... رخ پر مدھو بالا کی..... وزیر پر نہرو کی..... بادشاہ پر ایوب کی اور پیدل پر شاہ فاروق کی..... تو کہنے کا مطلب یہ کہ آپ کے مہرے دوسری قسم کے ہیں مجھے دھوکا ہو سکتا ہے۔"

اس دوران میں بلقیس بے تحاشہ ہنستی رہی تھی۔

اچانک عمران اس پر بگڑ اٹھا۔ "آپ کیوں ہنس رہی ہیں۔ کیا میں الو ہوں....."

"چلو یار....." سردار داراب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "چال چلو اس بازی سے میرا دل اکتا گیا ہے۔"

عمران برا سا منہ بنائے ہوئے بساط کی طرف متوجہ ہو گیا..... اور بلقیس وہاں سے اٹھ کر پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی شاہدہ کے کمرے میں آئی۔ وہ بستر پر جا چکی تھی..... بلقیس کو اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ بیٹھی مگر بلقیس ہنس رہی تھی۔

"کیا بے ہودگی ہے....."

"اوہ....." بلقیس اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولی۔ "ارے تمہارا منگیتر بڑا دلچسپ آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے بابا جیسے آدمی کا بھی مغز کھا جائے گا۔"

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ۔" شاہدہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو....." بلقیس انگلی اٹھا کر بولی۔

"میں کہتی ہوں وہ کسی کی شرارت ہی تھی۔ بابا خواہ مخواہ اسے اہمیت دیتے ہیں۔"

"اب تم پوری بات ڈھنگ سے بتاتی ہو یا میں تمہارا گلا گھونٹ دوں؟" بلقیس نے چڑ کر کہا۔

"بس ذرا سی بات ہے۔" شاہدہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "تم جانتی ہو کہ بابا بہت شدت سے سگار پیتے ہیں خصوصاً مطالعہ کے وقت تو قریب قریب سگار ان کے ہونٹوں ہی میں

دبا رہتا ہے۔ ایک ختم ہوا انہوں نے دوسرا سلگایا۔ سگار کا ڈبہ میز پر ہوتا ہے! اور کتاب پر نظریں جمائے ہوئے اسے ٹٹول کر کھولتے ہیں اور سگار نکال کر انگلیوں میں دبا لیتے ہیں۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہ لائبریری میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے میں بھی وہیں موجود تھی۔ وہ شاید سگار کا ڈبہ اپنے کمرے ہی میں بھول آئے تھے۔ جیسے ہی ان کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار ختم ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سگار کا ڈبہ ان کے کمرے سے اٹھا لاؤں۔"

شاہدہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی خمار آلود ہو چلی تھیں۔ بار بار جھپکتی ہوئی پلکوں پر نیند کا دباؤ صاف نظر آ رہا تھا۔

"پھر کیا ہوا....؟" بلقیس نے اسے ٹوکا۔

"ہوں۔ میں سگار کا ڈبہ لے کر لائبریری میں واپس آئی پھر بابا نے مجھ سے ایک سگار نکالنے کو کہا.... مگر جیسے ہی میں نے ڈبہ کھولا میری چیخ کسی طرح نہ رک سکی.... ڈبے میں پانچ بڑے بچھو تھے۔ بابا میری چیخ سن کر اچھل پڑے اور پھر انہوں نے بھی بچھوؤں کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر صرف حیرت کے آثار تھے وہ کچھ دیر تک خاموش رہے پھر انہوں نے کہا کہ میں اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے نہ کروں۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" بلقیس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ "آخر وہ ڈبے میں بچھو کیسے پہنچ سکے ہوں گے اور پھر ایک دو بھی نہیں پورے پانچ عدد.... مگر بابا نے کسی سے اس کا تذکرہ کرنے کی ممانعت کیوں کر دی ہے۔"

"خدا جانے...."

"پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سگار کے ڈبے میں بچھو رکھنے والا چاہتا کیا تھا۔ اگر کہا جائے کہ بابا کے کسی عزیز نے یہ حرکت کی ہوگی تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اسے اس سے کس قسم کا نتیجہ برآمد ہونے کی توقع تھی.... اگر کوئی بابا کی دولت کے لئے.... نہیں یہ خیال بھی فضول ہے.... اس صورت میں بچھو کی بجائے سانپ رکھا جاتا.... پھر....؟"

"پھر میں کیا بتاؤں.... اور اب یہ آدمی.... اس کے پاس بھی سگار ہی کے ڈبے میں پانچ بچھو موجود ہیں اور یہ بابا کا پتہ دریافت کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا...."

"ٹھہرو...." بلقیس ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "دو باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ یا تو بچھو بابا نے رکھے تھے.... یا تم نے۔"

"کیا بکتی ہو۔ ہم لوگ کیوں رکھنے لگے۔" شاہدہ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بچھو کا مقصد سمجھا دو۔ مطلب یہ کہ بچھوؤں کو جس نے

بھی ڈبے میں رکھا ہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا ہوگا۔"

"ارے تو تم نے بحث کیوں چھیڑ دی اسی لئے میں نہیں بتانا چاہتی تھی...."

"تو گویا تمہیں افسوس بھی نہ ہوتا اگر بابا کے ہاتھ میں بچھوؤں کے ڈنک لگ جاتے۔"

"افسوس کیوں نہ ہوتا....؟"

"پھر تم اس قصے کو پھیلنے سے کیوں روکتی ہو۔ کیا بابا نے اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی؟"

"خدا جانے۔ مجھے علم نہیں ہے۔"

بلقیس تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ "کچھ بھی ہو۔ یہ آدمی ہے دلچسپ.... پتہ نہیں حقیقتاً احمق ہے یا دوسروں کو الو بنانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔"

"ختم کرو...." شاہدہ ہاتھ اٹھا کر جماہی لیتی ہوئی بولی۔ "مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"خدا کرے یہ تمہارا منگیتر ہی نکلے.... بابا سے کچھ بعید نہیں ہے۔"

"شٹ اپ۔" شاہدہ نے کہا اور لیٹ کر چادر کھینچ لی۔

(۳)

سردار داراب شطرنج کے مہرے سمیٹ کر میز کی دراز میں رکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔ "شطرنج کھیلنے کے لئے مغز چاہئے ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔ تم کب سے شطرنج کھیل رہے ہو۔"

"ڈھائی سال کی عمر سے...." عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"نہیں میں نے تو سنا ہے کہ تم بساط بغل میں دبائے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔" سردار داراب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا قطعی حماقت ہے...." عمران لہجے کی سنجیدگی برقرار رکھتا ہوا بولا۔ "بچپن میں میں نے سینکڑوں ایسی باتیں سنی تھیں، جو اب تک غلط ثابت ہو رہی ہیں۔"

سردار داراب اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیا سر سلطان نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ میں کون ہوں۔"

"میں نے پوچھنے کی زحمت ہی نہیں گوارہ کی کیونکہ میں جانتا ہوں وہ سو فیصدی خاص سر سلطان ہیں۔"

"میرے متعلق:.... میں کون ہوں۔" سردار داراب جھلاہٹ میں اپنے سینے پر ہاتھ مارتا

ہوا بولا۔

"اوہ.... آپ سردار داراب ہیں۔ مجھے یقین ہے.... اور پھر ایسی صورت میں کیسے یقین نہ ہو جبکہ میں آپ کے ساتھ شطرنج بھی کھیل چکا ہوں۔"

"کیا مطلب.....؟"

"سر سلطان نے کہا تھا کہ سردار داراب کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔"

"سر سلطان نے کہا تھا؟"

"جی ہاں....."

"سر سلطان کی ایسی کی تیسی" سردار داراب اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ تشریف رکھیے نا۔" عمران بڑی معصومیت سے سر ہلا کر بولا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ سر سلطان نے درست نہیں کہا تھا.... آپ کا کھیل تو بڑا شاندار ہوتا ہے۔"

سردار داراب ایک جھٹکے کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وہ تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ سر سلطان اب سٹھیا گیا ہے۔"

"خدا جانے...." عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کہتے تو ہیں اکثر کہ میں عنقریب تیسری شادی کرنے والا ہوں...."

سردار داراب پھر اسے گھورنے لگا۔

"کیا آپ کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں؟" عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"ہاں سر سلطان نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے....؟"

"میرے خدا...." عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا آپ کو نہیں معلوم؟"

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔ ساتھ ہی مزید بچھوؤں کی پیدائش کے امکانات پر غور کرنا.... میں آج کل بچھوؤں پر ریسرچ کر رہا ہوں۔ پانچ بچھو جو بطور نمونہ مجھے سر سلطان سے ملے ہیں۔ شائد آپ ہی نے بھجوائے تھے.... آپ کا بہت شکریہ....."

"تم ریسرچ کر رہے ہو؟" وہ اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"جی ہاں...."

"تو یہ ریسرچ اسکالروں کا خیرات خانہ نہیں ہے...."

"لاحول ولا قوۃ۔ کیا میں سر سلطان کو جھوٹا بھی سمجھ لوں؟" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اس خیرات خانے کی منیجری بھی کرنی پڑے گی۔"

نہ جانے کیوں سردار داراب کی آنکھیں پھیل گئیں۔ غالباً اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس آدمی سے کیا برتاؤ کرے۔

سردار داراب ان آدمیوں میں سے تھا جو ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ ان اطراف میں اس کی کئی فیکٹریاں تھیں اور وہ حقیقتاً بڑا آدمی تھا لوگ اس سے گفتگو کرتے وقت ہکلانے لگتے تھے.... وہ کریک بھی تھا۔ عام آدمی اس سے ڈرتے تھے معلوم نہیں وہ کب کیا کر بیٹھے....

دفعتاً وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ "تم ابھی اور اسی وقت داراب کیسل کی حدود سے نکل جاؤ...."

"آئی ایم سوری.... جنٹلمین....." عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "یہ بہت مشکل ہے.... وزارت خارجہ کے سیکرٹری کا حکم تھا کہ مجھے ہر حال میں داراب کیسل کی حدود میں ہی رہنا ہوگا۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ.... میں تشدد پر اتر آؤں۔"

"اللہ...." عمران چھت کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "بڑا مسبب الاسباب ہے۔ اگر سگار کے ڈبے سے بچھو برآمد ہو سکتے ہیں.... تو میرے سگریٹ کیس سے ہوائی جہاز....."

"شٹ اپ!" سردار داراب میز سے رول اٹھا کر دہاڑا۔ "نکلو!"....

"پندرہ تاریخ کل گزر گئی!.... تمہارے داہنے ہاتھ میں ورم نہیں آ سکا.... اب اٹھائیس تاریخ سے پہلے تمہاری کھوپڑی میں سوراخ بھی ہو سکتا ہے۔ سردار داراب!....."

سردار داراب کا اٹھا ہوا ہاتھ اس طرح نیچے گر گیا! جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔

عمران خاموش ہو کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا! لیکن سردار داراب کا چہرہ کسی بے جان پتھر کی سل کی طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا ہر قسم کے تاثرات سے عاری.... البتہ اس کی آنکھوں میں ایک معنی خیز سی چمک پیدا ہو گئی تھی! اس نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے مگر پھر خاموش ہی رہا۔

"اور سردار داراب صاحب!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "بچھوؤں کا مقصد صرف یہی تھا کہ پندرہ تاریخ کو آپ دستخط کرنے کے قابل نہ رہیں! لیکن اتفاق سے وہ تاریخ بعض دشواریوں کی بنا پر ٹل گئی تھی! اب اٹھائیس تاریخ کے لئے اگر بچھوؤں کا انتظام نہ ہو سکا تو.... ریوالور کا ٹریگر دبانے میں کتنی محنت درکار ہو گی —— ہو سکتا ہے کہ اس نامعلوم آدمی یا آدمیوں کو آپ کی موت یا زندگی سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو!"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ مقصد صرف یہی ہو کہ آپ معاہدے پر دستخط نہ کر سکیں؟"

سردار داراب ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاں۔۔۔! کیا بات ہے۔۔۔۔؟" سردار داراب اسے گھورتا ہوا بولا۔

"شمال مشرق کی طرف روشنی کا ایک ہلکا سا دھبہ نظر آرہا ہے جناب!"

"اچھا۔۔۔" سردار داراب کا لہجہ کسی ایسے ننھے سے بچے کے لہجے سے مشابہ تھا جسے کوئی حیرت انگیز اطلاع ملی ہو۔

"اور جناب!۔۔۔۔ دھبے سے ہلکے نیلے رنگ کی شعاعیں سی پھوٹتی نظر آرہی ہیں!"

"مگر۔۔۔! تم چاندنی رات میں مجھے ایسی کوئی اطلاع دے رہے ہو!" سردار داراب کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ اس دوران میں تمہاری بینائی کمزور نہیں ہوئی۔۔۔!"

"میری بینائی سو فیصدی محفوظ ہے جناب!"

"پھر بھی چاندنی رات میں۔۔۔!"

"آپ خود ہی تکلیف فرما کر دیکھ لیں!"

"ہاں۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔!" سردار داراب اٹھتا ہوا بولا۔ اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔

"تم یہیں میرا انتظار کرو!" سردار داراب نے اس سے کہا!

"آپ کہاں تشریف لے جائیں گے!" عمران نے پوچھا!

"اپنی آبزرویٹری میں۔ مجھے ستاروں سے دلچسپی ہے۔۔۔۔!"

"آہا۔۔۔۔ ستارے۔۔۔۔!" مجھے بھی ان سے عشق ہے۔۔۔۔ ستارے۔۔۔۔" عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"مگر تم یہیں بیٹھو گے!" سردار داراب اسے دوبارہ متنبہ کرتا ہوا کمرے سے چلا گیا!

عمران نے داراب کیسل کی حدود میں داخل ہوتے ہی وہ اونچا مینار دیکھا تھا جسے شاید آبزرویٹری کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا! ویسے اس کی ساخت ہرگز ایسی نہیں تھی جس سے اس پر آبزرویٹری کا گمان بھی ہو سکتا!

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا! پھر اٹھ کر طویل راہداری طے کرتا ہوا بیرونی برآمدے میں آیا۔ پائیں باغ پر چاندنی کھیت کر رہی تھی!۔۔۔۔ سردار داراب اور اس کے لمبے ساتھی کے پیروں کے نیچے روش کی بجریاں کڑکڑا رہی تھیں۔۔۔۔ آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے ابھی زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا!

برآمدے میں روشنی نہیں تھی!۔۔۔۔ عمران کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا!۔۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پوری ۔۔۔ کا جائزہ لئے بغیر کام شروع کرنا درست نہیں ہوگا! لیکن رات کو یہ کام قریب ۔۔۔ تھا۔۔۔ پھر ویسے لمبا آدمی اسے قابل اعتماد نہیں معلوم ہوا تھا!۔۔۔۔ اس کی چھٹی حس نے ۔۔۔ پہلی ہی نظر میں آگاہ کر دیا تھا! بظاہر اس کے چہرے پر مسکینیت کے آثار موجود تھے اور بادی ۔۔۔ میں وہ ایک برخوردار قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا مگر اس کی آنکھیں، جو پل بھر کے لئے عمران ۔۔۔ اصل روپ میں نظر آئی تھیں کچھ اور کہہ گئی تھیں! ان کی حالت اس وقت بدلی تھی جب ۔۔۔ نے چاندنی رات میں آسمان پر کسی روشن دھبے کی موجودگی پر حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔!

عمران غیر ارادی طور پر آبزرویٹری کی طرف چل پڑا۔۔۔۔ لیکن اس کی رفتار تیز تھی!۔۔۔۔ روش کی بجائے گھاس کے قطعوں پر بے آواز چل رہا تھا!۔۔۔۔ جلد ہی پھر اسے ان دونوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں!

پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ رک گئے ہوں! عمران پھولدار جھاڑیوں کی اوٹ میں تھا! وہ بھی اپنے اندازے کے مطابق اسی جگہ رکا تھا جہاں ان دونوں کے قدموں کی آوازیں ختم ۔۔۔ تھیں!

"یہ کیسی آواز تھی!" اس نے سردار داراب کو کہتے سنا!

"پتہ نہیں جناب!" دوسرے آدمی نے کہا! "میرے خیال سے کچھ ہوگا! سناٹے میں معمولی آوازیں بھی کافی پھیلاؤ اختیار کر لیتی ہیں۔ اب مثلاً جھینگر کی آواز لے لیجئے! ایک ننھا سا کیڑا۔۔۔ لیکن اس کی آواز سناٹے میں میلوں تک پھیلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے!"

"میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ اتنی سی بات پر اتنی لمبی چوڑی مثال دے ڈالو۔۔۔۔" ۔۔۔راب غرایا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب!" دوسری آواز آئی۔

"میں آگے نہیں جاؤں گا!"

"آپ کی مرضی جناب!۔۔۔۔"

"چاندنی کتنی شفاف ہے!۔۔۔۔" داراب بڑبڑایا! "یقیناً تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں یا دوربین ہی میں کوئی خرابی آگئی ہے!"

"ہو سکتا ہے جناب!" دوسرے آدمی کی آواز آئی!

"پھر تم نے مجھے کیوں تکلیف دی!" داراب جھنجھلا گیا!

"میں نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا جناب! خود دیکھنے کے بعد یا آپ اسے تسلیم کرتے یا تردید

کر دیجئے!"

"ہام..... اچھا..... جاؤ!....."

عمران نے صرف ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں سنیں! لیکن سمت بتا رہی تھی کہ وہ داراب کے قدموں کی آوازیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان کا رخ آبزرویٹری کی طرف تھا—عمران سوچ رہا تھا آخر داراب وہیں کیوں رک گیا ہے!..... ایک مدت گذر گیا!..... دوسرے آدمی کے قدموں کی آوازیں بہت دور سے آ رہی تھیں لیکن سردار داراب ابھی تک وہیں جما کھڑا تھا—جھاڑیاں گھنی تھیں اور عمران دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا تھا!..... چونکہ اس نے دوسرے کے قدموں کی آواز سنی تھی اسی بناء پر یہ خیال تھا کہ سردار داراب ابھی وہیں موجود ہے—! لیکن پھر اسے اپنا یہ خیال احمقانہ معلوم ہونے لگا—ہو سکتا ہے اس بار داراب بھی گھاس کے قطعوں سے گذرتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا ہو جیسے کہ خود عمران یہاں تک آیا تھا—اس نے جھاڑیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں آہستہ سے ہٹایا..... اور اس کے خیال کی تائید ہو گئی۔ سردار داراب حقیقتاً وہیں موجود تھا.....

دفعتاً اس نے چیخ کر کہا "میں نے دیکھ لیا ہے!"

پہلے تو عمران سٹپٹا گیا! لیکن غور سے دیکھا تو سردار داراب کا رخ جھاڑیوں کی طرف نہیں تھا! اب پھر پہلے ہی کا سا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ سردار داراب اپنی جگہ سے نہ ہٹا!..... کئی منٹ گذر گئے..... لیکن پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی!.....

آخر عمران نے آہستہ سے کہا "سردار داراب!... آپ عقلمندی سے کام نہیں لے رہے!"

"کک..... کیا!....." سردار داراب اچھل کر مڑا.....

"کب تک یہاں کھڑے رہیے گا.....؟"

"کون ہے.....؟"

"علی عمران..... ایم-ایس سی-پی-ایچ-ڈی-آکسن!"

سردار داراب جھپٹ کر جھاڑیوں میں گھس پڑا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟....."

"جو کچھ کرنے کے لئے آیا ہوں!" عمران نے خشک لہجے میں کہا!

"کیا یہاں اس طرح تنہا کھڑے رہنا حماقت نہیں ہے؟"

"حماقت؟" سردار داراب غرایا! "تم بالکل بدتمیز ہو کیا تمہیں گفتگو کا سلیقہ نہیں ہے—؟"

"قطعی نہیں ہے! کیونکہ میرا باپ بھی آپ ہی کی طرح چڑچڑا اور بد دماغ ہے! اس نے

کبھی سنجیدگی سے میری تربیت نہیں کی اور بس اب اس بات کو یہیں ختم کر دیجئے۔ آپ کو وہم ہوا تھا!..... وہ آپ کے کسی دشمن کی آواز نہیں تھی، خواہ مخواہ یہاں سردی میں کھڑے رہ کر نزلہ زکام مول نہ لیجئے!....."

داراب چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر عمارت کی طرف چلنے لگا! عمران بھی اس کے برابر ہی چل رہا تھا!..... اور شائد اس کی یہ حرکت بھی سردار داراب کو کھل رہی تھی!

"ایک قدم پیچھے رہو.....!" دفعتاً اس نے رک کر کہا!

"ناممکن ہے..... قطعی ناممکن..... میں بھی کریک ہوں!"

"بھی..... کا کیا مطلب؟" سردار داراب جھلا گیا! "کیا میں کریک ہوں؟"

"جی ہاں—! مگر مجھ سے کمتر درجے کے! مجھ سے بڑا کریک پچھلی پانچ چھ صدیوں سے پیدا ہی نہیں ہوا!"

"میں تمہیں زندہ دفن کرا دوں گا سمجھے—!"

"سمجھ گیا! اور یہ کام آپ صبح سے پہلے نہیں کریں گے! اس لئے چلتے رہیے! آپ کو نیند بھی آ رہی ہو گی!" سردار داراب ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا آگے بڑھ گیا!

عمران نے اس بار اس کے برابر پہنچنے کی کوشش نہیں کی!..... برآمدے میں پہنچ کر سردار داراب پھر رک گیا!.....

"ٹھہرو!....." اس نے عمران کو مخاطب کیا، جو اندر جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا! عمران رک گیا اور سردار داراب بولا۔ "تمہیں سر سلطان نے بھیجا ہے!"

"کیا اب مجھے خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان دینا پڑے گا!"

"نہیں!—میرے ساتھ آؤ—!" سردار داراب اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا!

"میں چل رہا ہوں!" عمران نے سر ہلا کر کہا!

سردار اسے ایک کمرے میں لایا اور کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔" پھر اس میز کی جانب بڑھا جس پر فون رکھا ہوا تھا..... اس نے ریسیور اٹھا کر ایکسچینج کا نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو—! ایکسچینج—لانگ ڈسٹنس—!"

پھر اس نے سر سلطان کے لئے ٹرنک کال بک کرائی۔ لائن فوراً ہی کلیر مل گئی تھی اس لئے سر سلطان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی!

"میں ہوں داراب" سردار داراب نے غصیلے لہجے میں کہا..... پھر عمران کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے سنتا رہا!..... بار بار اس کی بھنویں تن کر ڈھیلی پڑ جاتی تھیں! پھر اس نے عمران کو گھور

گھور کر کہنا شروع کیا۔" رنگت گوری.... چہرہ گول.... ٹھوڑی میں خفیف سا گڑھا.... آنکھیں بڑی ہونٹ بھرے ہوئے.... یعنی نل لپس....! ہاں.... ہاں.... قد متوسط سے کچھ زیادہ اچھا ہاں.... مگر میں اسے گولی مار دوں گا.... مجھے بات بات پر غصہ.... دلاتا.... نوٹ اپ" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا! شاید ایکسچینج سے تین منٹ پورے ہو جانے کا اعلان کیا گیا تھا.... بہر حال وہ پھر چیخا!

"سردار داراب بول رہا ہے مت ٹوکو.... ایڈیٹ—! ہاں سر سلطان.... اچھا! اچھا....!"

وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا!" چلو!—ادھر آؤ....!"

عمران اٹھ کر میز کے قریب آیا—اور داراب نے ریسیور اس کی طرف بڑھا دیا!

"یس سر....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا!

"تم وہاں کیا کر رہے ہو...." دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔

"فی الحال.... صبر کر رہا ہوں.... اور یہ کہ جب یہاں سے واپس آؤں گا تو مجھے اپنی کھوپڑی کھلوا کر دیکھنا پڑے گا کہ کچھ باقی بچا ہے یا صرف کھوپڑی کی واپسی ہوئی ہے....!"

"عمران—! سنجیدگی سے کام کرو!...."

"سنجیدگی سے جہاں کام ہوتا ہے اس محکمے کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ہے!.... لہٰذا—"

"بکواس نہیں—! تم سردار داراب کو غصہ دلائے بغیر بھی کام کر سکتے ہو—!"

"میرا کیریر تباہ ہو گیا جناب!...." عمران نے مغموم لہجے میں کہا!" جب سے یہاں آیا ہوں خواہ مخواہ جی چرانے کو دل چاہتا ہے.... مجھے خوف ہے کہ کہیں بالکل ہی برباد نہ ہو جاؤں!"

"ختم کرو—! ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ براہ راست محکمۂ خارجہ سے تعلق رکھتا ہو۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔"

"جی ہاں! آپ مطمئن رہئے! کام آپ کے حسب منشا ہو گا.... مگر"

"مگر وگر کچھ نہیں—بس!" دوسری طرف سے آواز آئی!

"آپ کو کچھ کہنا ہے!" عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر سردار داراب سے پوچھا!

"نہیں—!"

"ہیلو—! اور کچھ کہنا ہے آپ کو!"

"نہیں! ڈھنگ سے کام کرو...."

"شب بخیر—!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا!

اب وہ سردار داراب کی طرف اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ حقیقتاً خبطی ہو!

سردار داراب کچھ سوچ رہا تھا! کچھ دیر بعد اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی.... ایک

نوکر کمرے میں داخل ہوا اور سردار داراب نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا! "انہیں ان کے کمروں میں لے جاؤ—!"

عمران شب بخیر کہتا ہوا نوکر کے ساتھ ہو لیا!

(۴)

دوسری صبح عمران نے کام شروع کر دیا!.... عمارت بہت وسیع تھی اور طویل و عریض کمپاؤنڈ میں ایک نہیں کئی عمارتیں تھیں!.... سردار داراب کے متعلق بھی بہتیری معلومات حاصل ہو گئیں۔ وہ اپنی بدمزاجیوں اور چڑچڑاہٹ کے باوجود بھی مقبول ترین آدمیوں میں سے تھا!.... اپنے ملازموں سے اچھا برتاؤ کرنے والا! ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا!.... ان کی آسائشوں کا خیال رکھنے والا!.... قرب و جوار کی آبادیاں کئی معاملات میں ان کی ممنون احسان تھیں!.... اس نے ان کے لئے کئی شفاخانے قائم کئے!.... اسکول کھولے تھے.... اور لڑکیوں کا ایک کالج داراب کیسل ہی کی ایک عمارت میں تھا!

داراب کیسل کی آبادی بھی اچھی خاصی تھی! یہاں داراب کی فیکٹریوں کے منیجر اپنے کنبوں سمیت مقیم تھے! خود داراب کے نجی ملازموں کی تعداد بھی کم نہیں تھی!.... کالج کے اسٹاف کی تین استانیاں بھی یہیں رہتی تھیں!.... مشرقی سرے پر ایک چھوٹی سی عمارت تھی، جہاں سردار داراب کا نواسہ نجیب رہتا تھا!.... وہ امریکہ سے پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لے کر آیا تھا اور اب یہاں پلاسٹک سرجری کی ایک بڑی تجربہ گاہ کے قیام کے امکانات پر غور کر رہا تھا—فی الحال اس نے مشرقی سرے والی عمارت میں معمولی پیمانے پر ایک مختصر سی تجربہ گاہ ترتیب دے لی تھی!.... اسی عمارت کے ایک حصے میں وہ رہتا بھی تھا۔ اس کے متعلق عمران کو معلوم ہوا تھا کہ سردار داراب اسے بالکل پسند نہیں کرتا—! ان کے تعلقات بھی خوشگوار نہیں تھے۔ لیکن سردار اس سے اتنا بیزار بھی نہیں تھا کہ اسے داراب کیسل کی حدود سے ہی نکال دیتا.... عمران نے ڈاکٹر نجیب سے بھی تھوڑی دیر گفتگو کی تھی!.... اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ خود سردار داراب کی طرف سے برے خیالات نہیں رکھتا! ڈاکٹر نجیب ایک صحت مند مگر معمولی شکل و صورت کا آدمی تھا!.... ہڈیاں چوڑی اور قوی مضبوط اعضاء لیکن ذہنی اعتبار سے وہ عمران کو مریض ہی نظر آیا کیونکہ پلاسٹک سرجری ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی تھی!

سردار کے منیجروں میں تین غیر ملکی بھی تھے! ایک جرمن، ایک ڈچ اور ایک جاپانی، ان میں

سے ابھی صرف ایک ہی کو عمران دیکھ سکا تھا۔ یہ چھوٹے قد کا منحنی سا جاپانی مسٹر لے بوک تھا۔ ان تحقیقات کے دوران میں عمران نے یہ بات بھی محسوس کی کہ بچھوؤں والے واقعہ کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔

دوپہر کو پھر سردار داراب نے اسے طلب کیا!..... یہ وہی کمرہ تھا جہاں پچھلی رات دونوں شطرنج کھیلتے رہے تھے!

اس نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا! کیونکہ عمران اس وقت "جنگلی کلر" میں تھا! یعنی سبز کوٹ سرخ پتلون اور زرد قمیض میں---! ٹائی سفید تھی!..... ہاتھوں میں ہلکے سے سفید دستانے بھی تھے!

"تم صبح سے کیا کرتے پھر رہے ہو!" داراب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں صبح سے صبر کرتا..... پھر رہا ہوں..... یہاں داراب کیسل میں مجھے کوئی ہوٹل یا ریستوران بھی نہیں نظر آیا جہاں کچھ دیر بیٹھ کر صبر کرنے سے بچ سکتا.....!"

"کیا مطلب.....!"

"صاف صاف الفاظ میں ناشتہ..... لیکن اب اس کی تلاش فضول ہے کیونکہ اس کا وقت نکل گیا اور اب میں لنچ کا وقت بھی نکل جانے کا انتظار کر رہا ہوں!..... اور پھر شام کی چائے سے غسل کر کے باقاعدہ کفن میں لپٹ جاؤں گا--- کیا خیال ہے؟"

"ہائیں! تم نے ناشتہ نہیں کیا؟"

"میں تو کرنے کے لئے تیار تھا مگر ہوا ہی نہیں!"

"اوہ---!" وہ میز پر گھونسہ مار کر چیخا! "میں ابھی کچن میں آگ لگا دوں گا---!"

"ذرا ٹھہرئیے! ابھی نہیں لنچ کے بعد!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا!

سردار داراب نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی! ایک ملازم اندر آیا۔

"جولاسے کہہ دو! ان کا کھانا میری میز پر لگایا کرے!..... جاؤ!"

ملازم کے جاتے ہی عمران دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کراہنے لگا!

"کیا بات ہے.....؟"

"بات کیا ہے! اب زندگی کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی! یہ بڑا ظلم ہے سردار صاحب!....."

"کیا بکواس کر رہے ہو تم---؟ مجھ سے صاف صاف گفتگو کیا کرو!"

"صاف صاف! میرا کھانا بھی آپ کی میز پر لگے گا!..... یعنی....."

"یعنی میں کھاؤں گا تمہارا کھانا!....." سردار خلاف توقع مسکرایا!

"میں تمہارے دونوں کان کھینچ کر تھپڑ لگاؤں گا صاحبزادے..... ورنہ تمہارا حلیہ بگڑ جائے گا"

"میں ڈاکٹر نجیب سے مدد حاصل کر کے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو جاؤں گا....."

"ڈاکٹر نجیب!---" بوڑھا سنجیدہ ہو گیا! "کیا تم اس سے مل چکے ہو!"

"جی ہاں---اور میں عنقریب ان سے اپنے کان چھوٹے کراؤں گا!"

"بکواس بند کرو! تم اس سے کیوں ملے تھے!"

"میں داراب کیسل کی حدود میں رہنے والے ہر آدمی سے مل رہا ہوں! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بچھو کہیں باہر سے آئے تھے---!"

سردار داراب کچھ سوچنے لگا! عمران خاموشی سے اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

پھر سردار نے سر اٹھا کر کہا! "اگر یہ سب کچھ یہیں کے کسی آدمی کی حرکت ہے تو مجھے شرم سے مر جانا چاہئے۔"

"کیوں؟"

"اس کا یہ مطلب ہے..... کہ میرا رویہ یقینی طور پر دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہے ورنہ ان میں سے کوئی میرا دشمن کیوں ہو جاتا---!"

"کٹ اٹ آؤٹ!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب آپ شائد اخلاقیات پر بور کریں گے---!"

"تم گدھے ہو!....." سردار داراب کو سچ مچ غصہ آ گیا! لیکن عمران کی زبان بھی چل پڑی۔ "میں بھی آپ ہی کی طرح انتہائی صاف گو آدمی ہوں! اس لئے آپ برا تو مان سکتے ہیں لیکن غصے کا اظہار نہیں کر سکتے---! آپ کو اپنا رویہ شریفانہ ہی رکھنا چاہئے!..... آپ یہی کہنا چاہتے تھے نا کہ مجھ جیسے گو تم بدھ سے دشمنی رکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے اور زیادہ گوتم بدھ بننا چاہئے!..... لیکن میں یہاں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ آپ کو اور زیادہ شریف بنتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کروں۔ کیا سمجھے آپ.....!"

سردار داراب اس طرح منہ کھولے بیٹھا تھا جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ اس کے سامنے آ گیا ہو! عمران بولتا رہا..... "آپ غالباً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں کیسل کی حدود میں کوئی آدمی آپ کا دشمن نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ سے سوال کروں گا کہ آپ پچھلی رات ہوا سے کیوں لڑ رہے تھے۔ اس پلے آدمی کے ساتھ آبزرویٹری تک جانے کی بجائے راستے ہی سے کیوں ہٹ آئے تھے!"

عمران خاموش ہو گیا! سردار داراب اسے خاموشی سے گھورتا رہا پھر بولا "بک چکے ہو یا ابھی اور بکو گے!"

"اس کا فیصلہ آنے والے لمحات کریں گے!" عمران اس طرح اکڑ کر بولا جیسے ابھی تک

زبان کی بجائے تلوار چلا رہا ہو!....

"میرا خیال ہے کہ بعض لوگ یہاں میرے دشمن ہو سکتے ہیں!" سردار داراب نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"ٹھیک.... اب آئے ہیں آپ راہ پر---!" عمران جیب سے نوٹ بک نکالتا ہوا بولا!

"ٹھہرو! مگر میں کسی کا نام نہ لوں گا! کیونکہ یہ محض شبہ ہے! ثبوت نہیں رکھتا!"

"آپ ڈرپوک ہیں جناب!".... عمران نے چڑانے کے سے انداز میں کہا!

"تم بیہودہ ہو---!" سردار داراب دہاڑا۔

"میں کب کہتا ہوں کہ بیہودہ نہیں ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "خدا ایک مضبوط دل عطا کرے.... خواہ دولت سے محروم رکھے!"

"ارے تم اپنی ہی ہانکتے رہو گے یا میری بھی سنو گے!...." سردار اس انداز میں بولا جیسے اپنا سر پیٹ لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"کیا سنوں!.... آپ یہی فرمائیں گے کہ مہاتما گوتم بدھ کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے!"

سردار داراب یک لخت خاموش ہو گیا! اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن جھنجھلاہٹ کی زیادتی الفاظ کی ترتیب میں حارج ہوئی اور وہ کچھ نہ بول سکا!

"جناب والا!" عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا "اگر آپ کو یہی کرنا تھا تو معاملے کو کیوں آگے بڑھایا تھا! سر سلطان سے مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی---!"

"محض اسی لئے کہ پوری تحقیق کئے بغیر اس معاملے کو پولیس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتا تھا!"

"آپ سچ مچ گوتم بدھ ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا! "لیکن جب تک آپ کسی پر شبہ نہ ظاہر کریں گے میں کچھ نہیں کر سکتا---!"

"میرے کچھ اصول ہیں ان پر سختی سے کاربند ہوں!"--- سردار داراب نے کچھ دیر بعد کہا۔

"پھر میں کیا کروں---! آپ ہی کچھ بتایئے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!

"بچھو رکھنے والے کو تلاش کرو---!"

"میرے خیال سے ایک طریقہ بہترین رہے گا!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا کر کہا!

"کیا---!"

"میں ایک اشتہار شائع کرا دوں.... کہ جس نے بھی سگار کیس میں بچھو رکھے تھے دوبارہ کوشش کرے.... پہلا انعام مبلغ پانچ سو روپے.... دوسرا انعام.... ڈھائی سو.... تیسرا انعام

پونے ایک سو.... سب سے زیادہ حل بھیجنے پر چوتھا انعام مبلغ...."

لیکن جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سردار داراب کمرے سے نکل گیا۔

(۵)

دوپہر کے کھانے کی میز پر سردار داراب سے دوبارہ ملاقات یقینی تھی۔ عمران سمجھا تھا کہ میز پر تنہا ہو گا لیکن وہاں اسے کئی افراد نظر آئے تھے۔ شاہدہ اس کی سہیلی بلقیس اور وہ بوڑھا جو پچھلی شام سردار داراب کے ساتھ تھا۔ عمران کو دیکھ کر دونوں لڑکیاں مسکرائیں اور ان کی آنکھوں سے شرارت جھانکنے لگی!

سردار داراب نے صرف ایک بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا!

کھانا نہایت خاموشی کے ساتھ ختم ہوا.... عمران نے ان میں سے کسی کو بھی بولتے نہیں سنا تھا! کھانے کے بعد سردار داراب اٹھ گیا!.... اور دوسرا بوڑھا بھی اس کے ساتھ ہی ڈائننگ روم سے چلا گیا! بلقیس اور شاہدہ بیٹھی رہیں۔

اچانک عمران نے شاہدہ کو مخاطب کیا۔ "سردار داراب آپ کے کون ہیں!"

"آپ سے مطلب؟" بلقیس بول پڑی!

"جب میں آپ سے گفتگو شروع کروں تب مطلب پوچھے گا!"

اس جواب پر شاہدہ جھنا گئی اور تلخ لہجے میں بولی "میں آپ کا جغرافیہ سمجھنے سے قاصر ہوں!"

"جغرافیہ کے چند موٹے موٹے اصول یاد رکھیئے تو یہ دشواری کبھی نہ پیش آئے۔" عمران نے ہمہ تن خوش اخلاق بنتے ہوئے کہا۔ "میں چونکہ خط استوا سے کافی فاصلہ پر واقع ہوا ہوں اس لئے سال بھر ٹھنڈا رہتا ہوں---! اور میری اپر چیمبر چونکہ سطح سمندر سے زیادہ اونچی نہیں ہے اس لئے وہاں برف جمنے کا امکان کم رہتا ہے!.... باپ موجود ہے لیکن صورت سے آپ کو یتیم معلوم ہوتا ہوں گا! ویسے میں اتنا کام چور ہوں کہ مجھے حقیقتاً بحر الکاہل میں واقع ہونا چاہئے تھا--- اب آپ بتایئے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں؟"--- بلقیس منہ دبائے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی! شاہدہ کے ہونٹوں پر بھی ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ نظر آتی.... اور کبھی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتیں۔

عمران خاموش ہو کر احمقانہ انداز میں انہیں گھورتا رہا پھر بولا۔ "میں ایک پرائیویٹ سراغرساں ہوں۔"

"بامیں!" دونوں کی زبان سے بیک وقت نکلا اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیوں — کیا پرائیویٹ سراغرساں ہونا بری بات ہے!" عمران مسکرا کر بولا! لیکن پھر بھی لڑکیوں سے کوئی جواب نہ ملا! چند لمحے جواب کا انتظار کر کے عمران پھر بولا!

"میرا خیال ہے کہ سردار کے علاوہ صرف آپ دونوں اس واقعہ سے واقف ہیں!"

"کس واقعہ سے!" شاہدہ نے پوچھا!

"بچھوؤں والا واقعہ —!"

"جی ہاں — ہم دونوں.... کیوں!" بلقیس بولی!

"میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو سردار داراب سے ہمدردی بھی ہوگی —!"

"آپ اس گفتگو کا مقصد بیان کیجئے!" شاہدہ نے کہا!

"گفتگو ختم ہو جانے کے بعد — فی الحال اگر آپ میں سے کوئی ایک صاحب میرے سوالات کا جواب دیتی رہیں تو میں مشکور ہوں گا!"

"لیکن آپ کو مشکور ہونے کی تکلیف کیوں دی جائے!"

"کیونکہ سردار داراب کی زندگی خطرے میں ہے!"

"کیا!".... شاہدہ بے ساختہ اچھل پڑی!

"جی ہاں!" عمران مغموم انداز میں سر ہلا کر بولا! "میں غلط نہیں کہہ رہا!"

"ابھی تک آپ کی کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آئی!" بلقیس نے کہا! "غلط یا صحیح تو بعد کی باتیں ہیں!"

"میرا مطلب یہ ہے کہ سردار داراب سے کوئی بات معلوم کر لینا آسان کام نہیں ہے.... ویسے یہ دوسرے صاحب کون تھے —!"

"لیموں نچوڑ — ہاں میں ہاں ملانے والے!" بلقیس نے جواب دیا!

"یعنی وہ سردار صاحب کے کوئی عزیز نہیں ہیں!"

"نہیں —!"

"خیر ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ سردار صاحب سے کچھ معلوم کر لینا بہت مشکل ہے! لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسے مواقع پر اس قسم کی عادتیں مہلک ثابت ہوتی ہیں!"

"میں نہیں سمجھی!" شاہدہ بولی!

"سردار داراب کسی پر شبہ ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں!"

"آہا.... ٹھیک ہے!" شاہدہ نے سر ہلا کر کہا! "بابا اپنے اس اصول پر سختی سے کاربند ہیں

شبہ یقین کی حد تک بڑھ جائے اسی صورت میں شبہے کا اظہار کیا جائے، ورنہ نہیں!"

"اور اگر یقین آنے سے قبل ہی ان کی گردن کٹ جائے تو —!"

"کیا بیکار باتیں کر رہے ہیں آپ!" شاہدہ بگڑ گئی!

"میں بیکار باتیں نہیں کر رہا!.... آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کس پر شبہ کر رہی ہیں!"

"میں کس پر شبہ کروں گی جب کہ اس حرکت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکی!"

"پھر کسی نے مذاقاً ایسی حرکت کی ہوگی....!"

"کس کی مجال ہے، جو بابا سے اس قسم کا مذاق کر سکے!"

"پھر یہ چیز حیرت انگیز ہے یا نہیں —!"

"سو فیصدی حیرت انگیز ہے — مگر —!"

"مگر کیا —" عمران اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا!

"اوہ — یونہی زبان سے نکل گیا تھا — میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی تھی!"

"ڈاکٹر نجیب سے آپ کا رشتہ ہے؟...."

"وہ میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں!"

"اوہ — تو آپ سردار صاحب کی پوتی ہیں! حالانکہ یہ لفظ مجھے قطعی ناپسند ہے.... لاحول ولا قوۃ.... آپ اتنی شاندار لڑکی.... اور پوتی.... کیا تک ہے.... پوتی.... کتنی بار لاحول پڑھوں.... خیر لاحول ٹو دی پاور ٹو ہنڈریڈ....!"

"آپ کیوں بے تکی بکواس کر رہے ہیں! آپ سراغرساں تو کیا محکمہ سراغرسانی کے بھی نہیں معلوم ہوتے....!"

"اے کیا بات کرتی ہیں آپ!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا! "میں شرلاک ہومز.... "دونوں لڑکیاں مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسنے لگیں!

"آپ لوگوں کو پچھتانا پڑے گا!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "میں چیلنج کرتا ہوں! سے ڈاکٹر واٹسن نے ایک یتیم خانہ کھول لیا ہے۔ ورنہ بتاتا آپ کو!"

"آپ نہیں داخل ہوئے اس یتیم خانے میں!" بلقیس نے سنجیدگی سے پوچھا!

"میرے والد صاحب ابھی زندہ ہیں!" عمران اکڑ کر بولا!

"اس کے باوجود بھی آپ یتیم یتیم سے نظر آتے ہیں!"

"محض اس لئے کہ آپ جیسی لڑکیوں کو مجھ پر رحم آئے...."

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں!

بلقیس پھر ہنس پڑی! لیکن شاہدہ یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگی تھی---! اس نے بلقیس کی طرف دیکھ کر کہا! "تم میرے کمرے میں جاؤ---! اور وہیں میرا انتظار کرو! میں ان سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں!"

"واہ بھئی!" بلقیس نے برا سا منہ بنا کر کہا! پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں جا رہی ہوں! لیکن واپسی پر اگر میں نے تمہارا کوئی اسکرو ڈھیلا پایا تو اپنا سر پیٹ لوں گی---! یہ حضرت پچاس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چاٹتے ہیں!"

"جی ہاں---جی ہاں!" عمران سر ہلا کر بولا! "بس آپ تشریف لے جائیے!"

بلقیس معنی خیز انداز میں سر ہلاتی ہوئی چلی گئی!

چند لمحے خاموشی رہی پھر شاہدہ بولی! "کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ سراغرساں ہیں!"

"میں کیا بتاؤں! دنیا کی کوئی یونیورسٹی سنجیدگی کا سرٹیفکیٹ نہیں دیتی ورنہ ایک حاصل کر کے گلے میں لٹکا لیتا---!"

"بابا سے آپ کو کچھ نہیں معلوم ہو سکے گا! کیونکہ وہ اپنے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہیں!"

"کسی نہ کسی سے تو معلوم ہی ہونا چاہئے! ورنہ بابا صاحب آپ کے اصولوں کی بارات سجائے ہوئے قبرستان کا راستہ لیں گے---اوہ آپ کو برا نہ ماننا چاہیے! میں حقیقت عرض کر رہا ہوں!"

"میں سمجھتی ہوں!" اس نے تشویش کن لہجے میں کہا" اور اسی لئے مجھے، جو کچھ بھی معلوم ہے آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں! بابا تو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ آپ سراغرساں ہیں اس لئے خود ہی سب کچھ معلوم کر لیں گے! ان کے ذہن میں دراصل جاسوسی ناولوں کے سراغرساں ہیں، جو آنکھ بند کر کے گھر بیٹھے مجرم کا پتہ نشان بتا دیتے ہیں!---مگر خیر میں ہر وقت ہر قسم کی مدد کے لئے حاضر ہوں....."

"آپ کا بہت بہت شکریہ!" عمران مسکرا کر بولا!

"آپ ان کے متعلق کیا پوچھنا چاہتے ہیں!"

"یہی کہ ان کے سگار کیس میں بچھو کیوں رکھے گئے تھے.....!"

"اگر میں یہ بتا دوں تو پھر آپ کہاں کے سراغرساں!.....اگر یہی معلوم ہوتا تو ہم مجرم کو

لیجئے---!"

"دیکھئے!.....کیا وہ بچھو! سردار کی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ پانچ یا پچاس اگر بیک وقت ڈنک مارتے تو ان کا خاتمہ ہو جانا مشکل ہی تھا!.....پھر بچھوؤں کا کیا مقصد ہو سکتا ہے!"

"آپ بتائیے---!"

"میں بتاتا ہوں---! کیا ان کے داہنے ہاتھ میں ورم آ جانے سے کوئی اہم کام رک سکتا تھا!"

"اوہو!---اب آپ سراغرسانوں کے سے سوالات کر رہے ہیں! پھر آپ اتنے احمق کیوں آتے ہیں---!"

"یقین کیجئے میں فی الحال شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اس لئے میرے احمق نظر آنے سے آپ کو کوئی دلچسپی نہ ہونی چاہئے!"

"آپ بد تمیز ہیں---!"

"جی ہاں! مجھے یہ بھی تسلیم ہے! لیکن فی الحال آپ اپنے بابا کی زندگی محفوظ رکھنے میں میرا ہاتھ بٹائیے---!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کیا بتاؤں---!"

"وہ اپنی زمینوں کے متعلق ایک غیر ملکی کمپنی سے کوئی معاہدہ کرنے والے تھے!...."

"جی ہاں---! معاہدے پر ان کے دستخط ہونے باقی ہیں!...."

"لیکن.....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا! "اگر وہ آج اس معاہدے پر دستخط نہیں کر سکتے تو ماہ بعد انہیں کون روک سکے گا---! یعنی اگر ان کے داہنے ہاتھ میں بچھو ڈنک مار بھی دیتے ان کا ہاتھ کچھ دنوں کے لئے بیکار بھی ہو جاتا تو اس سے فرق ہی کیا پڑتا۔ وہ کمپنی کہیں بھاگ اور نہ معاہدہ---! دستخط کچھ دنوں بعد بھی ہو جاتے---آپ سمجھتی ہیں نا!"

"جی ہاں! سمجھتی ہوں!"

"پھر بتائیے! بچھوؤں کا مقصد!"

"میں کیا بتاؤں---! آپ خود معلوم کیجئے!"

"یعنی اب آپ مجھے بھی جاسوسی ناولوں کا سراغرساں بنانا چاہتی ہیں! یعنی میں اپنے کمرے بیٹھے بیٹھے! ڈاکٹر واٹسن کو پکار کر کہوں ذرا الماری سے وہ کتاب تو نکالنا، جو گدھے کی کھال پر لکھی گئی تھی..... اور اس پر گینڈے کی کھال کی جلد ہے..... اور میں وہ کتاب منگوا کر اس میں بچھوؤں کی اقسام کے متعلق پیارے ڈاکٹر واٹسن کو تین چار پیراگراف سنا کر بور کروں اور پھر یہ

ثابت کروں کہ یہ بچھو سو فیصدی نقلی ہیں! پھر واٹسن میرا عزیز اسی قسم کے اصلی بچھوؤں کی تلاش میں نکل جائے.... اور دن بھر مارا مارا پھرے ادھر ادھر جھک اور واپس آئے شام کو اس کے ساتھ کہ وہ نقلی بچھو بھی نہیں تھے.... یعنی سرے سے بچھو ہی نہیں تھے.... بلکہ کیڑے کی ایک کمیاب نسل کیکڑی کم ڈب ڈب کے چند آوارہ افراد.... ہپ...."

شاہدہ ہنس رہی تھی۔— عمران ہاتھ نچا کر بولا! "مگر ڈاکٹر واٹسن آج کل ایک یتیم خانہ چلا رہا ہے اس لئے میں اپنی سکیم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا!"

"آپ بابا سے کیوں نہیں پوچھتے—؟"

"کیا پوچھوں—؟"

"یہی کہ کیا اس معاہدے سے بھی زیادہ اہم کوئی چیز تھی—!"

"آپ ہی بتا دیجئے نا— بابا تو...."

دفعتاً ایک نوکر نے ڈائننگ ہال میں آکر عمران کو اطلاع دی کہ سردار داراب لائبریری میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

"پھر کبھی!" عمران شاہدہ کی طرف دیکھ کر سر ہلاتا ہوا مسکرایا!

پھر وہ لائبریری میں آیا.... سردار داراب ٹہل رہا تھا! اسے دیکھ کر رک گیا! چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر مکا لہراتا ہوا بولا! "میں تم سے انتقام لوں گا.... تمہاری بد تمیزی کا انتقام! تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا— بس اب جاؤ!.... میں نے یہی کہنے کے لئے بلایا تھا....!"

(۲)

عمران شام تک داراب کیسل کی کمپاؤنڈ میں مارا مارا پھرتا رہا.... بوڑھا داراب حقیقتاً اس کے لئے معمہ بن کر رہ گیا تھا!.... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کس طرح راہ پر لائے.... شاہدہ کی گفتگو نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا! اس معاہدے سے زیادہ اہم کیا چیز تھی جس نے کسی کو داراب کا ہاتھ بیکار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا!.... لیکن اگر اس کا ہاتھ وقتی طور پر بیکار ہی ہو جاتا تو اس سے اس نامعلوم آدمی کو کیا فائدہ پہنچتا!— اگر وقتی طور پر داراب معاہدے پر دستخط نہ کر سکتا تو کیا ہاتھ اچھا ہو جانے سے بھی کام نہ ہو سکتا!— اب سوال صرف یہ رہ جاتا تھا کہ کیا معاہدے کی تکمیل میں دیر ہو جانے پر بھی کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا؟ عمران نے اس کے امکانات کا بھی جائزہ لیا— لیکن یہ خیال بے وزن ثابت ہوا— معاہدے کی تکمیل میں دیر

ہو جانے سے حالات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکتا تھا! عمران کی تفتیش کا ماحصل صرف یہی تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بات کچھ بھی ہو! سردار داراب اسے اپنی زبان سے نہیں دہرانا چاہتا!— شاہدہ کے متعلق بھی اس کا یہی اندازہ تھا! اس نے ایک بار ڈاکٹر نجیب کے سامنے بھی یہی تذکرہ چھیڑا.... لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسے تو معاہدے کے متعلق بھی علم نہیں تھا! وہ تو چوبیسوں گھنٹے پلاسٹک سرجری میں غرق رہتا تھا! عمران بہت جلدی اس کی باتوں سے اکتا گیا! کیونکہ اس نے اس فن کے مستقبل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی تھی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ گرلز کالج کی کئی بدصورت لڑکیوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ خوبصورت بنانے کی پیش کش کر چکا ہے! لیکن اس کے اپنے خیال کے مطابق مشرقی لڑکیاں بڑی بے حس واقع ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا! انہیں اپنی بدصورتی کا غم ہی نہیں تھا.... ڈاکٹر نجیب نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی۔

بہر حال عمران نے اس سے جلدی ہی پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی!.... وہ تھکا ہارا عمارت میں داخل ہوا— برآمدے میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے ایک نوکر نے اطلاع دی کہ سردار داراب بہت دیر سے اس کا منتظر ہے۔

وہ ڈائننگ ہال میں شام کی چائے پی رہا تھا!

عمران چپ چاپ جا کر بیٹھ گیا!.... بلقیس نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی.... اور شاہدہ نے داراب سے کہا! "آپ بولیں گے ڈیبیٹ میں....!"

"او ہوا کیوں نہیں!.... میں ڈیبیٹ کی صدارت کروں گا! ایسی صورت میں مجھے کچھ نہ کچھ بولنا ہی پڑے گا!"

پھر شاہدہ نے عمران سے کہا! "آج کالج میں مباحثہ ہے! موضوع ایسا ہے کہ بڑی شاندار تقریریں ہوں گی—!"

"کیا موضوع ہے—!" عمران نے پوچھا!

"عورتیں مردوں سے برتر ہیں!...." داراب اپنی پھٹی ہوئی آواز میں غرایا....

"بیشک! بیشک!" عمران سر ہلا کر بولا— "بلکہ سبحان اللہ— بہترین موضوع ہے؟"

"تم بھی چلو گے....!" داراب نے پوچھا!

"ضرور— ضرور!...." عمران نے بڑے خلوص سے کہا! "لیکن میں اس موضوع کی مخالفت میں تقریر کرنے والوں یا والیوں کو ہوٹ کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا— میں اسے برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ عورتوں پر مردوں کی برتری ثابت کی جائے؟"

"مخالفت میں یقیناً تقریریں ہوں گی، مباحثے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے!" شاہدہ نے کہا!

"تب میں یقیناً ہوٹ کروں گا" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

چائے ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ گئے! عمران نے بہت چاہا کہ وہ مباحثے وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنے پائے! لیکن سردار داراب نے اسے مجبور کر دیا!

اس نے کہا "اس سے بہتر موقع اور کون سا ہوگا! میں تمہیں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے روشناس کراؤں گا۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اسی حیثیت سے متعارف ہو گے! اور پھر تمہیں کام کرنے میں آسانی ہوگی! ابھی داراب کیسل کے بہت کم لوگ تم سے متعارف ہوئے ہیں!"

"تو آپ دوسروں پر یہی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں!"

"قطعی، قطعی ۔۔۔! اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم پرائیویٹ سراغرساں ہو تو تمہیں اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی!"

"اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے!"

"کیوں؟۔۔۔ میں نہیں سمجھا!۔۔۔"

"میری دانست میں معاہدے کے علاوہ بھی کوئی اور کام ہو سکتا ہے، جس کی تکمیل کسی کو ناگوار ہے!"

"کیوں!۔۔۔ یہ تم نے کیسے کہا؟"

"موٹی سی بات ہے سردار صاحب! اگر وقتی طور پر معاہدہ کی تکمیل نہ ہو سکے تو اس کا اثر اس معاہدے پر کیا پڑے گا۔۔۔ کیا وہ وقت گذر جانے پر معاہدے کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔۔۔؟"

"دس سال بعد بھی ہو سکتی ہے!" سردار داراب بولا!

"پھر اس معاہدے کو خارج از بحث سمجھئے!"

"چلو سمجھ لیا۔۔۔ پھر؟"

"پھر کچھ دنوں کے لئے آپ کا ہاتھ بیکار ہو جانے سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟"

"گڈ۔۔۔!" سردار داراب چٹکی بجا کر بولا۔ "ویری گڈ! مجھے توقع ہے کہ تم بہت جلد معاملات کی تہ تک پہنچ جاؤ گے! بس اب مباحثہ شروع ہونے میں تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے، ہمیں چلنا چاہئے۔۔۔ تم دیکھو شاہدہ تیار ہو گئی یا نہیں! وہ بہت اچھا بولتی ہے۔۔۔۔!"

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران، سردار داراب، بلقیس اور شاہدہ کالج کی عمارت کی طرف جا رہے تھے!۔۔۔۔

مباحثہ کالج کی لڑکیوں کے درمیان تھا! لیکن آدھا ہال مردوں سے بھرا ہوا تھا! اس میں

سردار گڈھ کے معززین بھی تھے! اور داراب کیسل کے رہنے والے بھی!

تقریریں شروع ہوئیں اور کافی دیر تک جاری رہیں! دس لڑکیوں نے حصہ لیا تھا! آخیر میں شاہدہ بولی! اس کی تقریر دوسری تقریروں پر بھاری رہی تھی! لیکن وہ انعامی مقابلے میں شریک نہیں تھی! کیونکہ اس کا تعلق کالج سے نہیں تھا۔ اس کے بعد جج صاحبان فیصلہ کرنے کیلئے اٹھ گئے!

پھر دفعتاً سردار داراب نے جو صدارت کر رہا تھا اٹھ کر مجمع کو مخاطب کیا!

"خواتین و حضرات۔۔۔ جب تک جج صاحبان فیصلہ مرتب کریں۔ آپ اپنے ملک کی ایک عظیم ہستی جناب ڈاکٹر علی عمران ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی آکسن سے موضوع کی موافقت میں ایک بصیرت افروز تقریر سنئے!.... آپ سائنٹیفک طور پر یہ ثابت کریں گے کہ عورت مرد سے برتر ہے.... ڈاکٹر صاحب سے استدعا ہے کہ ڈائس پر تشریف لائیں!...."

عمران کے ہاتھوں کے طوطے اڑنے ہی والے تھے کہ اس نے انہیں بڑی مشکل سے پکڑا اور اپنا سر کھجانے لگا! وہ حقیقتاً بوکھلا گیا تھا!.... اسے خواب میں بھی گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ سردار داراب اس طرح اس کی ٹانگ لے گا.... آج دوپہر ہی کو اس نے اسے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اس سے اس کی بدتمیزیوں کا انتقام لے گا! مگر وہ اسے مجذوب کی بڑ سمجھتا تھا!.... اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اسے بھرے مجمع میں الو بنانے کی کوشش کرے گا۔۔۔! عمران اور تقریر.... خدا کی پناہ۔۔۔! اس کے پاس مواد بھی نہیں تھا!۔۔۔ اگر اس نے تقریریں سنی ہوتیں تو انہیں کے سہارے کچھ نہ کچھ بولنے کی کوشش کرتا! مگر وہ تو ذہنی طور پر قطعی غیر حاضر رہا تھا!.... اسے بھلا عورتوں کی برتری سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ دھیان دے کر تقریریں ہضم کرتا! سنجیدہ موضوعات اسے ہمیشہ سے کھلتے آئے تھے!.... بہر حال وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر اپنی جگہ سے اٹھا! لوگ اس نئے آدمی کو دیکھنے کے لئے بے چین تھے! جیسے ہی عمران اٹھ کر ڈائس کی طرف بڑھا! ہال میں تالیوں کا طوفان آ گیا۔

مائیک کے قریب پہنچ کر اس نے بڑی بے بسی سے گلا صاف کیا.... اور مردہ سی آواز میں بولا! "خواتین و حضرات۔۔۔!"

ٹھیک اسی وقت اس کی شرارت آمیز ذہانت جاگ اٹھی!.... وہ چہک کر بولا! "دیکھئے مرد پر عورت کی برتری ثابت ہو گئی!.... پہلے خواتین پھر حضرات.... ! جو لوگ موضوع کی مخالفت میں بولے ہیں انہوں نے بھی آپ کو اسی ترتیب سے مخاطب کیا تھا! خواتین و حضرات۔۔۔! انہوں نے حضرات و خواتین نہیں کہا تھا!۔۔۔ یہ ہے سائنٹیفک ثبوت! یعنی مرد کے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ عورت مرد سے برتر ہے۔۔۔ اسی لئے وہ پہلے خواتین کو مخاطب کرتا

ہے.... پھر حضرات کو....!"

اس پر بہت زور و شور سے تالیاں بجیں! عمران نے مڑ کر سردار داراب کی طرف دیکھا اور بولا۔ "جناب صدر و خواتین و حضرات.... عورت کو اللہ پاک نے مرد سے برتر بنایا ہے اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ اسے مردوں کے مقابلہ میں بجتیری سہولتیں نصیب ہیں! مثلاً اسے روزانہ صبح اٹھ کر مردوں کی طرح شیو نہیں کرنا پڑتی---! سبحان اللہ.... اس نے عورتوں کو فارغ البالی عطا کر دی ہے! اور جناب تیسرا اسٹائلک ثبوت یہ ہے کہ مرد ایک اور ایک دو نہیں ہو سکتا مگر عورت ایک اور ایک تین ہو جاتی ہے.... چار ہو جاتی ہیں.... پانچ ہو جاتی ہیں اور علی ہذالقیاس سنچری پار تو ایک درجن اور ڈیڑھ درجن ہو جانے والی عورتوں کو انعامات ملتے ہیں۔ خطابات ملتے ہیں---! اس لئے جناب.... عورت مرد سے برتر ہے---!"

ہال میں بیٹھی ہوئی عورتیں اور لڑکیاں بغلیں جھانکنے لگیں.... مرد قہقہوں پر قہقہے لگا رہے تھے!.... دوسری طرف سردار داراب کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا---!

عمران نے شور ختم ہو جانے پر ہانک لگائی "برتر وہی ہے، جو بیوقوف ہے! جتنا بیوقوف اتنا ہی برتر---! پہلے مرد عورت پر حکومت کرتا تھا.... طاقت سے....! اب بیوقوف یعنی برتر بنا کر حکومت کرتا ہے!.... برتر بنا کر حکومت کرنے میں اسے دوہرا فائدہ ہے.... یعنی عورت پر دوہری ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں.... وہ خود انہیں اپنے دوش بدوش کام کرنے کا موقع دیتا ہے.... رہ گئے چار دیواریوں والے فرائض تو عورتیں انہیں عادتاً انجام دیتی ہیں!.... یعنی مرد عورتوں کے دوش بدوش بچوں کو دودھ نہیں پلاتا.... عورتوں کے دوش بدوش باورچی خانے میں جھک نہیں مارتا.... عورتوں کے دوش بدوش گھر کی صفائی نہیں کرتا.... بچوں کے کپڑے نہیں دھوتا.... اس وقت وہ پلنگ پر لیٹ کر چین کی بنسی بجاتا ہے یا دوستوں کو سمیٹ کر تاش کھیلنے لگتا ہے.... سبحان اللہ.... عورت اسی لئے مرد سے برتر ہے کہ اس نے دوہری ذمہ داریاں سمیٹ رکھی ہیں! یہی وجہ ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں نہ تو گنجی ہوتی ہیں اور نہ توندیں رکھتی ہیں--- سبحان اللہ--- بلکہ ماشاء اللہ---!"

اس بار بہت زور و شور سے تالیاں بجیں! مجمع سے کچھ جلے بھنے ہوئے لوگ "بیٹھ جاؤ....! بیٹھ جاؤ!" کے نعرے بھی لگا رہے تھے! اتنی دیر میں جج صاحبان فیصلہ مرتب کر کے اپنی جگہوں پر واپس آ گئے--- سردار داراب بہت زیادہ بے چین نظر آ رہا تھا--- یک بیک وہ اٹھ کر مائک میں بولا۔ "خواتین و حضرات.... ڈاکٹر صاحب اس وقت مزاح کے موڈ میں تھے! بہر حال انہوں نے آپ کو فیصلے کے انتظار میں بور ہونے سے بچا لیا! ہم ڈاکٹر صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اب

آپ معزز جج صاحبان کا فیصلہ سنیے!...."

"نہیں پہلے صدارتی تقریر---!" کسی نے مجمع سے ہانک لگائی.... عمران اتنی دیر میں اپنی جگہ پر واپس جا چکا تھا---

"صدارتی تقریر....؟" سردار داراب نے کہا! "صدارتی تقریر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... کیونکہ صدر کے لئے کوئی انعام ہی نہیں رکھا گیا!---اور پھر صدر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ موضوع کی مخالفت یا موافقت کرے.... بوڑھا صدر اپنے ستر سالہ تجربات کی بنا پر صرف یہ کہہ سکتا ہے.... ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے برتر نہیں ہے!.... عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں.... اور جج صاحبان اب فیصلہ سنیے....!"

اس کے بعد اس نے اول، دوئم اور سوئم آنے والی لڑکیوں کے ناموں کا اعلان کیا۔

واپسی پر سردار داراب عمران پر بری طرح برس رہا تھا۔ بلقیس اور شاہدہ ہنس رہی تھیں۔

"ارے جناب آپ نے کون سی بھلائی کی تھی میرے ساتھ۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اب میں سوچتا ہوں کہ مجھ پر ہارٹ اٹیک کیوں نہیں ہوا۔"

"تمہاری وجہ سے میری بڑی بے عزتی ہوئی۔"

"اور آپ کی وجہ سے میرا ہارٹ فیل ہو گیا ہوتا تو میں کس سے شکایت کرتا۔ خدا کی پناہ زبانی بولنا.... یہ حادثہ بھی میرے لئے یادگار رہے گا۔ مجھے حیرت ہے کہ حاضرین نے میرے آٹو گراف کیوں نہیں لئے...."

"میں بھی اس تجویز سے متفق ہوں۔" شاہدہ نے کہا۔ "میں سوچ رہی ہوں کہ آپ کو کیسل کے میوزیم کے لئے اسپرٹ میں محفوظ کر لیا جائے۔" بلقیس بول پڑی۔ دفعتاً وہ سب چلتے چلتے رک گئے قریب ہی کہیں سے کچھ اس قسم کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کوئی بند دروازہ ہلایا جا رہا ہو۔

"ارے.... یہ ہم کدھر آ گئے۔" شاہدہ نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"اوہ.... سب بکواس ہے....." سردار داراب کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ "کوئی بے ہودہ آدمی ہم سب کو ہراساں کرنا چاہتا ہے۔ میں کسی دن اسے گولی.... مار دوں گا۔"

"کیا قصہ ہے۔" عمران نے شاہدہ سے پوچھا۔

"آسیب والا پھاٹک۔" شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ آسیب زدہ ہے۔" پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر سردار داراب کے قریب پہنچ گئی۔ بلقیس نے بھی قدم بڑھائے اور عمران دبی دبی آواز میں بولا.... "ارے تو تم لوگ مجھے کیوں موت کے منہ میں چھوڑے جا رہے ہو۔"

وہ تینوں پھر رک گئے اور عمران تقریباً دوڑتا ہوا ان کے پاس جا پہنچا۔ آوازیں اب بھی

آ رہی تھیں۔ لیکن اب ان کے ساتھ ہی ساتھ کسی بھیڑیے کے بولنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تم لوگ خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بناتے ہو۔" سردار داراب بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہاں کسی طرح کوئی بھیڑیا ہی پہنچ گیا ہو۔"

"مگر بابا، دروازہ کوئی آدمی ہی ہلاتا ہے۔" شاہدہ بولی۔

"کل بھی میں نے اسے کھلوا کر دیکھا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔"

"آپ اندر کب گئے تھے۔ آپ تو پھاٹک ہی پر کھڑے رہے تھے۔"

"وہاں اس ویرانے میں گھس کر اپنے کپڑے خراب کرتا۔ کیوں؟"

"کسی اور کو اندر بھیجنا چاہیے تھا۔"

"سبھی کم بخت اسے آسیب زدہ سمجھتے ہیں جاتا کون۔"

"یہ کیا قصہ ہے جناب؟" عمران نے پوچھا۔

"انہیں لوگوں سے پوچھئے۔" سردار داراب نے بیزاری سے کہا۔ "مجھے اس قصے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے....."

"خیر..... نہ بتائیے۔ آپ نے مجھے کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے..... گویا....."

کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر وہ جلد ہی رہائشی عمارت میں پہنچ گئے۔ سردار داراب تو اپنی خواب گاہ میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور وہ تینوں ڈائننگ روم میں آ بیٹھے۔

"آپ کی تقریر بالکل چوپٹ تھی۔" عمران نے شاہدہ سے کہا۔

"شکریہ۔" شاہدہ نے جواب دیا "آپ سے تعریف کرنے کو کس نے کہا تھا؟"

"کوئی بات نہیں ہے..... یہ لوہے والا پھاٹک کیا بلا ہے؟"

"ایک عمارت کا پھاٹک جو استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے صحن میں اچھا خاصا جنگل اگ آیا ہے۔ ادھر پچھلے پندرہ دنوں سے وہاں سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگی ہیں۔ رات گئے لوہے کا پھاٹک اس طرح ہلنے لگتا ہے جیسے کوئی آدمی اسے ہلا رہا ہو۔"

"اس لئے وہ آسیب زدہ قرار دیا گیا ہے۔"

"پھر آپ اور کیا کہیں گے.....؟"

"مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کہوں۔ ہوگا آسیب ہی ہوگا۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ یہاں کوئی بہت بڑی واردات ہونے والی ہے۔ سردار داراب اپنی دھن میں ہیں لیکن انہیں پچھتانے کا بھی موقع نہ مل سکے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بتانے سے پہلے میں پھر انہیں سوالات پر زور دوں گا جو میں نے آج دوپہر کو کئے تھے۔"

شاہدہ کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں زبان سے کوئی بات نکل ہی نہ جائے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد سردار داراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا۔ کھانے کے دوران میں خاموشی ہی رہی۔ شاید وہ بلقیس کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔ غالباً بلقیس نے بھی محسوس کر لیا تھا لہٰذا وہ کھانے کے بعد وہاں نہیں ٹھہری۔

"بابا۔" شاہدہ نے اسے مخاطب کیا۔ "یہ کہتے ہیں کہ معاہدے کے علاوہ کوئی دوسرا معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"ہاں مجھے بھی معلوم ہے....."

"تو کیا آپ انہیں دوسرے معاملے کے متعلق نہیں بتائیں گے۔"

"کیسا دوسرا معاملہ۔" سردار داراب اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ "اگر تم کسی دوسرے معاملے سے واقف ہو تو ضرور بتا دو۔"

"میں آپ کے کسی معاملے سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس معاملے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتی۔"

"نہ یہ اپنی زبان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ آپ۔" عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ "میرے خیال سے آپ دونوں پہلے اپنی زبانوں کا بیمہ کرا لیجئے تاکہ اگر کچھ کہتے وقت آپ کی زبانوں کے پرخچے اڑ جائیں تو نقصان کی ذمہ داری بیمہ کمپنی پر عائد ہو۔"

"تم الو ہو۔" سردار داراب نے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ عمران اور شاہدہ تنہا رہ گئے۔

"اگر اب الو بولنا شروع کرے گا تو یہ عمارت ویران ہو جائے گی....." عمران الوؤں کی طرح دیدے نچا کر بولا۔

"سنئے عمران صاحب....."

"سنائیے شاہدہ صاحبہ..... ورنہ اگر میں پاگل نہ ہوا تب بھی اپنے کپڑے چیر پھاڑ کر جنگل کی راہ لوں گا۔"

"آپ بولتے بہت ہیں۔"

"خیر اب نہ بولوں گا۔ لیکن میں جس کام کے لئے آیا ہوں۔"

"ٹھہریئے...... میں بتاتی ہوں...... بابا اس دن شام کو ایک وصیت نامے پر دستخط کرنے والے تھے۔"

"ہا...... ہمپ......"

"اور کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کس قسم کی وصیت مرتب کی ہے۔"

"آپ بھی نہیں جانتیں......"

"نہیں...... میں بھی نہیں جانتی۔"

"پھر آپ نے اسے چھپانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"سنیئے...... میں نہیں چاہتی تھی کہ اپنی زبان سے کچھ کہوں۔ بابا کے سارے عزیز مجھ سے محض اس بنا پر جلتے ہیں کہ بابا کو میں بہت عزیز ہوں۔ وہ جہاں بھی رہتے ہیں صرف مجھے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بابا...... نے وہ وصیت تمہارے ہی حق میں کی ہو گی......"

"خدا جانے...... میں یہ جاننا ہی نہیں چاہتی اور نہ یہ چاہتی ہوں کہ بابا میرے حق میں کوئی وصیت کریں۔ میں دوسرے حقداروں کو مایوس نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"آپ یہ اس لئے کہہ رہی ہیں کہ آپ پر کوئی حرف نہ آئے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور شاہدہ بری طرح بھڑک اٹھی۔ اس نے چیلنج دے کر کہا۔ "اسی لئے میں اپنی زبان سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"مگر اب مجبوری ہے۔" عمران مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ "آپ تو کر ہی چکی ہو تذکرہ۔"

"مجھے صرف بابا عزیز ہیں...... میں ان کے لئے مر بھی سکتی ہوں۔ -- مجھے ان کی دولت کی پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ مفلس آدمی ہوتے تو بھی میں ان سے اسی طرح محبت کرتی کیونکہ ان کی روح تو مفلسی میں بھی اتنی ہی عظیم ہوتی۔"

"یہ عظیم روح کیا چیز ہے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "میں نے عظیم الدین سنا ہے...... عظیم اللہ سنا ہے۔ مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم سنا ہے لیکن یہ عظیم روح......"

"آپ کریک ہیں۔"

"بیشک ہوں...... مگر...... عظیم...... خیر چھوڑیئے۔ ہاں تو ذرا بابا کے ایسے اعزا کی فہرست بھی مرتب کر دیجئے جنہیں کسی وصیت نامے سے دلچسپی ہو سکے۔"

"اب اس سے مجھے معاف ہی رکھیئے۔"

"میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بچھو آپ ہی نے رکھے تھے۔"

"آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں اگر آپ کو حالات کا علم ہو جائے۔"

"ہو جائے علم۔ میں ہرگز نہیں کہوں گا۔"

"سگار کا ڈبہ میں ہی بابا کی خوابگاہ سے اٹھا کر لائی تھی۔ انہوں نے خود نکالنے کی بجائے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کے لئے ایک سگار نکال دوں۔"

"آہم......" عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "پوری پوزیشن سمجھایئے مجھے...... کیا یہ ضروری تھا کہ وہ بچھو ان کے ہاتھ میں ڈنک مار ہی دیتے۔ آخر آپ کیسے محفوظ رہی تھیں......؟"

"میں نے اس پر بہت سوچا ہے عمران صاحب اور سو فیصدی میں ہی مجرم ثابت ہوتی ہوں۔"

"اوہو...... اسے چھوڑیئے۔ اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ آپ نہیں۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ شاہدہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی...... "ایسا ممکن تھا کہ بابا کا ہاتھ بیکار ہو جاتا۔ وہ جب پڑھنے میں محو ہوتے ہیں تو ٹٹول کر سگار کا ڈبہ کھولتے ہیں۔ اسے دیکھے بغیر...... ناشتے سے پہلے سگار نہیں پیتے اور ناشتہ عموماً لائبریری ہی میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی لائبریری ہی میں ان کے ساتھ ناشتہ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دن بھی یہی ہوا تھا۔ اب بتایئے...... آپ کیا سوچیں گے؟"

"کیا ان کی خوابگاہ میں ہر ایک جا سکتا ہے؟"

"نہیں۔ میں جانتی ہوں یا ان کا خصوصی خادم نعیم یا پھر وہ جس سے کہیں......!"

"یہ نعیم کہاں ملے گا؟"

"کیا اسے بلواؤں......"

"نہیں۔ میں پوچھنا چاہتا تھا کہ کہاں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

"بابا کا خصوصی خادم ہونے کی بنا پر وہ یہیں سوتا بھی ہے۔ بابا کی خوابگاہ کے برابر اس کا کمرہ ہے تاکہ رات کو بھی وہ انہیں اٹنڈ کر سکے۔"

"اچھا۔" عمران سر ہلا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "داراب کیبل میں سردار صاحب کے کتنے اعزہ رہتے ہیں۔"

"آپ خود معلوم کر لیجئے۔"

"تم نے وہ بچھو نہیں رکھے تھے؟"

"نہیں......"

"کیا تم سردار داراب کے لئے جان دے سکتی ہو؟"

"ہاں اگر ضرورت پڑے۔ میں ان سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں۔"

"لیکن تم ان کی جان بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں.... کیوں.... میں تم سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ضروری ہے۔ مجھے ان اعزہ کی فہرست چاہیے جو کیسل کی حدود میں رہتے ہیں۔ ویسے بھی اگر کوئی حقدار کہیں باہر ہو تو اس کا نام بھی تم لے سکتی ہو۔"

"بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ بابا سے گفتگو کریں۔"

"بابا.... اخروٹ ہیں...."

"کیا مطلب...."

"ہارڈ نٹ۔ میں عموماً جاسوسی ناولوں کی زبان استعمال کرتا ہوں۔"

"کچھ ایسی ہی بات ہے کہ میں تفصیل سے نہ بتا سکوں گی.... اعزہ کے متعلق وہ ضرور بتا دیں گے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کریں گے۔"

"پھر میں انہیں سے پوچھ لوں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کیسل کی حدود میں تمہارے یا ڈاکٹر نجیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔"

"ہے.... بابا سے پوچھئے گا۔"

"ارے تو تم ہی بتا دو گی تو کیا ہو جائے گا۔ کیا تم بھی بابا ہی کی طرح کریک ہو۔"

"آپ بہت بدتمیز ہیں۔ آپ کو گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ کسی کی کوئی حیثیت ہی نہیں سمجھتے!"

"میری عادت ہے ہمیشہ سچی بات کہتا ہوں۔"

"میں آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتی۔"

"میں خود بھی نہیں کرنا چاہتا۔" عمران آنکھیں بند کر کے اپنی کنپٹیاں رگڑتا ہوا بولا۔ "اتنی سی دیر میں تم نے میرے دماغ کی چولیں ہلا دیں.... ٹائیں ٹائیں کسی طرح رکتی ہی نہیں لاحول ولا قوۃ.... بڑی بوڑھیوں سے سنتا آیا ہوں کہ کنواری لڑکیوں کو نہ عطر لگانا چاہیے اور نہ زیادہ ٹائیں ٹائیں کرنا چاہیے ورنہ آسمان ٹوٹ پڑتا ہے سر پر.... لہٰذا قبل اس کے کہ آسمان ٹوٹے میں کھسک جانا چاہتا ہوں.... ٹاٹا...."

(۷)

عمران ڈائننگ ہال سے نکل کر اس کمرے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سردار داراب رات

کے کھانے کے بعد شطرنج کھیلا کرتا تھا لیکن آج یہاں اندھیرا نظر آیا.... شائد سردار داراب تھک گیا تھا۔

عمران اپنے کمرے کی طرف چل پڑا.... کمرے میں داخل ہوئے مشکل سے تین منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی....

"آ جاؤ...." عمران نے کہا۔

ایک نوکر نے اندر آ کر کہا۔ "کیا آپ عقیل صاحب سے ملنا پسند کریں گے۔"

"کون.... عقیل صاحب؟ میں نہیں جانتا...."

"مینار والے...."

"مینار والے۔" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں.... مجھ سے نہیں بنا.... آپ ہی.... میں اسے مینار ہی کہتا ہوں۔"

"اوہو.... آبزرویٹری.... عقیل.... وہ تو نہیں.... جو لمبے سے ہیں۔"

"جی ہاں.... وہی...."

"بھیج دو۔ میں ان سے ملوں گا...."

نوکر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی لمبا آدمی کمرے میں داخل ہوا جس کے متعلق سردار داراب نے بتایا تھا کہ وہ آبزرویٹری میں کام کرتا ہے.... عمران نے کرسی سے اٹھ کر بڑے احترام سے اس کا استقبال کیا۔

"میں نے بے وقت آپ کو تکلیف دی ہے۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔

"کوئی بات نہیں جناب.... تشریف رکھیے...."

"وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ "کالج میں آپ کی تقریر بڑی شاندار تھی۔ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے۔"

"شکریہ! جناب! وہ تقریر تو میں نے بہت جلدی میں کی تھی۔ کسی دن تیار کر کے آپ کو تقریر سناؤں گا۔"

"مگر جناب۔ آپ بہت ہمت والے ہیں!" عقیل بولا! "کمال ہے! میرے حلق سے تو آواز بھی نہیں نکلتی.... اور آپ نے اتنی بے تکلفی سے عورتوں کی دھجیاں اڑا دیں!...."

"اس میں ہمت کی کیا بات ہے۔"

"دیکھئے بتاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے آپ کو علم نہ رہا ہو گا کہ آپ کو تقریر بھی کرنی پڑے گی۔ سردار صاحب کچھ اسی قسم کے آدمی ہیں.... لیکن مجھے حیرت ہے کہ آپ کو سردار صاحب کے غصے کا بھی خیال نہ آیا اور آپ اپنی رو میں بولتے ہی رہے۔"

"میں نے انہیں کی خواہش پر تقریر شروع کی تھی۔"

"کچھ بھی ہو۔ آپ کافی مضبوط قسم کے اعصاب رکھتے ہیں اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں۔"

"بہت خوب! آپ اس لئے تشریف لائے ہیں کہ میں مضبوط قسم کے اعصاب کا مالک ہوں۔"

"جی ہاں! دراصل مجھے ایک مضبوط دل والے ساتھی کی ضرورت ہے!"

عمران خاموش رہا..... عقیل پھر بولا! "میں رات کو پرانی حویلی میں گھسنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی آپ ادھر ہی سے گذر کر آئے ہیں! میں آپ لوگوں کے پیچھے تھا آپ لوگ دروازہ جلنے کی آواز سن کر رک گئے تھے....."

"اوہ--- اچھا! وہ آسیب زدہ عمارت....."

"جی ہاں!--- مجھے بھوتوں سے ملنے کا بڑا شوق ہے!"

"یعنی آپ کو بھوتوں پر یقین نہیں ہے۔" عمران نے کہا!

"ایک فیصد بھی نہیں! لہٰذا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دروازہ کون جلاتا ہے اور وہ کیسل والوں کو کیوں خوفزدہ کرنا چاہتا ہے....."

"کیسل والوں کو تو آپ بھی خوفزدہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں؟" عقیل یک بیک چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔ "میں کیوں اور کس طرح خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"آسمانی روشنیوں کا تذکرہ کرکے--- بھلا چاندنی رات میں آسمان پر کسی دوسری روشنی کا دھبہ کب نظر آتا ہے!" عقیل ہنسنے لگا!..... پھر بولا۔ "میں دراصل..... اس کام کے لئے سردار صاحب کو تیار کرنا چاہتا تھا۔ وہ بھی کافی مضبوط اعصاب کے آدمی ہیں۔ اس بڑھاپے میں بھی وہ آسیبوں سے قطعی متاثر نہیں ہیں! میں انہیں اسی بہانے سے..... آبزرویٹری تک لے جانا چاہتا تھا--- وہاں پہنچ کر انہیں موڈ میں لانے کی کوشش کرتا۔ پھر ہم دونوں آسیبوں کی تلاش میں روانہ ہو جاتے!"

"اچھا!....." عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! "مگر وہ راستے میں یک بیک ہوا سے کیوں لڑنے لگے تھے..... اور آپ کو واپس کیوں کر دیا تھا۔"

"اوہو--- آپ کو کیسے معلوم ہوا..... وہ کسی بات کا تذکرہ دوسروں سے نہیں کرتے!"

"میں ان کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں نا! اس لئے ہر وقت دم کے ساتھ پیچھے لگا رہتا ہوں! ایک پرائیویٹ سیکرٹری کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے۔"

"کمال ہے....." اس نے متحیرانہ انداز میں سر ہلا کر کہا..... پھر بولا۔ "شاید وہ آپ ہی کی

بات پر بھڑک گئے تھے!"

"مگر بھڑکے کیوں تھے..... کیا انہیں یہاں کسی قسم کا خطرہ ہے۔"

"خدا جانے--- سردار صاحب کو سمجھنا بہت مشکل ہے..... ہو سکتا ہے وہ مجھے بیوقوف بنانے اور خوف زدہ کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہوں....."

"کیا وہ اس قسم کی حرکتیں بھی کرتے ہیں!"

"انتہائی سنجیدگی سے..... آخر وقت تک آپ کو علم نہیں ہو سکتا کہ ان کے ذہن میں کیا ہے---؟"

"خیر ہٹایئے! ہاں تو آپ صرف آبزرویٹری میں کام کرتے ہیں!"

"جی ہاں!--- میں نے فلکیات کا کافی مطالعہ کیا ہے! میرے پاس اس سبجیکٹ کی ڈگریاں بھی ہیں۔ سردار صاحب میں ایک بڑی اچھائی ہے..... وہ بے تحمیل کی دھن--- وہ ہر کام کو اس کی انتہا تک پہنچا دیتے ہیں..... میرا رجحان فلکیات کی طرف دیکھ کر میرے لئے ایک آبزرویٹری تیار کرا دی..... ہزاروں روپے خرچ کر کے آلات خریدے--!"

"کیوں---!" عمران نے حیرت سے کہا "کیا وہ آپ کے عزیز ہیں؟....."

"جی ہاں---!"

"کیا رشتہ ہے---؟"

"وہ--- دیکھئے! آپ شاہدہ سے تو ملے ہی ہوں گے..... میں اسکا سوتیلا بھائی ہوں....."

"اوہ..... اچھا!....." عمران کی آنکھیں نکل پڑیں!--- وہ سوچ رہا تھا کہ کیا یہی بات شاہدہ اسے نہیں بتا سکتی تھی! آخر اس نے چھپایا کیوں اور یہ کیوں کہا کہ سردار دراب ہی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں!--- اور پھر اسے سردار کا طنز یاد آیا..... اس نے عقیل کے عزیزوں کے سے انداز میں گفتگو نہیں کی تھی! بلکہ طرز تخاطب مالکانہ تھا اور ساتھ ہی عقیل نے بھی کچھ اسی انداز میں گفتگو کی جیسے اس کا ملازم ہو۔

"ہاں--- تو آپ اس آسیب زدہ عمارت میں جانا چاہتے ہیں۔"

"یقیناً یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے۔"

"لیکن اگر سردار کو اس کی اطلاع ہو گئی تو کیا ہو گا۔"

"کچھ بھی نہیں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ پر الزام نہیں آنے دوں گا۔"

"اچھا تو پھر کل رات پر رکھیے!---" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کل!" عقیل کے لہجے میں مایوسی تھی۔ "خیر کل ہی سہی! لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ ہم قیامت تک وہاں نہ جا سکیں گے!"

"کیوں؟"

"اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا! یہ دراصل سردار صاحب کے موڈ پر منحصر ہے۔ پتہ نہیں اس وقت ان کا موڈ کیسا ہو جب یہ خبر ان تک پہنچے! لہٰذا ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے اس قسم کے خدشات لاحق ہوں!"

"سردار صاحب آپ کے دادا ہوئے۔ کیا آپ انہیں دادا نہیں کہتے؟"

"نہیں! میں انہیں صرف سردار صاحب کہتا ہوں! بچپن ہی سے! لیکن انہیں کبھی اس پر اعتراض نہیں ہوا۔"

"بہت شاندار آدمی ہیں سردار داراب۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایک بار میں نے پیار سے اپنے والد صاحب کا سر سہلا دیا تھا تو انہوں نے اس زور کا چانٹا مارا تھا کہ آج تک ہر قسم کے والدین کا سامنا ہوتے ہی روح لرزنے لگتی ہے۔"

عقیل ہنسنے لگا۔ اس کے سفید دانت کسی بھیڑیے کے دانتوں کا تصور پیش کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دوسرے دن ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا!

(۹)

"سردار صاحب....!" عمران نے سردار داراب کو مخاطب کیا، جو اپنی رائفل کی نال صاف کر رہا تھا!

"کیا ہے.... کیوں آئے ہو....؟" اس نے ایک آنکھ بند کر کے دوسری رائفل کی نال سے لگاتے ہوئے کہا!

"یہ عقیل آپ کا کون ہے....؟"

سردار داراب نے ایک طویل سانس لے کر رائفل کی نال میز پر رکھ دی! اور عمران کی طرف مڑا.... "کیوں؟"

"یونہی تفریحاً پوچھ رہا ہوں! ویسے میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔"

"بیٹھ جاؤ!" سردار داراب نے خلاف توقع نرم لہجے میں کہا! عمران بیٹھ گیا! سردار اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"تو تم نے بہتیری معلومات حاصل کر لی ہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن میرے خیال میں عقیل خارج از بحث ہے...."

"کیوں؟"

"تب پھر تمہیں! عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم؟"

"وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے!"

"کون کہتا ہے....؟"

"خود عقیل نے مجھے بتایا تھا....؟"

"اور کیا بتایا تھا...."

"اور کچھ بھی نہیں...."

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے! ایک ایسی عورت کا بیٹا جو غیر منکوحہ تھی!"

"اوہ — تب تو وہ قطعی خارج از بحث ہے۔ مگر سردار صاحب یہ بچھوؤں والا معاملہ تو وصیت نامہ کے سلسلے میں بھی خامیاں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت نامے کی تکمیل کر سکتے تھے۔"

"میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کسی پرائیویٹ سراغرساں کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہیں سے مدد لی جائے! میں اپنا اطمینان کئے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں نہیں لانا چاہتا! سب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ آخر وہ بچھو سگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا!"

"میں عنقریب معلوم کر لوں گا! آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کرا دیجئے، جو کیسل میں رہتے ہیں.... یا کیسل کے باہر.... میرا مطلب ہے ایسے اعزہ کے نام جو آپ کے وارث ہو سکتے ہوں!"

"ایسے اعزہ میں! شاہدہ، نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں ہے!"

"سجاد کون.... ! مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم!"

"میرا ایک اپاہج بھائی....! جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی حصے والی پیلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاہج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لئے دو خادم ہیں....! مگر عمران.... وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائن پر مت سوچو! اگر میں اس تاریخ کو اس پر دستخط نہ کر پاتا تو فرق کیا پڑتا!"

"یہی اس کیس کا خاص نکتہ ہے.... ہو سکتا ہے کہ کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔"

"تب تو پھر وہ فرق پڑ چکا ہوگا! کیونکہ میں نے ابھی تک وصیت نامے پر دستخط کر کے اس کے استحکام کے لئے کارروائیاں نہیں کیں!..... جس نے بھی بچھو رکھے تھے وہ اس بات سے واقف تھا کہ میں اس دن وصیت نامے پر دستخط کروں گا۔ لہٰذا وہ اس سے بھی واقف ہوگا کہ میں نے دستخط نہیں کئے!"

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت وقتی طور پر آپ کو دستخط کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہو!"

"میں اس کے امکانات پر بھی غور کر چکا ہوں!"

"یعنی اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا!" عمران نے پوچھا!

"قطعی نہیں!— میں کسی کی حق تلفی کبھی نہیں کروں گا! سب اسے جانتے ہیں! اپنی میرے اعزہ— میں ان پر یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ میری ایک ایک کوڑی ان میں تقسیم ہو جائے گی۔ پھر آخر اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"ممکن ہے کوئی آپ کی ساری املاک اکیلے ہی ہڑپ کرنا چاہتا ہو!"

"لیکن وہ اتنا احمق بھی نہ ہوگا کہ اسے قانونی چارہ جوئی کا ڈر نہ ہو! اگر میں کسی ایک کو اپنی ساری املاک دے بھی دوں تو— میرے مرنے کے بعد دوسرے حقدار قانونی چارہ جوئی کر کے اپنے حصے نکال لیں گے! لیکن بچھو کیوں؟....."

"بچھو تو اس وقت تک میرے ذہن میں ڈنک مارتے رہیں گے جب تک کہ میں معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ جاؤں! کیا خیال ہے۔"

"شاہدہ صاحبہ رکھ سکتی ہیں بچھو!"

"ہرگز نہیں—! میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا!"

"ڈاکٹر نجیب—!"

"وہ بھی نہیں! حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا لیکن وہ بھی ایسا نہیں کر سکتا! مجھے یقین ہے۔"

"آپ کے بھائی سجاد صاحب!"

"میرا خیال ہے کہ اس میں سازش کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے!"

"یہ نہ کہیے! وہ کسی طرح دوسرے کو بھی آلۂ کار بنا سکتے ہیں! مثال کے طور پر میں عقیل کا نام لوں گا! کیا وہ ان کا آلۂ کار نہیں بن سکتا۔ آپ کی املاک سے ایک حبہ کی بھی توقع نہیں۔ ایک معقول حصے کا وعدہ اسے اس کام پر ابھار سکتا ہے!"

"میں یہ سب کچھ نہیں جانتا! مگر کسی ثبوت کے بغیر یقین کر لینا میرے بس سے باہر

ہے!..... ابھی تک بچھوؤں ہی کا مقصد واضح نہیں ہوا۔ تم خواہ مخواہ چھلانگیں لگا رہے ہو!"

"میں اسی طرح چھلانگیں لگاتے لگاتے کہیں نہ کہیں قدم جما ہی لیتا ہوں!"

"ضرور جماؤ! میں منع نہیں کرتا!....." سردار داراب نے کہا اور پھر رائفل کی نال صاف کرنے میں مشغول ہو گیا۔

(۱۰)

عمران مغربی گوشے والی زرد عمارت کے سامنے رک گیا..... عمارت مختصر سی مگر خوبصورت تھی!..... یہاں ساری ہی عمارتوں میں سلیقے اور نفاست کو دخل تھا!

ایک ملازم نے اسے سردار داراب کے اپاہج بھائی سجاد کے پاس پہنچا دیا! وہ اس وقت ایک آرام کرسی میں پڑا ہوا تھا..... اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہوگی!..... چہرے پر کچھ اس قسم کی توانائی تھی کہ وہ اپاہج معلوم نہیں ہوتا تھا! اس نے اپنے پیر کمبل میں لپیٹ رکھے تھے— عمران کو اس کا جسم بھی کافی توانا معلوم ہوا..... اس کے بازو بھرے ہوئے تھے۔ اور سینہ کافی فراخ تھا! آنکھیں سرخ تھیں!..... چہرے پر گھنی ڈاڑھی اور اوپر چڑھی ہوئی موٹی مونچھیں تھیں!

"تشریف رکھیے! میں نے آپ کو پہچانا نہیں!....." اس نے مسکرا کر کہا!

"میں سردار صاحب کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں!"

"اوہ— اچھا! کیسے تکلیف کی—!"

"کچھ نہیں یونہی ملنے چلا آیا۔ اب جب کہ مجھے یہاں رہنا ہی ہے تو سب سے جان پہچان پیدا کرنی چاہیے!"

"ٹھیک ہے..... یہ تو بہت ضروری بات ہے!" سجاد نے جواب دیا پھر اس نے کسی نوکر کو آواز دی۔ جو جلد ہی واپس پہنچ گیا! عجیب ہیئت میں..... اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ڈوری تھی جس میں دس پندرہ بڑے بڑے زندہ بچھو لٹک رہے تھے—! عمران نے اس طرح اپنے ہونٹ سکوڑ لئے جیسے سیٹی بجانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

مگر دوسرے ہی لمحہ میں سجاد کی چنگھاڑ سے سارا کمرہ گونجنے لگا! وہ نوکر پر برس رہا تھا!

"ابے تجھے کب عقل آئے گی الو کے پٹھے! کیا! نہیں رکھ کر نہیں آ سکتا تھا۔ صورت حرام کتے کے پلے!"

"صاحب! یہ ابھی آئے ہیں.....!" نوکر مردہ سی آواز میں بیزار سے لہجے میں بولا! "میں

الجھن رکھے جارہا تھا کہ آپ نے آواز دی!"

"آواز کے بچے!---دفع ہو جاؤ.... اصغر سے کہو کہ سیکرٹری صاحب کے لئے چائے تیار کرے.... سالو کے پٹھے!" نوکر چپ چاپ چلا گیا!

سجاد بہت زیادہ غصے میں تھا اور اسے ٹھنڈا ہونے میں تقریباً پانچ منٹ لگے۔ اس دوران میں وہ عمران کو کچھ اس انداز میں بار بار گھورتا رہا جیسے وہ بدتمیز نوکر کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو!

"سیکرٹری صاحب!" دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "یہاں اچھے نوکروں کے علاوہ اور سب کچھ مل سکتا ہے! یہ کم بخت اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ ان کی شکلیں دیکھی جائیں!"

"جی ہاں!" عمران سر ہلا کر بولا! "یہ واقعی بیہودگی ہے! اگر وہ کم بخت مداری ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کو بھی ان بچکانے کھیلوں سے دلچسپی ہو!"

"ارے لاحول ولا قوۃ.... آپ بھی کمال کرتے ہیں!" وہ زبردستی مسکرایا۔ "نہ وہ مداری ہے اور نہ مجھے ایسی کھیلوں سے دلچسپی ہے!.... وہ تو دوا کے لئے منگوائے ہیں میں نے---میری ٹانگیں بالکل ہی بیجان نہیں ہیں۔ ان میں سردیوں کے زمانے میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ زندگی محال نظر آنے لگتی ہے! بچھوؤں کے تیل سے آرام رہتا ہے....!"

"یقیناً رہتا ہوگا!.... بچھو بہت گرم ہوتے ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا!

"بچھو ہی نہیں مسٹر! اس میں اور بھی گرم چیزیں پڑتی ہیں اور بھی کیڑے مکوڑے شامل ہیں! شیر کی چربی.... گوہ کی چربی.... اور سونا مچھلی.... اور نہ جانے کیا کیا اللا بلا.... بڑا قیمتی تیل ہوتا ہے.... ایک بار سامان اکٹھا کیا تھا.... مگر کچھ بچھو کم پڑ گئے.... انہیں گدھوں کی غفلت کی وجہ سے نکل بھاگے! مجھے تو راتوں کو نیند نہیں آتی.... اگر ان کرتے ہوئے بچھوؤں میں سے کوئی پلنگ پر چڑھ آئے تو...." وہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر خاموش ہو گیا!

"یہ واقعی تشویش کی بات ہے!" عمران فکرمندانہ لہجے میں بولا! چند لمحے خاموش رہا پھر بولا! "کتنے عرصے کی بات ہے! میرا مطلب یہ ہے کہ بعض اقسام کے بچھو.... اپنے مخصوص ٹھکانے سے الگ ہونے کے بعد چند روز سے زیادہ زندہ نہیں رہتے!"

"اوہو---اب تو وہ ابھی زندہ ہوں گے!" سجاد نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا! "یہ پچھلے ہی ہفتے کی بات ہے تاریخ مجھے یاد نہیں---!"

"تب تو وہ جناب ابھی زندہ ہی ہوں گے---!"

"اللہ مالک ہے!" سجاد نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا! "مشیت.... میں کسے دخل ہو سکتا ہے.... اب یہ دیکھئے...." سجاد نے اپنے پیروں پر سے کمبل ہٹا دیا۔ اس کی پتلی پتلی ٹانگیں

بھاری بھر کم جسم پر عجیب معلوم ہو رہی تھیں۔

"مجھے ان پیروں پر ہنسی آتی ہے!" سجاد مسکرا کر بولا! "آپ خود دیکھئے.... ہے نا مضحکہ خیز بات.... کمر سے اوپر میں ہاتھی ہوں.... اور کمر سے نیچے ہرن...."

عمران کے چہرے پر گہرے غم کے آثار نظر آنے لگے.... اور اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا! "ٹھیک ہے جناب مشیت میں کسے دخل ہو سکتا ہے!"

"آپ اس سے پہلے کہاں تھے سیکرٹری صاحب!" سجاد نے دفعتاً خلوص سے کہا! "نہ جانے کیوں آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے!"

"ارے یہاں آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں اپنے گھر ہی میں ہوں! عقیل صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے!.... ڈاکٹر نجیب صاحب بھی یہی کہہ رہے تھے!.... سردار صاحب مگر نہیں سردار صاحب بھی مجھے پسند کرتے ہیں اور بھی ناپسند!"

"وہ بہت اچھے آدمی ہیں سیکرٹری صاحب!" سجاد نے محبت آمیز لہجے میں کہا! "آہستہ آہستہ ان سے واقف ہوں گے۔ وہ دل کے برے نہیں ہیں.... اور زبان کا کیا!.... دل صاف ہونا چاہئے.... کیوں جناب!"

"درست فرمایا....!"

"لیکن ٹھہرئیے---! ابھی آپ نے عقیل کا نام لیا تھا!.... کیا اس نے آپ سے گھل مل جانے کی کوشش کی تھی؟"

"جی ہاں---وہ بہت اچھے آدمی ہیں!"

"دنیا کا کوئی آدمی برا نہیں ہے جناب! لیکن.... آپ اس کے چکر میں ہرگز نہ پڑئیے گا ورنہ آپ کو ملازمت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے! میں آج تک سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے.... مگر میں یہ بات فضول ہی کہہ رہا ہوں.... جس کی اصلیت میں فرق ہو!"

"میں نہیں سمجھا! اصلیت سے کیا مراد ہے آپ کی!"

"کچھ نہیں جانے دیجئے! یہ ہمارے لئے کوئی قابل تحریر بات نہیں ہے! بہر حال میں آپ کو ایک مفید مشورہ دے رہا ہوں.... اس سے زیادہ ربط و ضبط نہ رکھیے گا ورنہ نقصان کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا!"

"میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا---!"

(11)

آسمان ابر آلود ہونے کی بنا پر رات تاریک تھی!..... عمران آبزرویٹری کے قریب کھڑا عقیل کا انتظار کر رہا تھا! اس نے اپنی چمکدار ہندسوں والی گھڑی دیکھی۔ ایک بج چکا تھا۔۔۔ داراب کیسل پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

ایک بجکر دس منٹ پر عقیل آبزرویٹری سے باہر آیا۔۔۔ اور عمران کی نبض ٹٹولتا ہوا بولا "دیکھوں آپ کا دل تو نہیں دھڑک رہا.....!" پھر ہنس کر کہا!

"واقعی آپ کافی نڈر آدمی ہیں! آپ کی نبض کی رفتار معمول سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔!"

"یار کیوں باتیں بناتے ہو خود تمہارا دم نکلا جا رہا ہے۔ اتنی دیر لگا دی! او ہو یار.....!"

"آہا.....!" عقیل پھر ہنسا "اچھا آؤ.....!"

وہ دونوں لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے آسیب زدہ عمارت کی طرف روانہ ہو گئے! راستے بھر وہ خاموش ہی رہے۔ عقیل عمارت سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا۔

"ایک بار پھر سوچ لیجئے!" اس نے کہا! "ہم ایک آسیب زدہ عمارت میں داخل ہونے جا رہے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی ایک کو کوئی نقصان پہنچا تو دوسرا اس کے لئے ذمہ دار ہوگا!"

"اور اگر دونوں ساتھ مرے تو.....؟"

"اس کی سو فیصدی ذمہ داری میرے باپ پر ہوگی!" عقیل نے عجیب سے لہجے میں کہا! پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں!"

"آپ کے باپ پر کیوں ہوگی اس کی ذمہ داری!" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا!۔

"کیونکہ اس نے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند کر دیے ہیں! کیا آپ کو ابھی نہیں معلوم ہوا کہ میں حرامی ہوں!"

"ارے لاحول ولا قوۃ۔ کیا باتیں کرتے ہیں آپ بھی!" عمران نے بوکھلا جانے کی ایکٹنگ کی!

"یہ حقیقت ہے! دوست! میں حرامی ہوں! اس لئے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند ہیں!..... میں سردار داراب کے بیٹے کا نطفہ ہوں! لیکن کوئی بھنگن بھی مجھے اپنی فرزندی میں لینا پسند نہیں کرے گی۔۔۔! عمران صاحب میرے دل میں بھی یہ خواہش چٹکیاں لیتی ہے کہ اپنا ایک گھر بناؤں..... ایک خوش اخلاق بیوی ہو! ننھے منے بچے ہوں..... ! زندگی کی بچی مسرتوں کی گنگناہٹ سنوں!..... لیکن کیا کبھی ایسا ہو سکے گا.....!"

"اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو مجھے افسوس ہے مسٹر عقیل!"

"یہ میں نے اس لئے نہیں بتایا کہ آپ افسوس ظاہر کر کے میرا مضحکہ اڑائیں!" عقیل تلخ لہجے میں کہا! "کیا حقیقتاً آپ کو افسوس ہے میں نہیں مان سکتا!..... لولے..... لنگڑے پانچ آدمیوں کے لئے لوگ افسوس کرتے ہیں..... حرامی سے کسی کو بھی ہمدردی نہیں ہوتی..... حالانکہ وہ بھی ہمدردی ہی کے قابل ہوتا ہے!"

"یقیناً..... یقیناً..... لیکن آپ آخر اتنے مایوس کیوں ہیں!" عمران آہستہ سے بولا! "آپ بھی اپنے باپ کے روپے کا اعادہ نہیں کر سکتے!....."

"ہرگز۔۔۔ نہیں! ابھی نہیں!۔۔۔ میں حرامی ضرور ہوں..... لیکن مجھ سے حرامی پن سرزد نہیں ہو سکتا!..... یہ نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی.....!"

"آپ کو سردار داراب سے بھی بڑی نفرت ہوگی قدرتی بات ہے!" عمران نے کہا۔

"ہرگز نہیں!" عقیل بولا "یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں! وہ بڑا عظیم آدمی ہے! عظیم تر! آپ نہیں جانتے.....! اس کے علاوہ دنیا میں اور کسی سے مجھے محبت نہیں! کیونکہ وہی ایک آدمی ہے، جو مجھ سے نفرت نہیں کرتا جسے مجھ سے ہمدردی ہے، جو اکثر میرے لئے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے.....! وہ کہتا ہے..... بیٹے میں تیرے لئے کچھ نہ کر سکا۔۔۔ کیونکہ میں تجھے تیرے صحیح مقام پر نہیں دیکھ سکتا..... میں تیرے لئے گھر نہیں بنا سکتا! میں کچھ نہیں کر سکتا تیرے لئے!"

"آج یہ دروازہ ساکت کیوں ہے مسٹر عقیل!" عمران نے آہنی دروازے کی طرف اشارہ کیا!

"وہ کچھ بھی ہو! لیکن آج میں۔۔۔ دیکھوں گا۔۔۔ میں دیکھوں گا ان آسیبوں کو! آپ یہیں ٹھہرئیے! میں تالا کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے پاس مختلف قسم کی کنجیوں کا گچھا ہے!"

عمران نے کچھ کہنا چاہا! مگر پھر خاموش ہی رہ گیا!

عقیل آگے بڑھ گیا!..... عمران وہیں کھڑا کنجیوں کی کھنکھناہٹ سنتا رہا..... آسمان کا کچھ حصہ کھل گیا تھا! اور اب تاریکی پہلے کی طرح گہری نہیں تھی!

عمران اس لمبے آدمی کے متعلق بہت کچھ سوچ رہا تھا! دفعتاً اس نے اسے واپس آتے دیکھا

"کیوں؟ کیا بات ہے!" عمران نے پوچھا!

"میں نہیں کھولوں گا۔۔۔!"

"کیوں؟"

"کیا فائدہ۔۔۔! اگر یہاں آسیب ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے..... اگر یہ ہمارے کیسل میں

جائیں، تب بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔۔۔ میں کہیں چلا جاؤں گا!"

"مگر میں تو اب جاؤں گا اندر۔۔۔!"

"میں آپ کو نہیں روک سکتا!" عقیل نے کہا اور وہاں سے جانے کے لئے آگے بڑھا!
لیکن عمران اس کا بازو پکڑتا ہوا بولا" آخر یک بیک آپ نے ارادہ کیوں ملتوی کر دیا۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔
یہ دیکھئے آپ کی نبض بھی ٹھیک چل رہی ہے۔ یعنی آپ خوفزدہ نہیں!"

"سنئے جناب! کل کسی کو یہاں کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ ہی تمام میں کہتے پھریں گے
کہ عقیل نے دروازہ کھولا تھا!"

"اوہ۔۔۔۔ ایسی صورت میں بھلا یہ کیسے میری زبان سے نکلے گا جب کہ میں بھی آپ کے
ساتھ ہوں!"

"نہیں مجھے خواہ مخواہ کیا پڑی ہے!"

"اچھی بات ہے! دوست! لیکن میں تم سے یہاں تک آنے کا مقصد معلوم کئے بغیر نہیں
رہوں گا! آخر تم نے پروگرام ہی کیوں بنایا تھا جب کہ کیسل کا ہر فرد اندھیرے میں ادھر آتے
ہوئے کانپتا ہے!"

"اگر میں وجہ نہ بتاؤں تو میرا کیا بگڑے گا!"

"یہ تو مستقبل ہی بتائے گا!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر
آگے بڑھ گیا!

(۱۲)

عمران کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا کہ وہ سگار کیس میں بچھو رکھنے والے کا پتہ لگا لیتا
لیکن سوال تھا مقصد کا۔۔۔۔ اس جرم کا مقصد ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا! بعض
اوقات تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ سب کچھ محض مذاق تھا کسی نے سردار داراب سے ایک
خطرناک قسم کا مذاق کیا تھا۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی کو اس کا کوئی مذاق اسی حد تک گراں گزرا ہو!
کیونکہ سردار داراب کے مذاق قطعی غیر متوقع طور پر ظہور پذیر ہوا کرتے تھے! خود عمران کو بھی
ایک بار اس کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا!۔۔۔ یعنی لڑکیوں کے کالج میں غیر متوقع طور پر تقریر کرنا! یقیناً
وہ عمران کے لئے ایک تشویش کن لمحہ تھا جب سردار نے اچانک تقریر کے لئے اس کے نام کا
اعلان کیا تھا! ہو سکتا ہے کبھی کسی نے اس کے کسی مذاق پر اس سے بھی زیادہ بدحواسی محسوس کی
ہو! اور اسی وقت تہیہ کیا ہو کہ وہ بھی سردار داراب سے اس کا انتقام لئے بغیر نہ رہے گا!

عمران نے سردار داراب کو بھی اپنے اس خیال سے آگاہ کیا لیکن سردار داراب اسے محض
مذاق تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں تھا! اکثر عمران کا دل چاہتا تھا کہ اس بوڑھے کو چھت میں الٹا
کر اس سے پوچھے کہ اسے کس پر شبہ ہے۔ اس نے سجاد کے بچھوؤں کا قصہ بھی سنایا تھا! لیکن
سردار داراب کا جواب تھا ممکن ہے کسی نے اس کے بچھو چرا کر سگار کیس میں رکھے ہوں!

"یعنی۔۔۔ خود سجاد کی ایما پر ایسا نہیں ہو سکتا!" عمران نے پوچھا!

"ہرگز نہیں! میں بھی نہیں تسلیم کر سکتا!"

"پھر آپ یہ تسلیم کیجئے کہ وہ بچھو میں نے رکھے تھے!" عمران جھلا کر بولا۔

اس پر سردار داراب خاموش ہی رہا!۔۔۔ پھر عمران نے آہنی دروازے کا تذکرہ چھیڑتے
ہوئے عقیل کی حرکت کے متعلق بتایا!

"اوہ۔۔۔۔ وہ بعض اوقات پاگلوں کی سی حرکتیں کرتا ہے!" سردار کا جواب تھا! "لیکن تم خود
سوچو کہ وہ ایسی حرکت کیوں کرنے لگا جب کہ مجھے یقین ہے کہ ان بچھوؤں کا تعلق صرف
وصیت نامے سے ہو سکتا ہے!"

"ڈاکٹر نجیب کے متعلق کیا خیال ہے۔۔۔۔!"

"اس کے بارے میں بھی میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا!۔۔۔۔"

"تب پھر یہ حرکت شاہدہ کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی!"

"یہ تو بالکل ہی لغو خیال ہے۔۔۔۔!"

"پھر میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنا راج پاٹھ چھوڑ کر بن باس لے لیجئے تاکہ
مجھے بھی فارغ البالی اور اطمینان نصیب ہو!۔۔۔۔"

"تم۔۔۔۔ تم تو یہاں سے جا ہی نہیں سکتے! خواہ یہ محض مذاق ہی کیوں نہ رہا ہو!"

"ہائیں! کیا مطلب!"

"کچھ بھی نہیں! تمہاری بدتمیزیوں کے باوجود بھی میں تمہیں بے حد پسند کرنے لگا ہوں!"

"لیکن میں آپ کو قطعی پسند نہیں کرتا!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا! "زیادہ شریف
آدمی مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے!"

"تمہاری صاف گوئی اور بکواس مجھے پسند ہے!"

"لیکن میں یہاں نہ صاف گوئی کے لئے آیا ہوں اور نہ بکواس کے لئے!"

"اور تم سے کچھ ہو بھی نہیں سکتا!"

"کیا نہیں ہو سکتا!۔۔۔ آپ کسی کے خلاف شبہ بھی تو ظاہر کیجئے!"

"تب پھر تم سراغرساں کیسے ہوا؟"

"میں جاسوسی ناولوں کا سراغرساں نہیں ہوں! سردار صاحب! جسے ہمیشہ ایسے موافق حالات پیش آتے ہیں! جس کی مدد زمین و آسمان کرتے ہیں جسے ہمیشہ ایسے ہی اتفاقات پیش آتے ہیں، جو اسے صحیح مجرم تک پہنچادیں!"

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا "اب دوسری ہی صورت ہو سکتی ہے میرے خیال سے مجھے ایک ڈرامہ اسٹیج کرنا پڑے گا مگر وہ بھی آپ ہی کے اس خیال کی موافقت میں کہ بچھوؤں کا تعلق آپ کے وصیت نامے سے ہو سکتا ہے۔! آپ اسی خیال پر جمے ہوئے ہیں! لیکن شائد! اس کی وجہ بتانے پر تیار نہیں!"

"کیا ڈرامہ اسٹیج کرو گے؟"

"اپنے مشیر قانونی کو یہاں طلب کیجئے اور دوبارہ اس کا پروپیگنڈا کرائیے کہ آپ وصیت نامہ مرتب کرنے والے ہیں!"

"اس سے کیا ہوگا!"

"اب میں کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں!" عمران نے کہا۔ "آپ اگر ایسا کر سکتے ہیں تو کیجئے ورنہ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا!"

سردار داراب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھی بات ہے..... میں اسے آج ہی فون کر کے بلواؤں گا..... وہ سردار گڈھ ہی میں رہتا ہے اور کچھ؟"

"نہیں! فی الحال اتنا ہی!"

(۱۳)

شاہدہ کو شائد عمران کی اس تجویز کا علم ہو گیا تھا!..... وہ اس کے پیچھے پڑ گئی وہ چاہتی تھی عمران اسے اپنے اس پروگرام کے مقصد سے آگاہ کر دے۔ شائد سردار داراب ہی نے اسے اس کے متعلق بتایا تھا! ورنہ یہ گفتگو صرف انہیں دونوں کے درمیان ہوئی تھی کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا!

شاہدہ شائد اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی! پھر عمران نے بھی آہستہ آہستہ یہ بات مشہور کرنی شروع کر دی کہ سردار داراب نے وصیت نامہ مرتب کرنے کے لئے اپنے قانونی مشیر کو کیسل میں طلب کیا ہے! اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ داراب کے عزیزوں پر اس خبر کا ردعمل دیکھ سکے!— لیکن وہ سب ہی اس خبر کے سنتے ہی بے چین نظر آنے لگے تھے۔

لیکن عقیل اور شاہدہ پر اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا! عقیل تو خیر خارج از بحث تھا لیکن شاہدہ کے متعلق عمران کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا! بعض اوقات تو وہ خود اسے بڑی پراسرار معلوم ہونے لگتی تھی!

بہر حال عمران نے پوری اسکیم مرتب کر لی تھی! جس دن سردار داراب کا قانونی مشیر کیسل پہنچا تھا۔ اسی دن عمران کی تجویز کے مطابق سردار داراب نے اپنے سارے اعزہ کو رات کے کھانے پر بلایا۔ حتیٰ کہ مفلوج بھائی سجاد کو بھی نہیں چھوڑا..... دو نوکر اسے اٹھا کر وہاں لائے تھے!— اس موقع پر اس نے عقیل کو محروم نہیں کیا۔ وہ بھی کھانے کی میز پر موجود تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کے اور شاہدہ کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ سب ایک دوسرے سے گھل مل کر گفتگو کر رہے تھے!..... مگر ڈاکٹر نجیب خود کو بہت زیادہ لئے دیئے نظر آ رہا تھا! ویسے بھی وہ عام طور پر سنجیدہ نظر آیا کرتا تھا مگر اس وقت اس کی سنجیدگی اور زیادہ گہری ہو گئی تھی..... جس وقت آیا تھا سردار داراب سے بہت ہی معمولی قسم کی سی گفتگو ہوئی تھی! اور پھر وہ خاموش ہی ہو گیا تھا! داراب کے دوسرے اعزہ بھی مشکل ہی سے اس سے مخاطب ہوتے تھے!— بہر حال بادی النظر میں یہی رائے قائم کی جا سکتی تھی کہ وہ اعزہ میں مقبول نہیں ہے۔

کھانے کے بعد میز صاف کر دی گئی!..... اور ایک ملازم ہر ایک کے سامنے ایک ایک شراب کا پگ رکھ رہا تھا۔ عمران کو اس پر بڑی حیرت ہوئی!..... وہ سوچ رہا تھا کہ اب شراب کا دور چلے گا!..... ابھی تک تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکا تھا کہ اس عمارت میں شراب بھی رائج ہو گی!..... اس نے سردار داراب کی طرف دیکھا!..... لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے! عمران ہی نہیں بلکہ غالباً بھی اس پر متحیر تھے! حتیٰ کہ ڈاکٹر نجیب کے سپاٹ چہرے میں بھی عمران کو تبدیلیاں نظر آنے لگیں تھیں!..... اس کی آنکھیں کسی حیرت زدہ بچے کی آنکھوں سے مشابہ نظر آ رہی تھیں—! اور اس کے چہرے سے سنجیدگی کا غلاف اتر گیا تھا! کھانے کی میز پر شاہدہ کے ساتھ اس کی کیلی بلقیس بھی تھی!— اور وہ بہت شدت سے بور نظر آ رہی تھی!— عمران اس کے برابر ہی موجود تھا!

"پرواہ مت کرو!....." عمران آہستہ سے بولا "مگر زیادہ مت پینا۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں!" بلقیس بڑبڑائی! "مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں یہ بھی ہو گا..... میرے خدا یہ شاہدہ بھی پیتی ہے!"

"ارے..... یہ تو چرس بھی پی سکتی ہے!" عمران بولا! "پتہ نہیں کیوں تم اس سے جلتی ہو!"

"اگر میرے سامنے رکھے ہوئے مگ میں شراب انڈیلی گئی تو میں اسے بوڑھے کے منہ پر کھینچ ماروں گی!"

"تم کبھی ایسا نہیں کر سکتیں!.... ڈرپوک ہو!"

"دیکھ لینا!—"

"کیا دیکھ لوں!"

"کچھ نہیں!.... دماغ نہ چاٹو!" بلقیس نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

"کیا بات ہے!" سردار داراب نے عمران سے پوچھا!

"کچھ نہیں!.... یہ کہتی ہیں کہ اگر.... میرے سامنے رکھے ہوئے مگ میں شراب ڈالی گئی تو...."

"بکواس—!" بلقیس اسے کھانے کو دوڑی۔

"اوہ! تم شراب نہیں پیتیں....!" سردار داراب نے پوچھا!

"نہیں!" بلقیس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا!

"آہا! تب تم جا کر آرام کرو! مجھے قطعی ناگوار نہیں گزرے گا!" سردار داراب بولا!

بلقیس جانے کے لئے اٹھی۔ شاہدہ بھی اٹھ گئی!

"بیٹھو!".... سردار داراب شاہدہ سے بولا۔ "تم بچی ہو.... بیٹھ جاؤ!"

دفعتاً عقیل کھڑا ہو کر بولا "اگر آپ نے اسے شراب پینے پر مجبور کیا تو میں یہیں اسی جگہ خودکشی کر لوں گا!"

"بیٹھو گدھے—!"

"کیا آپ۔"

"نہیں میں بھی شراب نہیں پیتا!"

"بیٹھ جاؤ—!"

بلقیس کمرے سے جا چکی تھی! شاہدہ اور عقیل کھڑے تھے! سجاد کے چہروں میں جان ہی نہیں تھی— لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں ضرور اڑ رہی تھیں!

یہ سب کچھ عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھا!.... اس نے داراب کے قانونی مشیر کی طرف دیکھا وہ بھی کھانے کی میز پر موجود تھا اور اس واقعے میں خاصی دلچسپی لے رہا تھا دفعتاً ایک ملازم ہاتھوں میں ایک بڑی چائے دانی اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور ایک طرف سے سارے مگوں میں بغیر دودھ کی سبز چائے انڈیلنی شروع کر دی!

سردار داراب کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا! شاہدہ اور عقیل خفیف ہو کر بیٹھ گئے!....

چائے کے بعد سردار داراب نے اپنے اعزہ کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے! پتہ نہیں کب مر جائے۔ لہٰذا اب وہ اپنی وصیت مرتب کر لینا چاہتا ہے۔ اور وہ کسی بھی حقدار کو مایوس نہیں کرے گا! اس پر لوگوں نے عقیل کی طرف دیکھا اور عقیل ہاتھ اٹھا کر بولا!

" آپ نے مجھے کیوں چلایا تھا—ہا.... بابا...."

"کیا تم بھی میرے ہی جسم کا ایک حصہ نہیں ہو!" سردار داراب نے مغموم آواز میں کہا!

"جی ہاں— بد گوشت!...."

"بکواس مت کرو عقیل اور نہ تھپڑ ماروں گا— گدھے کہیں کے...." سردار داراب نے کہا اور پھر اپنی تقریر شروع کر دی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وصیت کی تفصیل اس کے مرنے سے پہلے کسی کو نہیں معلوم ہو سکے گی! وصیت نامہ قانونی مشیر کے پاس محفوظ رہے گا اور اس وصیت نامے کی تکمیل آئندہ شام تک ہو جائے گی۔ تقریر ختم کر کے وہ بیٹھ گیا۔ سب خاموش تھے۔ عقیل کے علاوہ اور کسی کے چہرے سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اس تقریر سے ذرہ برابر بھی دلچسپی رہی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا۔ آخر وہ بڑبڑانے لگا۔

"نہیں.... میں اسے نہیں برداشت کر سکتا۔ آخر حقداروں کے مجمع میں مجھے کیوں گھسیٹا گیا۔ بابا یہ میری توہین ہے۔ اب میں کیسل میں نہیں رہوں گا! کہیں اور جا مروں گا.... جناب...."

سردار داراب ہاتھ کے اشارے سے نشست برخواست کر کے اٹھ گیا۔

(۱۴)

رات گہری تاریک تھی۔ آسمان میں بادلوں کے پرے کے پرے تیرتے پھر رہے تھے۔ ایک لمحے کے لئے تاروں کی چھاؤں نظر آتی اور پھر کھلے ہوئے آسمان کو بادل ڈھانپ لیتے۔

بلقیس اور شاہدہ عمارت کی چھت پر ٹہل رہی تھیں....

"آخر تم کیا کرتی پھر رہی ہو۔" بلقیس نے کہا۔

"میں پریشان ہوں بلقیس معلوم نہیں یہ پاگل آدمی کیا کرنا چاہتا ہے۔ آج ڈرامہ اسی نے ترتیب دیا تھا لیکن مقصد نہ بابا کو بتایا نہ مجھے۔"

"اوہ تو کیا یہ سب کچھ انہیں بچھوؤں کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔"

"میں اب یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔"

"یہ شراب والا واقعہ خوب رہا۔ میرا خیال ہے تمہارے بابا مجھے وہاں سے اٹھانا چاہتے تھے۔"

"ہرگز نہیں۔ ان کے مذاق اسی قسم کے ہوتے ہیں۔"

"تو پھر کہیں وہ بچھو والا معاملہ بھی مذاق ہی نہ رہا ہو۔ تمہیں خوفزدہ کر کے ہنسانا چاہتے رہے ہوں۔"

"خدا جانے....."

"پھر تم اب کیا کرتی پھر رہی ہو۔"

"بابا کے کمرے میں جھانکیں گے۔" شاہدہ نے کہا "وہ عمران ان کے کمرے میں گیا تھا۔ پھر میں نے اسے باہر آتے نہیں دیکھا اور کچھ دیر بعد کمرے میں نیلی روشنی نظر آنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا سونے جا رہے ہیں۔ لہٰذا عمران کو ایسی صورت میں باہر آ جانا چاہئے۔ مگر تقریباً آدھے گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ وہ باہر نہیں آیا۔"

"پھر جھانکنے سے کیا فائدہ!"

"میں دیکھوں گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں آج بہت پریشان ہوں! آج کی دعوت ہر لحاظ سے غیر معمولی تھی۔"

ایک جگہ شاہدہ رک گئی وہاں ایک روشندان کے شیشوں سے نیلی روشنی نظر آ رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحہ میں وہ روشندان پر جھکی اور پھر اس طرح اچھل کر پیچھے آ پڑی جیسے بجلی کا دھچکا لگا ہو۔ بلقیس اسے اٹھانے کے لئے جھپٹی۔

"بابا....." شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی..... "بابا کو بچاؤ....." پھر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی۔ "بابا کو بچاؤ۔ بابا کو بچاؤ!"

بلقیس بری طرح کانپ رہی تھی۔ سناٹے میں شاہدہ کی چیخیں بازگشت پیدا کرتی رہیں پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورے کیسل میں کہیں آدمیوں کا نام و نشان تک نہ ہو۔ اب پھر وہی بلا کا سناٹا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں! بلقیس بڑی تیزی سے روشندان کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ سردار داراب کے کمرے میں سات آدمی نظر آ رہے تھے۔ چھ کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ساتواں عمران اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا اور ایک نقاب پوش کا ریوالور اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ پانچ آدمی سردار داراب کے ہاتھ پیر باندھ رہے تھے۔

دفعتاً عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور نقاب پوش نے پے در پے دو تین فائر

جھونک دیئے۔ بلقیس نے عمران کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا اور پھر وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ فرش پر گر گیا۔ بلقیس کی گھگھی بندھ گئی۔ وہ صرف دیکھ سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ نقاب پوش اتنے مطمئن نظر آ رہے تھے جیسے اب انہیں کسی کی دخل اندازی کا خدشہ ہی باقی نہ رہا ہو۔ جب وہ سردار داراب کو باندھ چکے تو فائر کرنے والے نقاب پوش نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ایک آدمی شاید اسے سیدھا کرنے کے لئے بڑھا۔ وہ اس پر جھکا ہی تھا کہ بلقیس نے اسے اچھل کر فائر کرنے والے پر گرتے دیکھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئے اور عمران ان دونوں پر سوار تھا۔ پھر شائد وہ فائر کرنیوالے ہی کا ریوالور تھا جسے عمران مٹھی میں دبائے ہوئے اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ "کھڑے ہو جاؤ..... اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔" اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے بلقیس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ مسکرا رہی تھی یا یہ وقتی اعصابی اختلال کا نتیجہ تھا۔

"سردار داراب کو کھول دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔" عمران نے انہیں للکارا۔ ادھر بلقیس بے ساختہ اچھل پڑی۔ شاہدہ حواس درست ہونے پر پھر روشندان کی طرف جھپٹی تھی۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے حلق گویا بند سے ہو گئے تھے۔ شاہدہ پھر روشندان پر جھک پڑی۔

ادھر ایک آدمی ہمت کر کے عمران پر جھپٹا ہی تھا کہ ریوالور کی سرخ زبان نکل پڑی اور وہ اپنی ران دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

"سردار کو کھولو۔ ورنہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ میری جیب میں بھی ایک ریوالور موجود ہے اس کی چار گولیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن یہ!" اس نے جیب سے دوسرا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ تم سب کے لئے کافی ہوگا۔ میرا نشانہ کم خطا کرتا ہے۔"

مگر شاید یہ ان لوگوں کی موت و زندگی کا سوال تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں سردار داراب کا دشمن بے نقاب ہو جاتا۔

"نہیں..... عمران کی مدد کرنی چاہئے!" شاہدہ نے بدقت تمام آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بلقیس کو گھسیٹتی ہوئی زینوں کی طرف لے جانے لگی۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح نیچے پہنچ کر سردار داراب کے کمرے تک پہنچیں۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ عمارت کی ڈیوڑھی پر دھیان دیتیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اس عمارت میں کئی نوکر سوتے تھے۔ خصوصاً داراب کے خاص نوکر کا کمرہ اسی کے کمرے کے برابر تھا۔ مگر اتنی ہڑبونگ کے باوجود بھی کسی کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ سردار کی خوابگاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

مگر اتنی دیر میں بساط بدل چکی تھی۔ وہ سب عمران پر ٹوٹ پڑے تھے اور عمران چیخ رہا تھا۔

"تمہارے فرشتے بھی مجھ سے ریوالور نہیں چھین سکتے۔"

"پھر ایک فائر ہوا۔ کمرے میں ایک چیخ گونجی اور حملہ آوروں میں سے ایک دور جا کر گرا۔ پھر فائر ہوا۔ دوسرا اچھلا اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آ رہا۔ اب صرف تین رہ گئے تھے۔ دونوں لڑکیاں بے تحاشہ چیخ رہی تھیں۔ دفعتاً ایک نقاب پوش انہیں دھکا دیتا ہوا باہر بھاگا۔ لڑکیاں راہداری کی دوسری دیوار سے جا ٹکرائیں لیکن عمران دو آدمیوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے پر جھپٹا۔ راہداری تاریک ہوتی تو شائد وہ نکل ہی گیا تھا۔ راہداری کے بلب ان لڑکیوں میں سے کسی نے روشن کیے تھے۔ عمران بقیہ دو آدمیوں کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ریوالور ان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں رک گئے۔

"تمہارا بھی یہی انجام ہو سکتا ہے۔" عمران غرایا۔ "بہتری اس میں ہے کہ زمین پر اوندھے لیٹ جاؤ۔" ان دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔

"اور تم دونوں کیا دیکھ رہی ہو۔" عمران نے لڑکیوں کو للکارا۔ "سردار کی خبر لو۔ جلدی کرو ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان کا دم گھٹ جائے۔"

"پیچھے دیکھو!" دفعتاً شاہدہ ہذیانی انداز میں چیخی! عمران چونک کر مڑا۔ زخمی نقاب پوش ایک بڑا چھرا پکڑے ہوئے اس کی طرف رینگ رہا تھا۔ شائد اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ وہ کسی طرح عمران کو ختم کر دے۔ اچانک عمران نے اچھل کر اس کے سر پر ٹھوکر لگائی اور وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ چت ہو گیا۔ لڑکیاں بھاگ کر اندر چلی گئی تھیں۔ وہاں تین آدمی فرش پر بے ہوش پڑے تھے اور کمرے میں ہر طرف خون کی لکیریں پھیل رہی تھیں۔ انہوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سردار داراب کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا۔ داراب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔ لیکن زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے منہ سے کپڑا نکالا اور اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگیں۔ سردار داراب خاموش پڑا رہا۔ پھر اس نے لڑکیوں کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اٹھائیں۔ ان کی مدد سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ "کیا یہ لوگ مر گئے ہیں۔"

"پتہ نہیں۔" شاہدہ اسے اٹھاتی ہوئی بولی۔ "اس کمرے سے چلیے......"

"عمران کہاں ہے......"

"راہداری میں۔"

"چلو......" سردار داراب کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت عمران بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"تم نے انہیں مار ڈالا۔" سردار داراب نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں تو پھر کیا ان کی پوجا کرتا۔ تین وہاں راہداری میں بھی ہیں۔" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"کیا انہیں بھی مار ڈالا۔" سردار داراب لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔

"کیوں خواہ مخواہ مجھے بور کر رہے ہیں۔ ان میں سے مجھے کوئی بھی اتنا حیادار نہیں معلوم ہوتا کہ ٹانگوں پر گولی لگنے سے مر جائے۔"

"اوہ......" سردار داراب نے ایک طویل سانس لی۔ عمران نے کمرے میں پڑے ہوئے تینوں آدمیوں کے چہروں سے نقابیں ہٹا دیں۔ لیکن سردار داراب نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ "ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔"

پھر وہ راہداری میں آئے۔ وہ آدمی برابر سے اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چھرا مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی عمران نے اس کے چہرے سے نقاب ہٹائی نہ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔ ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چت پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہکلایا۔

"اس معام......لے......گ......کو......وہاں دینا بہتر ہو گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن...... آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو میں آپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔"

"پرائیویٹ سراغرساں۔"

"یہ محض بکواس ہے۔ ہمارے ملک میں پرائیویٹ سراغرسانی کے لئے لائسنس نہیں دیے جاتے۔" عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے سارے زخمیوں کو سردار داراب کی خوابگاہ میں بند کر دیا۔ پھر عمارت میں نوکروں کو تلاش کرتے ہوئے یہ حقیقت کھلی کہ سارے نوکر پہلے ہی بے بس کر دیے گئے تھے۔ عمران اور لڑکیوں کے کمروں کی بھی تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن عمران اس وقت سردار داراب کی مسہری کے نیچے آرام کر رہا تھا اور لڑکیاں چھت پر بھٹکتی پھر رہی تھیں۔ سردار داراب کا خاص نوکر اپنے کمرے میں بے ہوش پایا گیا۔ شائد اسے کلوروفارم دیا گیا تھا۔ دوسرے نوکروں کو بھی کافی دیر کے بعد ہوش آسکا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سارا کیسل اس

عمارت میں اسٹڈ پڑا..... بستی کے پولیس اسٹیشن کو فون کیا گیا۔ دوسری طرف عمران سردار داراب اور اس کے تین منیجروں سمیت ڈاکٹر نجیب کی رہائش گاہ پر پہنچا اور عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھتا پھرا۔ لیکن سردار داراب کو الجھن ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس بھاگ دوڑ کا مقصد اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ اس نے عمران سے اس کے متعلق پوچھا۔

"بچھوؤں کا مقصد تلاش کر رہا ہوں کیونکہ ابھی تک بچھوؤں کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آسکا اگر نجیب یہ چاہتا تھا کہ آپ وصیت نامہ مرتب نہ کر سکیں تو پہلے بھی بچھوؤں والی حرکت کرنے کی بجائے آپ کو مار ہی ڈالتا۔ لیکن محض وصیت نامہ مرتب کرنے سے پہلے مر بھی جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ قانونی طور پر آپ کے دوسرے ورثا ہر حال میں آپ کی املاک میں سے حصہ پاتے۔ لہٰذا وصیت نامہ والا چکر فضول ہے۔"

"پھر تم نے یہ ڈرامہ کیوں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اسی کی توقع تھی، جو اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔ اس وقت وہی کچھ پیش آیا ہے، جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن اب مجھے اصل کی تلاش ہے یہ تو محض ایک واقعہ تھا۔"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر سردار داراب سے پوچھا۔ "ہاں وہ آہنی دروازہ کب سے بلایا جا رہا ہے یعنی کہ اس عمارت میں آہنی قفل کب سے ہوا ہے۔"

"یہی کوئی ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے۔" سردار داراب نے جواب دیا۔

"گڈ..... "عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں ذرا اس عمارت کو بھی دیکھ لوں۔ اگر وہاں بھی مجھے مقصد نہ معلوم ہو سکا تو یہی سمجھوں گا کہ بچھوؤں کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔"

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ وہ اس وقت عمران کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔ اس نے آہنی دروازے کے قفل کی کنجی منگوائی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آہنی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک کمرے میں مدھم سی روشنی دکھائی دی۔ عمران کے علاوہ اور سب جہاں بھی تھے، وہیں رک گئے۔ لیکن عمران کمرے کی طرف بڑھتا رہا۔ دروازے پر رک کر اس نے انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ سردار داراب آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن وہ تینوں وہیں رہے۔

عمران سردار داراب کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی ایک پلنگ پر کوئی سو رہا تھا اور اس کا جسم کمبل سے ڈھکا ہوا تھا جیسے ہی عمران پلنگ کی طرف بڑھا سردار داراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ سردار بری طرح کانپ رہا ہے۔ عمران نے اس سے ہاتھ چھڑا کر سونے والے کا کمبل کھینچ لیا اور دوسرے ہی لمحہ میں سردار داراب کے حلق سے

ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ کیوں کہ پلنگ سے اچھل کر اٹھنے والا بھی سردار داراب ہی تھا۔

"بھبوت۔" سردار داراب عمران سے لپٹ گیا۔

"خبردار!" عمران نے اپنے ریوالور کا رخ پلنگ سے اٹھنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔" پھر وہ سردار داراب سے بولا۔ "بچھوؤں کا مقصد ظاہر ہو گیا۔ سردار صاحب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے آئینہ نہیں ہے۔"

سامنے کھڑے ہوئے آدمی اور سردار داراب میں سر مو فرق نہیں تھا سردار داراب بدستور کانپ رہا۔ مگر دوسری طرف اس کا ہم شکل بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر نجیب صرف اتنے دن آپ کو وصیت نامہ مرتب کرنے سے روکنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کا تجربہ مکمل نہ ہو جائے۔ آج اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو آپ مر جانے کے باوجود بھی زندہ رہتے یعنی آپ کی جگہ پلاسٹک سرجری کا یہ شاہکار لے لیتا اور آپ کی دولت پر صرف ڈاکٹر نجیب کا ہاتھ ہوتا۔ پھر کسی وصیت نامے کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جاتی اور وہ اس کے بعد آہستہ آہستہ آپ کے دوسرے وارثوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دیتا۔ اس عمارت کو اسی لئے آسیب زدہ بنایا گیا تھا کہ کوئی ادھر کا رخ بھی نہ کر سکے اور ڈاکٹر نجیب یہاں اطمینان سے اپنا یہ شاہکار مکمل کرتا رہے۔ اب میں مطمئن ہوں سردار صاحب۔"

"بچھوؤں کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ وصیت نامہ نہ مرتب کر سکیں۔ اس وقت تک جب تک کہ آپ کی جگہ لینے والا بن کر تیار نہ ہو جائے!"

پھر عمران نے سردار داراب کے ہم شکل پر مکے برسانے شروع کر دیے اور اس نے ذرا سی دیر میں اعتراف کر لیا کہ وہ سردار گڈھ کا ایک غنڈہ تھا اور ڈاکٹر نجیب نے اس پر پلاسٹک سرجری کا عمل کر کے اسے سردار داراب بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بقیہ پانچ آدمیوں کے متعلق بھی اس نے بتایا کہ وہ اس کے چیلے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سب پولیس کے حوالے کر دیے گئے۔

سردار داراب اس طرح خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی قوت گویائی ہی سلب ہو گئی ہو۔

دوسری شام جب عمران داراب کیسل سے رخصت ہو رہا تھا۔ سردار داراب نے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی عمران کے سامنے رکھ دی۔

"میں مجبور ہوں سردار صاحب!" عمران نے کہا "مجھے افسوس ہے سر سلطان نے مجھے اس کی ہدایت نہیں کی تھی۔"

"میں دے رہا ہوں تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر۔" سردار داراب نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں تو چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔ کچھ دن تو ٹھہرو۔"

"مجھے افسوس ہے جناب میرے پاس ابھی کئی ایسے کیس ہیں جنھیں نپٹانا ضروری ہے!"

عمران کا جواب تھا۔

پھر جب اس کی کار کیسل کے پھاٹک پر پہنچی تو شاہدہ اور بلقیس نے راستہ روک لیا۔ شاید وہ وہاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

شاہدہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے کہا "عمران صاحب میں نے بڑی گستاخیاں کی ہیں۔ معافی چاہتی ہوں...."

"ارے جاؤ۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا "میں وہ آدمی ہی نہیں ہوں جس سے کوئی معافی مانگے۔ میری سگی بہن مجھے گالیاں دیتی ہے اور میرے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہٹو سامنے سے ورنہ گاڑی چڑھا دوں گا۔"

"اللہ کے نام پر۔" بلقیس نے بسور کر کہا اور چوقم کے تین چار پیکٹ نکال کر عمران کو دیے۔

"شکریہ.... یہ کام کیا ہے.... خدا اچھا رکھے...." عمران نے پیکٹ لے کر اپنی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھر کبھی آئے گا...." شاہدہ نے مغموم لہجے میں پوچھا!

"اب تم پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لو امریکہ جا کر۔ واپسی پر مجھے موجود پاؤ گی.... اچھا ٹاٹا۔" اس کی کار آگے بڑھ گئی۔

﴿تمام شد﴾

"...چہرے سے حماقت برستی ہے...!"

"تمھارا ہی دوست جو ٹھہرا..." رضیہ مسکرائی۔ بیگم جعفری کے علاوہ اور سب ہنسنے لگے۔

"اچھا... بھائی... پھر تم اسے دیکھ ہی لینا۔" شکیل نے جھینپ کر کہا اور ڈائننگ روم سے چلا گیا۔

*

دوسری صبح وہ سب ناشتے کی میز پر پچھلی رات آئے ہوئے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔ جمیل اس وقت بھی غیر حاضر تھا۔ شکیل کے متعلق توقع تھی کہ وہ مہمان سمیت آئے گا۔ جب مہمان آیا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ وہ زرد قمیص اور نیلی پتلون میں ملبوس تھا۔ گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹائی تھی۔ اور سر پر سبز رنگ کی فلیٹ ہیٹ۔ وہ کسی گھٹیا کلر فلم کا کوئی کردار معلوم ہوتا تھا... اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سنجیدگی تو حد تھی!

"یہ میری امی ہیں۔" شکیل نے تعارف کرانا شروع کیا۔ "یہ بھابی رضیہ۔ یہ دونوں غزالہ اور روحی میری بہنیں ہیں۔"

"آپ سب سے مل کر... اور... مل کر... بڑی خوشی ہوئی۔" مہمان احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

"اور یہ کون ہیں...؟" بیگم جعفری نے پوچھا!

"علی... عمران... ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ لندن!" شکیل ہنس کر بولا۔ "آکسفورڈ میں میرے ساتھ تھے...!"

ان سبھوں کو شاید اس پر یقین نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹیں روکنے کی کوشش کر رہی تھیں...

عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری شکیل کو گھور رہی تھیں اور شکیل کا یہ عالم تھا کہ ہنستے ہنستے دوہرا ہوا جا رہا تھا۔

"کیا بے ہودگی ہے شکیل۔ کیوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو؟" بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا اور عمران نے اس طرح چونک کر شکیل کی طرف دیکھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔ ویسے عمران کی حماقت آمیز سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

شکیل نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لیے لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے... آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ ہی گیا... انھوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔

"دیکھا تم نے...؟" بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "میں تنگ آ گئی ہوں ان لڑکوں سے۔"

"شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی بے تکلف قسم کے دوست ہیں۔" رضیہ نے عمران کی طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشتے میں مصروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو!

"کچھ بھی ہو۔" بیگم جعفری بولیں۔ "تہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہیے۔"

عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا... رضیہ، غزالہ... روحی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً بیگم جعفری نے عمران سے پوچھا۔ "آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟"

"کون دونوں...!" عمران نے چمچہ ہاتھ سے رکھ کر متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ اور شکیل۔"

"اوہ... وہ... جی ہاں! غالباً لندن میں پہلی بار جان پہچان ہوئی تھی... میں کیمسٹری میں ریسرچ کر رہا تھا۔ اُف فوہ! وہ بھی کیا زمانہ تھا..."

"اب آپ کیا کرتے ہیں۔"

"سیر و تفریح کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔ پچھلے سال گنّوں کی کاشت کی تھی... لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گڑ بنانا ہنسی کھیل نہیں ہے... لہٰذا ارادہ... وہ کیا کر دیا... کیا کہتے ہیں اسے... میرے ساتھ بڑی مصیبت یہ ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں... آتے۔ بہر حال ارادہ... ارادہ' ارادہ نہیں یعنی کہ..."

عمران خاموش ہو گیا اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لفظ کو یاد کرنے کے سلسلے میں اس کا کلیجہ خون ہوا جا رہا ہو... دفعتاً اس نے خوش ہو کر کہا۔ "جی ہاں یاد آ گیا... کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا پڑا..."

وہ چاروں اسے حیرت سے گھور رہی تھیں۔

"آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟" بیگم جعفری نے اس انداز میں پوچھا جیسے وہ حقیقتاً خاموش ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن اخلاقاً انھیں گفتگو جاری رکھنا پڑے گی۔

"ارے ان کی کچھ نہ پوچھیے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میں

بہت نالائق ہوں لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ انھیں صبر کرنا پڑتا ہے... لیکن نالائق کہتے وقت وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں۔"

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں... عمران ناشتا ختم کر کے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری تھوڑی دیر بعد بولیں۔ "اگر آپ اٹھنا چاہتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔"

"اوہو۔ جی... جی ہاں... شکریہ..."

عمران اٹھتا ہوا بولا اور چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔ غزالہ اور روحی پھوٹ پڑیں... کافی دیر تک ہنستی رہیں... رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور بیگم جعفری کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"امی... مزہ آ گیا!" غزالہ اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔ "یہ کوئی بہت بڑا اڈیٹ ہے... اور بھیا نے گھر کے قبرستانی ماحول سے اکتا کر اسے یہاں بلایا ہے... ہم اتنا دل کھول کر کب سے نہیں ہنسے... آپ خود سوچیے..."

"ہنسو!... آخر ایک دن... میرے سرہانے بیٹھ کر رونا۔ جمیل کی یہ حرکت میری جان لے گی۔ تم دیکھ لینا۔"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں... امی۔" رضیہ بول پڑی۔ "خاک ڈالیے سب پر... آپ سے زیادہ ہمارے لیے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ فکر کر کے پریشان ہوتی ہیں۔ مجھے تو ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے۔"

"تم مجھے بہلانے کے لیے کہہ رہی ہو۔" بیگم جعفری نے مغموم آواز میں کہا۔ "میں کیسے مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمھارے لیے تکلیف دہ نہیں ہے..."

"بالکل نہیں ہے امی۔" رضیہ نے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لیے ہی پریشان ہیں۔ دیکھیے تو میں کوئی بہت [illegible] تھا کہ آپ کو یقین دلاؤں کہ مجھے اس کی بالکل پروا نہیں ہے۔"

بیگم جعفری نے سر جھکا لیا لیکن ان کے چہرے پر اب بھی اضمحلال باقی تھا۔

**

"آہ کیوں میرا وقت برباد کر رہا ہے..." شکیل کے پیچھے... عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ مگر شکیل بدستور بولتا رہا۔ "خدا کی قسم اگر تم نے اسے دیکھ لیا تو کلیجہ تھام کر بیٹھ جاؤ گے... ایسی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری...!"

"اگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔" عمران زور دینے والی آواز میں بولا۔ "تم نہیں جانتے کہ میں فی الحال کن جنجالوں سے پیچھا چھڑا کر تم تک پہنچا ہوں۔ میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے..." شکیل چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں مقیم تھی اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئیاں کیا کرتی تھی۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ وہاں کتنی بھیڑ بھاڑ رہتی ہو گی... بہتیرے تو محض اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے تھے..."

"معاملے کو زیادہ طول نہ دو... یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمھاری کوٹھی میں کیسے آئی؟"

"جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعو تھے۔ وہ بھی وہاں آئی تھی جب جمیل بھائی وہاں سے چلنے لگے تو اس نے انھیں روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی پھاٹک سے عمارت میں داخل نہ ہوں۔"

"کس عمارت میں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہیں۔ اسی عمارت میں... یہاں دو پھاٹک ہیں ایک شمال کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف۔ آمد و رفت مشرق کی جانب والے پھاٹک سے رہتی ہے۔ بہر حال بھائی جمیل جو ذرا فلسفی قسم کے آدمی ہیں ہنسنے لگے تھے۔ اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ ستاروں کی چال سے یہی ظاہر ہے کہ مشرقی پھاٹک نو اور دس بجے کے درمیان مخدوش ہو جائے گا۔ انھوں نے اخلاقاً اس سے وعدہ کر لیا تھا... لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہنے پر عمل کریں گے... مگر پھر گھر کے قریب پہنچ کر یک بیک انھوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شمالی پھاٹک کے قریب آئے جو بند تھا... ویسے اسے کھلوانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی سے ملا ہوا ہے... وہ گاڑی روک کر پھاٹک کھلوانے کے لیے اتر ہی رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے دور کہیں کوئی دیوار گری ہو۔ پہلے تو انھوں نے اس پر دھیان نہیں دیا پھر اچانک مشرقی پھاٹک کا خیال آیا... عورت کا انتباہ یاد آیا... وہ بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھے اور مشرقی پھاٹک کی طرف چل پڑے... اور پھر ان کی

حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انھوں نے دیکھا کہ پھاٹک سے گزرنے کے لیے انھیں ٹھیک اُسی وقت اس میں داخل ہونا پڑتا جب وہ شمالی پھاٹک پر کار سے نیچے اترے تھے... یعنی پہلی صورت میں وہ پھاٹک اُن کی کار ہی پر آ رہتا۔ یہیں سے مصیبت شروع ہوتی ہے...“

”آہا۔ مصیبت کیوں!“ عمران ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

”کلیجہ تھامے بیٹھے رہا کرو۔ تم چلتے پھرتے کیوں ہو؟“

شکیل ہنسنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا: ”ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمیل بھائی جیسے فلسفی کے ذہن پر بھی بڑی طرح اثر انداز ہوا۔ تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ وہ اپنا زیادہ وقت لائبریری میں گزارتے ہیں۔ فلسفے سے زیادہ دلچسپی ہے... ظاہر ہے کہ فلسفی انتہائی درجہ خشک طبیعت رکھتے ہیں۔ مگر اس واقعہ نے انھیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اُسی ہوٹل میں جا پہنچے جہاں یہ عورت مقیم تھی.... ایک گھنٹے میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آئے.... آہستہ آہستہ اُن کی عقیدت بڑھتی ہی گئی.... اور پھر وہ ایک دن اُسے یہاں لے آئے.... امی سے وہ بہت ڈرتے تھے۔ مگر اب یہ حال ہے جیسے انھیں اُن کی پرواہ ہی نہ ہو...“

”مگر اس سلسلے میں عمران اُلّو کا پٹھا کیا کر سکتا ہے؟“ عمران جھنجلا کر بولا: ”تم نے مجھے کیوں بلایا؟“

”پوری بات بھی تو سنو پیارے....“ شکیل مسکرا کر بولا۔

”دو گھنٹے سے تم پوری بات سنا رہے ہو....“

”اچھا اب تم اپنا منہ بند رکھو!“ شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”بند ہے“ عمران ہونٹ بھینچے بھینچے بولا۔

شکیل نے ایک سگریٹ سلگایا اور تین چار کش لے کر بولا۔ ”بات اگر یہیں تک رہتی تو کوئی خاص بات نہیں تھی... دنیا کے سارے مرد بیوی کی موجودگی میں بھی کسی دوسری عورت کے خواب دیکھتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ زندگی میں کب کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے...؟“

”پھر بات بڑھائی تم نے...“ عمران میز پر گھونسا مار کر دہاڑا۔

”ابے کیا میں عورتوں کے داخل خارج کے لیے آیا ہوں... شکیل کے بچے.... کام کی بات کرو...“

”معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تمھیں عورت کے نام سے بخار آ جاتا ہے....“

”ملیریا....“ عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر بولا!

”خیر ہاں تو... بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی پُراسرار معلوم ہوتی ہے...“

”گدھے ہو تم۔ شیکسپیئر تک کو عورتیں پُراسرار معلوم ہوتی تھیں ہر عاشق کو... اس کی... وہ... کیا کہتے ہیں... ممبوسہ... ممبوسہ... نہیں کچھ اور کہتے ہیں!... وہ جو عاشق کی... مادہ... ہوتی ہے...“

”محبوبہ...“ شکیل شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

”محبوبہ... ہاں تو ہر عاشق کو اس کی محبوبہ پُراسرار معلوم ہوتی ہے... تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہر عاشق محکمۂ سراغرسانی کو رپورٹ کرتا پھرے...“

”او... خدا کے بندے میری بات بھی سُنو۔“

”نہیں سُنتا...“ عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔ ”اتنی دیر سے جھک مار رہے ہو۔ مگر ابھی تک تم نے مجھے کوئی خاص بات نہیں سُنائی“

”اب میں بالکل خاص الخاص بات بتانے جا رہا ہوں۔ ... بس منہ بند رکھو“ شکیل ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ ”یہ بتاؤ اگر تم کسی ایسی عورت کو راتوں میں اُٹھ اُٹھ کر عمارت کے مختلف گوشوں میں چوروں کی طرح جاتے دیکھو تو کیا کرو گے...“

”آہم...“ عمران انگڑائی لیتے لیتے رُک گیا۔

شکیل کہتا رہا: ”جاڑوں کی راتیں ہیں... بارہ بجے تک پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے کمرے سے نکل کر چوروں کی طرح کچھ تلاش کرتی پھرتی ہے... باریک شعاع والی ٹارچ اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے... کبھی اُس کی روشنی دیواروں پر رینگتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر۔ میں تین راتوں سے اُسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے ابھی تک کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔“

”تم نے بہت اچھا کیا ہے۔“ عمران بڑبڑایا۔ ”اور کوئی خاص بات۔“

”وہ کہتی ہے کہ وہ سوئٹزرلینڈ سے تنہا آئی ہے اور یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان پہچان نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے۔“

”کس بنا پر خیال ہے۔“

”پچھلی شام وہ اور جمیل بھائی۔ تفریح کے لیے باہر گئے تھے اور میں اِن دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ بات یہ ہے کہ جب سے اُس کی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں آئی ہیں میں تقریباً ہر وقت اُس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں... بہرحال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کو اشارہ کر رہی تھی... یہ میں نہ بتا سکوں گا کہ وہ انگریز تھا جرمن تھا یا فرانسیسی یا یورپ کے کسی اور ملک کا باشندہ لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اُسے اشارہ کیا تھا...“

”کہاں کی بات ہے؟“

”پچھلی شام وہ لوگ نگارو میں تھے۔ یہاں کی بہترین تفریح گاہ۔“

”مگر... یہاں کے بہتیرے بڑے آدمی جمیل سے غار بھی کھانے لگے ہوں گے۔“ عمران بولا۔

”قدرتی بات ہے۔ یہاں کے بہتیرے عیاش اور دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کی رہائش ترک کر کے اُن کے ساتھ قیام کرے... لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئی تھی... بس یہاں جمیل بھائی کے ساتھ رہا۔ وہ اُن سے کہہ رہی تھی کہ اُسے ہوٹل میں سکون نہیں ملتا۔ جمیل بھائی نے اپنے ساتھ قیام کرنے کی پیش کش کی۔ اور وہ فوراً ہی تیار ہو گئی۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ گویا وہ اس کی منتظر تھی کہ جمیل بھائی اس کے لیے اس سے کہیں۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ شکیل کہتا رہا: ”اب یہاں اس عمارت میں اس کے معتقدین کی بھیڑ رہتی ہے۔ نو بجے سے بارہ بجے تک... امی کو یہ چیز سخت ناگوار گزرتی ہے لیکن بھائی جان کا [illegible] ہے کہ وہ اُن سے نہیں کہنا چاہتیں.... [illegible] سخت باتیں کہہ دیں... لیکن اگر کبھی انھوں [illegible] خدا کی قسم جمیل بھائی کی گردن اُڑا دوں گا؟“

”[illegible] سوتیلی ماں ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”[illegible] نہیں سمجھتا... ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھتا... [illegible] کہ وہ ہماری سوتیلی ماں ہیں۔ مجھے بڑی [illegible] کوئی کہتا ہے کہ وہ میری سوتیلی ماں ہیں“

[illegible] شکیل بھی خاموش ہو گیا.... پھر [illegible] ”تم نے اس غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا جسے اس نے اشارہ کیا تھا...“

”[illegible] مجھے....“ شکیل لمبی سانس لے کر بولا۔ ”مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا۔“

”خیر...“ عمران نے انگڑائی لے کر کہا: ”میں دیکھوں گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اُسے اس عمارت میں کس چیز کی تلاش ہو سکتی ہے؟“

”مجھے خود حیرت ہے۔ کیونکہ میں کسی ایسی چیز سے واقف نہیں ہوں، جس میں کوئی غیر ملکی عورت دلچسپی لے سکے اور یہاں تک پہنچنے کے لیے اُسے اتنا لمبا چوڑا ڈراما اسٹیج کرنا پڑے۔“

”ہو سکتا ہے۔ تمھاری امی کسی ایسی چیز سے واقف ہوں“

”میں نہیں کہہ سکتا... اور نہ اس تذکرے کو اُن کے سامنے چھیڑ سکتا ہوں!“

”کیوں؟“

”اُن کی پریشانی بڑھ جائے گی... میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید اُلجھنوں میں پڑیں۔“

”ہوں...“ عمران پھر کچھ سوچنے لگا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا: ”وہ عورت کس نام سے پکاری جاتی ہے۔“

”استاریٹا“

”نام سے تو سرکس ہی معلوم ہوتی ہے“ عمران بڑبڑایا ... چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ ”کیا وہ لوگوں سے کچھ فیس بھی لیتی ہے؟“

”ہاں... ہاتھ دیکھنے کے پچیس روپے.... روحوں سے ملاقات کرانے کے تین سو روپے“

”کیا...“ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”وہ روحوں سے ملاقات بھی کراتی ہے...“

”ہاں۔ میں نے سنا ہے... اس قسم کا کوئی عمل کرتے دیکھا نہیں ہے...“

”اور اس کے باوجود بھی تم... اس سے خائف نہیں ہو... راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کیا کرتے ہو۔ بڑے دلیر ہو تم۔“

”یار عمران ڈیئر۔ عورت ہی تو ہے... اگر امی کا خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر عاشق ہو جاتا۔“

”خبردار۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا: ”اب تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے کیونکہ میں صرف نام ہی سن کر عاشق ہو گیا ہوں۔ استاریٹا... ا... کتنی مٹھاس ہے....“

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے کانوں میں شیرے کی بالٹی اُلٹ دی ہو...!"

"تم... اور... عاشق...!" شکیل ہنسنے لگا۔

"کیوں... کیا بُرا... کیا مجھے عاشق ہونا نہیں آتا... پہلے نہ آتا ہوگا۔ عاشق میں بڑی سفاکی سے عاشق ہو سکتا ہوں... اب تم مجھے دکھاؤ... اس عورت... نہیں... اسٹار ریٹا... اسٹار ریٹا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے میں اسے صرف ریٹا کہوں گا!"

شکیل گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "پندرہ منٹ بعد وہ لان پر نکل آئے گی پھر تم قریب سے اس کے درشن کر لوگے۔"

"پندرہ منٹ بہت ہوتے ہیں۔" عمران سچ مچ عاشقوں کے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

عمران نے اُسے دیکھا... وہ سچ مچ بہت حسین تھی... نکلتا ہوا قد... متناسب الاعضاء... جسم پر چست لباس، شانوں پر ڈھلکتی ہوئی گھونگر یالی زلفیں جن کی رنگت سنہری تھی... خدوخال غیر معمولی جن کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ یعنی الفاظ میں اُن کی تصویر پیش کرنا ناممکن ہے... بہتیرے کہتے ہیں کہ شاید وہ خود بھی کوئی روح ہے۔ خود عمران نے بھی یہی محسوس کیا کہ کچھ دیر دیکھتے رہنے کے باوجود بھی محض یادداشت کے سہارے اس کی شکل و صورت کے متعلق کچھ نہ بتا سکے گا۔ کبھی اس کا اوپری ہونٹ ایک خفیف سے خم کے ساتھ اوپر اُٹھ جاتا اور کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ناک کی جڑ سے دہانے تک بالکل ہموار ہو... کبھی آنکھیں خوابناک سی معلوم ہوتیں اور ان سے اُداسی جھانکنے لگتی اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے جسم کی ساری قوت آنکھوں میں کھنچ آئی ہو... نہ جانے کیوں ان بدلتی ہوئی کیفیات کا اثر اس کے خدوخال پر بھی پڑتا تھا۔

وہ لان پر ٹہل رہی تھی۔ اس کے ساتھ جمیل بھی تھا۔ شکیل اور جمیل میں کافی مشابہت تھی۔ ویسے دونوں کی ظاہری حالتوں میں بڑا فرق تھا۔ جمیل کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ متین تھا۔ اس کے برعکس شکیل کھلنڈرا اور شوخ معلوم ہوتا تھا۔

"کیا میں جمیل بھائی سے تمہارا تعارف کراؤں۔" شکیل نے عمران سے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" عمران دانت جما کر بولا۔ "میں رقیبوں سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب...؟"

"میں ابھی اور اسی وقت اِن حضرت کو رقیب ڈکلیئر کرتا ہوں کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس دِلربائے عالم پر عاشق ہو چکا ہوں۔"

"دِلربائے عالم... یہ کیا بلا ہے...؟" شکیل پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

"جاہل... ہو... تم کیا جانو... میں نے اردو کے ایک عشقیہ ناول میں پڑھا تھا... عاشق اپنی معشوقہ... اور... پھر بھول گیا... کیا کہتے ہیں... محبوبہ... محبوبہ... کو عشقِ گھاٹ... اور دِلربائے عالم کہتا ہے۔"

"ابے... قتالۂ عالم ہوگا... عاشق کے بچے..."

"اور ہاں... یہی تھا..." عمران حیرت سے بولا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا...؟"

"دیکھو۔ ڈیئر... عمران... تم اُسے اُلّو بنایا کرو جو تم سے واقف نہ ہو..."

"اچھا تو کوئی ایسا ہی آدمی پکڑ لاؤ... میں اس وقت اُلّو بنانے کے لیے بے چین ہوں... جلدی کرو... ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔"

دفعتاً اسٹار ریٹا... اُن کی طرف مُڑی... وہ اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر پام کے بڑے بڑے گملوں کے درمیان کھڑے تھے... شکیل کو دیکھ کر وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔ وہ کچھ اس طرح ان کی جانب بڑھنے لگی جیسے وہ ارادتاً ایسا نہ کر رہی ہو۔ کچھ یونہی چہل قدمی کے طور پر۔

"ارے باپ رے!" عمران خوف زدہ آواز میں بولا۔

"یہ تو اِسی طرف آ رہی ہے!"

"اکثر... میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔"

عمران نے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر لگالی۔

اسٹار ریٹا اُن کے قریب آ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ شکیل کا بڑا بھائی جمیل بھی تھا۔

"ہیلو... مسٹر شکیل..." ریٹا نے اپنی مسکراہٹ میں کچھ اور زیادہ دلکشی پیدا کر کے کہا۔ "آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی۔"

"یہی شکایت مجھے بھی آپ سے ہے..." شکیل موم کے ڈھیر کی طرح پگھل گیا...

"واہ..." وہ ہنسی... "میں تو یہیں رہتی ہوں۔"

"مگر آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں۔" شکیل نے کہا۔ "پھر بھی مجھے توقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔"

"یقیناً۔" شکیل مسکرایا۔

جمیل اس دوران عمران کو گھورتا رہا تھا جو کسی فوجی کی طرح اٹینشن کی پوزیشن میں کھڑا تھا۔ لیکن جمیل نے شکیل سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا... وہ دونوں پھر ٹہلتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے... عمران بدستور اسی طرح کھڑا رہا... جب اسٹار ریٹا اور جمیل دوسری طرف کی گھیروں میں نظروں سے اوجھل ہو گئے تو شکیل عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "تمہیں تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا..."

عمران کسی اکڑی ہوئی لاش کی طرح کھڑا رہا۔

"ارے...؟" اچانک شکیل بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کی سیاہ عینک کے شیشوں کے نیچے سے موٹے موٹے آنسو ڈھلک رہے تھے۔ پھر اس نے اُس کی عینک اتار دی... عمران کی آنکھیں کچھ ویران سی لگ رہی تھیں اور آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے... شکیل نے ایک قہقہے کے لیے اسٹارٹ لیا... لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ غلطی پر رہا ہو کیونکہ عمران کی سنجیدگی اور آنسوؤں کی روانی میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

"عمران کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" شکیل اُسے دوبارہ جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"کچھ نہیں..." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جب مجھے کوئی شعر یاد نہیں آتا تو یہی حالت ہوتی ہے... میری بہت دیر سے وہ شعر یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں... دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے... لیکن پورا شعر یاد نہیں آ رہا... تم بتاؤ میں کیا کروں۔ پچھلے سال ایسے ہی ایک موقع پر مجھے ذہنی کوفت ہو گیا تھا..."

"کیا بکواس ہے..." شکیل بے ساختہ ہنس پڑا...

"ارے لعنت ہے تمہاری دوستی پر... میں رو رہا ہوں اور تم ہنس رہے ہو... خدا تمہیں سمجھے..."

"کیا اس عورت نے تمہیں رونے پر مجبور کیا ہے؟"

"نہیں۔ وہ بے چاری کیوں۔ ویسے وہ مجھے سو فیصد پسند ہے... تمہارے بھائی جمیل تھے؟" عمران

غم زدہ لہجے میں اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے بولا۔

"تم رو کیوں رہے تھے...؟"

"میں اس لیے رو رہا تھا کہ یہ مقدر ہی کی خرابی ہے... مجھے ایک ایسے رقیب کو قتل کرنا پڑے گا جو میرے بھائی کا دوست... ارر... دوست کا بھائی ہے..."

"کیوں بک رہے ہو..." شکیل برا سا منہ بنا کر بولا۔

"میں بک رہا ہوں..." عمران دانت پیس کر بولا... "کیا حق ہے تمہارے بھائی کو... میں نے اس عورت کو آج سے اٹھارہ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا... اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بس تم جلدی سے جوان ہو جاؤ... ہاں... پھر جب میں جوان ہو گیا تو... اس نے ایک رات پھر خواب میں کہا اب تم... جلدی سے بُڈھے ہو جاؤ ہم دوسری دنیا میں ملیں گے... فرانسیسی کہیں کی... ارر... ہپ... لاحول... شاید محبوبہ کو سالی نہیں کہا جاتا۔ اچھا اب تم مجھے اجازت دو! میں ذرا ہوٹل لائٹ ہاؤس تک جاؤں گا۔"

"کیا... وہ... مجرو... اب اس کے عقیدت مندوں کی بھیڑ بھاڑ بھی دیکھتے جاؤ۔"

"نہیں... کیا تم مجھ سے ہزاروں قتل کرانا چاہتے ہو...؟"

"کیا تم کسی وقت بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے؟"

"یہ سوال اس وقت کرنا جب میں کفن میں نظر آؤں۔ اچھا ٹاٹا! میں ایک گھنٹے بعد واپس آ جاؤں گا۔"

عمران تیر کی طرح پھاٹک سے نکلا کچھ دُور پیدل چلتا رہا پھر ایک جگہ ٹیکسی مل گئی اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ٹیلیگراف آفس کے سامنے اُس نے ٹیکسی رکوائی... اور سیدھا اس کا ؤنٹر کی طرف چلا گیا جہاں سے فون پر ٹرنک کال کی جا سکتی تھی... پانچ منٹ بعد وہ طویل فاصلے سے اپنی ماتحت جولیانا فٹز واٹر سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

"جولیانا فٹز واٹر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو... شاداب نگر سے... تم اور کیپٹن جعفری پہلے ملنے والے جہاز سے شاداب نگر پہنچو... تم سب ایک طرح سے ناواقف ہو۔ اگر میں عمران پر نظر نہ رکھوں تو... وہ میری آنکھوں میں بھی دھول جھونک جائے۔"

"کیوں... کیا ہوا... جناب...؟"

"جی... حقیری جی۔"

"میں نہیں کہوں گا... [illegible] جناب۔"

"میں تمہیں ڈسچارج کردوں گا۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"تم ٹی۔ تھری بی سے واقف نہیں ہو۔۔۔ میں فرانس، بوہیمیا اور جرمنی کی بات کررہا ہوں۔"

"اوہ۔ جناب۔۔۔ میں سمجھ گئی۔۔۔ وہ یہاں۔۔۔؟"

"ہاں۔ یہاں۔۔۔ شاداب نگر میں۔۔۔ لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ تمہاری موجودگی میں بھی عمران کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا۔۔۔ اور آج وہ دونوں ایک ہی عمارت میں مقیم ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" جولیا کی آواز آئی۔ "کیا آپ نہیں جانتے کہ عمران سر سلطان کا خاص آدمی ہے۔۔۔ اور سر سلطان محکمۂ خارجہ کے سیکرٹری ہیں اور وہ اکثر اُسے ہم لوگوں پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔"

"سر سلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے۔" عمران بحیثیت ایکس ٹو غرّایا۔ "جب تک میں چاہوں وہ اس عہدے پر رہ سکتے ہیں۔ اچھا اب غیر ضروری باتیں بند۔ تم دونوں جتنی جلد ہو سکے یہاں پہنچو۔ پرنس میں تمہارا قیام ہوگا۔ میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا۔"

"شاید میں آپ کو دیکھ بھی سکوں۔"

"تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکے گی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

▼▼

شام کی چائے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ پینی پڑی۔ لیکن جمیل اس وقت بھی ان میں موجود نہیں تھا۔ شکیل نے عمران کو چھیڑنا چاہا لیکن پھر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ اداس نظر آرہی تھیں۔ عمران سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔ دفعتاً اس نے خاموشی سے نیا شغل شروع کر دیا۔۔۔ میز پر کہیں کہیں چند مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ عمران انھیں پکڑنے کے لیے آہستہ آہستہ ہاتھ بڑھاتا اور وہ اُڑ جاتیں۔۔۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہا ہو۔۔۔ شکیل کے علاوہ اور سبھی اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ شکیل کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔۔۔

"بہت مشکل کام ہے جناب۔" دفعتاً رضیہ بولی اور عمران کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ پھر بیگم جعفری کے سوا اور سب ہنس پڑے۔ عمران بھی ہنس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی میں شرمندگی بھی شامل تھی گویا وہ جھینپی ہوئی ہنسی کی ایک شاندار ایکٹنگ تھی۔

"جی۔۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ "میں بچپن میں اسی طرح مکھیاں پکڑا کرتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آ رہا تھا۔۔۔ مجھے اس وقت تک کی باتیں یاد ہیں جب میں ایک سال کا تھا۔"

"خوب۔۔۔" بیگم جعفری سنجیدگی سے بولیں۔

"جی ہاں۔ لوگوں کو یقین نہیں آتا۔۔۔ مگر جب میں اس زمانے کی باتیں کرنے لگتا ہوں تو میری ممی حیرت زدہ رہ جاتی ہیں۔۔۔ کہتی ہیں۔۔۔ ارے۔۔۔ تو اس وقت صرف کچھ ماہ کا تھا۔"

"کمال ہے۔۔۔" غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔۔۔ لیکن عمران صرف بیگم جعفری ہی سے مخاطب رہا۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ جب دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا۔ یہ غالباً سنہ ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بوڑھی عورت رہتی تھی۔"

"سنہ ۳۰ء کی بات کر رہے ہیں آپ؟" بیگم جعفری نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگیز یادداشت آپ کو دھوکا دے رہی ہے۔" انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔"

"یقین کیجیے۔۔۔ ہم نے یہ عمارت سنہ ۱۹۳۰ء میں ایک بوڑھے انگریز سے خریدی تھی۔ وہ یہاں تنہا رہتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ کوئی بوڑھی عورت نہیں تھی۔"

"میں کیسے یقین کر لوں۔۔۔" عمران بڑبڑایا۔ "میری یادداشت۔"

"آپ اپنے بیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے۔" بیگم جعفری مسکرائیں۔

"جی ہاں۔۔۔"

"تب آپ کی یادداشت پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس وقت جوان تھی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری یادداشت۔۔۔" عمران مغموم آواز میں بڑبڑا کر رہ گیا۔

چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اچھا اس بوڑھے انگریز کا نام کیا تھا؟"

"مسٹر گورڈن۔۔!"

"اُف۔۔۔ اوہ! مجھے مسٹر گورڈن یاد آ رہا ہے۔۔۔"

"یہاں کوئی مسز گورڈن نہیں تھی۔"

بیگم جعفری اُسے بولنے کا موقع دیے بغیر لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس وقت ہم اس کوٹھی کو خرید کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے۔ تم لوگوں کو کیا یاد ہوگا۔ تم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔۔۔ جس دن ہم نے کوٹھی خریدی اسی دن پولیس نے یہاں چھاپہ مارا۔۔۔ مگر گورڈن تو جا چکا تھا۔۔۔ بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ انگریز نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا۔ مہینوں پولیس ہم سے پوچھ گچھ کرتی رہی۔ عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لیٹتے ہیں اور پولیس کے آفیسر باہر دستک دے رہے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پولیس ہم پر بھی شبہ کر رہی ہو۔۔۔"

"وہ جاسوس تھا؟" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دیے بغیر بولتی رہیں۔ "پولیس والے جب بھی آتے پوری کوٹھی اُلٹ پلٹ کر رکھ دیتے۔ کچھ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو بار تلاشی لی گئی تھی۔ پھر جب تمہارے پاپا نے وائسرائے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا۔"

"فقط وائسرائے۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مینڈک پانی میں پھدک رہا ہو۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب ہنس پڑے۔۔۔ عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

"کیا آپ نے سچ مچ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی؟" بیگم جعفری نے پوچھا۔

"[illegible] ہاں تعلیم مجھے حاصل کرنی پڑی تھی۔۔۔ خدا نہ [illegible] آدمی کو انگلینڈ۔۔۔ یہ شکیل صاحب تو [illegible] وہاں پکوڑے اور بارہ مسالے کی چاٹ کھانے [illegible] تھا۔ وہاں جلیبیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ [illegible] انگریزوں۔۔۔ مگر اب سنا ہے کہ آج کل وہاں [illegible]"

"[illegible] مجھے یاد آیا۔" شکیل ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا۔ "[illegible] ہوٹل میں چکن [illegible] طلب [illegible] بیچارہ ویٹر چکن کا تلفظ صحیح کرنے کی [illegible]"

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہیں۔۔۔ شکیل کے علاوہ اور سبھی عمران کے متعلق اُلجھن ہی میں تھے۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔

عمران نے اب پھر چُپ سادھ لی تھی۔

▼▼

رات کے کھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں۔ ان کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی۔ لہٰذا دوسرے حاضرین کی بن آئی تھی۔ لڑکیاں عمران کو بات بات پر چھیڑ رہی تھیں۔

"ہمیں حیرت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آنے دیا؟" غزالہ بولی۔

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"وہاں اُس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کٹہرا خالی نہیں تھا۔" شکیل سنجیدگی سے بولا۔

عمران خاموش ہی رہا۔۔۔ وہ آسانی سے شکیل کی گردن پکڑ سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ان سب کے قہقہوں کا نشانہ بنتا رہا۔۔۔ غالباً لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شکیل کا کوئی احمق دوست ہے جسے وقت گزاری کے لیے شکیل نے مہمان بنا لیا ہے۔ ان دنوں گھر کی فضا کچھ ماتمی سی رہی تھی۔ عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا جاتا تھا۔ بیگم جعفری کو شاید ان دنوں قہقہوں سے نفرت ہی ہو گئی تھی۔ اسی لیے وہ زیادہ تر دوسروں سے الگ تھلگ رہتی تھیں۔۔۔

اس وقت رات کے کھانے پر ان کی عدم موجودگی میں سبھی دل کھول کر ہنس رہے تھے حتیٰ کہ جمیل کی بیوی رضیہ بھی اپنی ازدواجی زندگی کے پیچیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا قہقہے لگا رہی تھی۔ ٹھیک اسی وقت جمیل کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ تنہا تھا۔ اُسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

"امی کہاں ہیں؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں۔" غزالہ بولی۔ "ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"اوہ۔ اچھا! مگر وہ مجھ سے خفا ہیں۔۔۔ بہرحال اس وقت میں تم سب لوگوں کے پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ان کی نگاہیں جمیل کے چہرے پر تھیں۔

آپ تشریف رکھیے نا ...." عمران اپنی کرسی چھوڑ کر اُٹھتا ہُوا بولا۔ وہ کھانا ختم کر چکے تھے اور اب انھیں کافی کا انتظار تھا۔

"آپ تشریف رکھیے ... معاف کیجیے گا آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔ شکیل میاں نے بھی آپ کا تعارف نہیں کرایا۔"

"ارے ... میں ... میرا تعارف! ... عمران ...! یعنی کہ میرا نام عمران ہے۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر ... تشریف رکھیے۔ آپ یقیناً شکیل کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔"

"جی ہاں ... مجھے اس کا ... فخر حاصل ہے ..." عمران بیٹھتا ہُوا بولا۔

"فخر جناب ..." رضیہ نے ٹوکا۔

"اور ... تو میں نے کیا کہا تھا ..." عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ ڈیوٹ ہی خاموش رہیے!" شکیل بولا۔ چند لمحے جمیل کو گھورتا رہا پھر اُس سے پوچھا! "آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"آخر تم لوگ اشاریتا سے نفرت کیوں کرتے ہو؟ اُسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج تک میری نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزری۔"

"کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گزر چکی ہیں؟" رضیہ نے طنز آمیز لہجے میں پوچھا!

"اوہ ..." یک بیک جمیل اس طرح سمٹ گیا جیسے رضیہ نے اُسے تھپّڑ مارا ہو۔ اس کے چہرے پر اضمحلال طاری ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا ... لیکن ابھی دروازے سے باہر نہیں نکلا تھا کہ عمران اس کی طرف جھپٹا ... پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ کمرے سے باہر نکلے۔

"فرمایئے؟" جمیل راہداری میں رُک گیا ...

"آپ کو دیکھ کر نہ جانے کیوں ... میرا دل آپ کی طرف کھنچتا ہے ... آپ نے بُرا تو نہیں مانا ... اُف وہ ... دیکھیے میں کتنا بے وقوف آدمی ہوں ... اگر آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجیے گا؟"

"میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ...."

"مجھے زیادہ پڑھنے لکھنے والوں سے بڑی محبت ہے۔ شکیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت پڑھتے ہیں۔"

"نہیں، کچھ اتنا زیادہ نہیں!" جمیل ہنسنے لگا "پڑھنے کے لیے اگر عمرِ جاوداں بھی ملے تو کم ہے۔"

"سبحان اللہ۔ کتنا عظیم ... اور فلسفیانہ خیال ہے۔"

"آپ کو فلسفے سے دلچسپی ہے۔"

"بہت زیادہ۔"

"تب تو حیرت ہے کہ شکیل سے آپ کی دوستی کیوں کر ہو گئی۔"

"میرے مقدر کی خرابی جناب۔ وہ مجھے بالکل اُلّو سمجھتا ہے۔"

"اوہو۔ آیئے تو ہم ... یہاں کھڑے کیوں ہیں۔ میں آپ کو اپنا ورک دکھاؤں گا۔"

"میری خوش نصیبی ہے ... چلیے۔" عمران بڑبڑاتا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا۔ "میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کاش اپنے یہاں بھی کوئی اوریجنل تھنکر پیدا ہو سکے۔"

"ہر ذی ہوش آدمی کی یہی خواہش ہونی چاہیے۔" جمیل نے کہا۔ "مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم من حیث القوم احساسِ کمتری کا شکار ہیں۔"

"جی ہاں ... اور کیا ...؟"

"آپ شکیل کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں؟"

"جی ہاں۔ شکیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہے۔"

"کیا آپ میرے لیے اُسے کچھ سمجھا سکیں گے؟"

"کیوں نہیں! ... ضرور ... ضرور!"

"ٹھہریے! ہم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میرا خیال ہے آج صبح آپ بھی لان پر تھے۔ جب شکیل نے اشاریتا سے گفتگو کی تھی۔"

"اشاریتا؟" عمران نے اس انداز میں دُہرایا جیسے اس لفظ کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"جی ہاں ... وہ عورت جو میرے ساتھ تھی۔"

"اوہو ... وہ انگریز عورت؟"

"انگریز نہیں! سوئیس ہے۔"

"اچھا ... اچھا ... جی ہاں ... میں نے اُسے دیکھا تھا۔"

"وہ بہت ذہین عورت ہے۔ چند دنوں کے لیے

مہمان ہوئی ہے۔ لیکن گھر والوں کو یہ پسند نہیں ہے۔"

"ارے یہ وہی عورت تو نہیں! جس کے متعلق شکیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چراغ کی لَو پر روحوں سے ملاقات کراتی ہے؟"

"جی ہاں لیکن مجھے اس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو اس کی علم دوستی اور ذہانت کا قدردان ہوں ..."

"پھر میں شکیل کو کیا سمجھاؤں ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

جمیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اس نے عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ یہ کمرا کافی کشادہ تھا۔ مگر عمران کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ لائبریری تھی یا خواب گاہ۔ یہاں ایک طرف ایک پلنگ بھی تھا جس پر بستر موجود تھا۔ اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی الماریاں لگی کھڑی تھیں۔ ان الماریوں میں کتابیں تھیں۔ ایک طرف ایک بڑی میز پر اخبارات اور رسائل کے ڈھیر تھے۔

"تشریف رکھیے۔" جمیل نے پلنگ کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیٹھ گیا۔ پھر جمیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا!

"میرے خاندان کی عورتیں اشاریتا سے نفرت کرتی ہیں اور اشاریتا چاہتی ہے کہ وہ اس ملک کی عورتوں سے یہاں کے رسم و رواج کے متعلق معلومات حاصل کرے!"

"قدرتی بات ہے۔"

"لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہیں ... آپ خود سوچیے۔ وہ مجھ سے کہتی ... تمھارے گھر والے تمھاری طرح خوش اخلاق کیوں نہیں ہیں ...؟"

"ضرور کہتی ہوگی لیکن آپ کی بیگم! میرا خیال ہے ... [illegible] نہیں کرتیں۔"

"[illegible] تھا ..." رضیہ کا جملہ۔" جمیل مایوسانہ [illegible] وہ سمجھتی ہے شاید میں اشاریتا سے خصوصی [illegible] ہوں۔"

"[illegible] آپ؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"[illegible] ..."

"[illegible]؟" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"[illegible] ...؟"

"[illegible] ہے۔"

"معاف کیجیے گا آپ عجیب آدمی ہیں۔"

"عجیب ترین کہیے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "عورتوں کے ساتھ بے کار وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ .... اب یہی ہے ... کیا نام اشارکشیار ... نہیں بہرحال جو کچھ بھی نام ہو۔"

"اشاریتا۔" جمیل بڑبڑایا۔

"جی ہاں۔ جب سے میں نے اُسے دیکھا ہے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے میرے سینے میں ...؟"

"میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی ..." جمیل نے مایوسی سے کہا ... "اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔" عمران نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "اشاریتا سے میرا تعارف کرا دیجیے۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں؟" جمیل غصیلی آواز میں بولا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں ... ابھی میرا عشق تیسرے اسٹیج میں نہیں پہنچا!"

"آپ تشریف لے جایئے یہاں سے! اگر آپ شکیل کے مہمان نہ ہوتے تو ..."

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آ جاؤ۔" جمیل عمران کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہُوا بولا۔ ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

"میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔"

"اچھا!" جمیل اُٹھتا ہُوا بولا! اسی کے ساتھ عمران بھی اُٹھا! وہ راہداری ہی میں تھے کہ انھیں ایک چیخ سنائی دی ... اور جمیل بے تحاشا آواز کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر عمران نے اُسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا اور اسی کمرے سے پھر کسی عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ عمران بھی جھپٹ کر جمیل کے پیچھے ہی پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

کمرے میں ایک چھوٹی میز پر تین چراغ روشن تھے ... اور اشاریتا سامنے والی دیوار سے لگی کھڑی تھی ...

"کیا بات ہے! ..." جمیل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا، لیکن نہ تو اشاریتا کوئی جواب دیا اور نہ ہی اس کے جسم ہی میں حرکت ہوئی۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ چکے تھے! ... عمران نے دیکھا کہ اشاریتا کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہے اور

آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں جیسے اُسے کوئی خوفناک چیز نظر آگئی ہو۔ وہ پلکیں بھی جھپکا رہی تھی اور اس کی آنکھیں تینوں چراغوں پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ یہ سیاہ رنگ کے تین دیے تھے!

جن میں تیل میں ڈوبی ہوئی تین رُوئی کی بتیاں روشن تھیں۔

جمیل نے پھر اُسے مخاطب کیا۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے وہ دُور کے کسی آدمی کو پکار رہا ہو۔ دفعتاً اشاریٹا چونک پڑی اور پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "اوہ۔۔۔ مسٹر جمیل۔۔۔ خدا کے لیے ان چراغوں کو بجھا دو۔"

"کیا بات ہے؟"

"بجھا دو۔۔۔" اشاریٹا دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چیخی۔

جمیل چراغوں کی طرف مڑا اور جھک کر پھونکیں مارنے لگا۔۔۔ لیکن وہ اُن میں سے ایک کو بھی نہ بجھا سکا۔ پھونکوں کی زد پہ آئی ہوئی لوئیں منتشر سی ہوتی ہوئی معلوم ہوتیں لیکن پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتیں۔۔۔

پھر عمران نے جمیل کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔۔۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔ عمران کو حیرت ضرور ہوئی تھی لیکن اس نے خود اُن چراغوں کو بجھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس نے اشاریٹا کی طرف دیکھا جو اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹانے جا رہی تھی اور اب پھر اس کی حالت پہلے کی سی نظر آ رہی تھی!۔۔۔ دفعتاً اس نے چیخ کر کہا۔۔۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔ نکلو جلدی۔"

اور خود بھی دروازے کی طرف جھپٹی۔۔۔ جمیل اس کے پیچھے تھا۔ عمران بھی چپ چاپ باہر نکل آیا۔۔۔ اور اشاریٹا نے کچھ ایسے انداز میں دروازہ بند کیا جیسے کمرے سے کوئی چیز نکل کر اس پر حملہ کرنے والی ہو۔۔۔ عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ اشاریٹا اور جمیل دونوں بُری طرح خوفزدہ نظر آ رہے تھے۔۔۔ جمیل اُسے سہارا دے کر اپنی خواب گاہ کی طرف جانے لگا۔ عمران اُس کے پیچھے چلتا رہا۔۔۔ دفعتاً جمیل اس کی طرف مُڑ کر بولا۔

"آپ کہاں آ رہے ہیں۔۔۔"

"میرے لائق کوئی خدمت" عمران نے بڑے سعادتمندانہ انداز میں پوچھا۔

"جی نہیں۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں" جمیل نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ عمران جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز سی مسکراہٹ تھی۔ جمیل نے اشاریٹا سمیت خوابگاہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے فون پر نمبر ڈائل کیے اور دُوسری طرف سے اُس کی ماتحت جولیانا فٹزواٹر کی آواز آئی!

"ایکس ٹو اسپیکنگ" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یس سر"

"میں صبح سے کئی بار رنگ کر چکا ہوں"

"جی ہاں۔ میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی"

"کیا معلوم کیا؟"

"۱۹۳۰ء میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو انگریز ظاہر کرتا تھا اور شلاب نگروالے اُسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے۔۔۔ لیکن حقیقتاً وہ ایک جرمن جاسوس تھا۔ جو پہلی جنگ عظیم کے زمانے ہی سے یہاں مقیم تھا۔۔۔ یہ راز اس وقت کھلا جب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے غائب ہو چکا تھا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں" عمران بولا۔ "لیکن پولیس اس عمارت کی تلاشی کیوں لینا چاہتی تھی؟"

"مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا"

"معلوم کرو۔ یہ بہت ضروری ہے"

"میں ڈی تھری بی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جناب۔ کیا وہ بہت بوڑھی ہے"

"نہیں تمہاری ہی جیسی عمر ہوگی۔۔۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں یقین نہیں کر سکتی جناب"

"خود جا کر دیکھ لو" عمران بولا۔ "اُن لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں"

"بہت بہتر۔ میں اُسے قریب سے دیکھوں گی مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے آپ کے بیان پر یقین نہیں آیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں ڈی تھری بی کا نام بہت عرصے سے سُنا جاتا ہے۔ اس حساب سے اُسے کم از کم ڈیڑھ سو سال کی ہونا چاہیے"

"کیا تمہیں نہیں معلوم اس گروہ پر حکومت کرنے والی ڈی تھری بی کہلاتی ہے۔ خواہ اُس کا پیدائشی نام کچھ ہو۔۔۔

دُوسری جنگ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ اور اس زمانے کی ڈی تھری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت الفانسے کے ساتھ جرمنی سے فرانس بھاگ گئی تھی۔ پھر اس نے وہاں ایک جرمن جاسوس کے فرائض انجام دیے۔ دُوسری جنگ عظیم میں فرانس کی تباہی کی ذمے دار زیادہ تر یہی عورت تھی۔ ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشہور ہوگئی تھی لیکن اس کی صداقت میں دُنیا کے سارے ممالک کو شبہ ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا"

"مگر اس عورت کی پہچان کیا ہے جناب" دُوسری طرف سے آواز آئی۔

"سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ اگر تم اس کا حلیہ لکھنے بیٹھو تو تمہیں دانتوں پسینہ آجائے۔۔۔ تم اس کا صحیح حلیہ نہیں بیان کر سکتیں۔ قریب سے وہ کچھ معلوم ہوتی ہے دُور سے اور کچھ معلوم ہوتی ہے۔ مختلف پہلوؤں سے بالکل مختلف نظر آئے گی"

"بڑی عجیب بات ہے"

"تم دیکھو تو اُسے۔۔۔ بہ آسانی اُسے دیکھ سکتی ہو۔ مقدر کا حال معلوم کرنے کی بھیڑ کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو۔ وہ خود کو ایک سوئیس عورت ظاہر کرتی ہے۔ تم بھی سوئیس ہو۔ لہٰذا تم اس سے کھُل مل بھی سکتی ہو"

"بہت بہتر جناب۔ میں ایسا ہی کروں گی!"

عمران نے سلسلہ منقطع کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر رُک گیا۔

"ہیلو جولیا!"

"یس سر!"

"اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایمپائر میں آجاؤ"

"بہت بہتر جناب" دُوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

▼▼

اُسی شام کو عمران نے شکیل کو بڑی بدحواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وہ عمارت کے اُس حصے سے آ رہا تھا جہاں جمیل رہتا تھا۔

"اوہ۔۔۔ عمران۔!" وہ اُسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "جمیل بھائی خطرے میں ہیں! چلو۔۔۔"

پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا اسی طرف لے جانے لگا! جدھر سے دوڑتا ہوا آیا تھا۔

"کیا بات ہے! کچھ بتاؤ گے بھی؟"

"وہ اپنی خواب گاہ کا دروازہ اندر سے پیٹ پیٹ کر چیخ رہے ہیں اور میں نے روشندان سے دُھواں نکلتے دیکھا ہے"

راہداری کے موڑ پر عمران کو بھی جمیل کی چیخیں سُنائی دیں۔۔۔ خواب کا دروازہ بند تھا۔ اور اُسے اندر سے پیٹا جا رہا تھا۔۔۔ اور روشندان سے دُھواں نکل کر فضا میں چکرا رہا تھا۔۔۔

"یہ دروازہ اندر سے بند ہے!۔۔۔" عمران نے کہا۔

"پتا نہیں کیا معاملہ ہے۔۔۔ خدا کے لیے جلدی کرو" شکیل کا دم پھولا ہوا تھا۔

"اندر سے کھولو!" عمران دروازے پر ہاتھ مار رہا تھا۔

"نہیں کھلتا۔۔۔" جمیل گھُٹی گھُٹی سی آواز میں بولا۔

"اچھا! پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔ دروازے سے الگ ہٹو!"

عمران نے پانچ قدم پیچھے ہٹ کر بائیں شانے سے دروازے پر ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔ دروازے کے پاٹ چرچرا کر ٹوٹ گئے۔۔۔۔ اندر دھواں بھرا ہوا تھا!۔۔۔ اور جمیل کی کتابوں کی الماریاں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں! شکیل نے جمیل کو کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اشاریشا بھی ہے اندر۔۔۔!"

"آپ یہیں ٹھہریے۔"۔۔۔ شکیل کہتا ہوا پھر اندر گھس گیا۔۔۔ لیکن اس بار یہاں کا منظر پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا۔۔۔ اشاریشا فرش پر چت پڑی تھی اور عمران اسی کے قریب اس طرح آنکھیں بند کیے اور ہاتھ جوڑے دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے پوجا کر رہا ہو اور اس کے سر پر دھواں چکراتا پھر رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" شکیل بدحواسی میں چیخا۔

"اٹھو جا۔۔۔" عمران انگریزی میں بڑبڑایا۔ "ایک جلتی ہوئی الماری ہم دونوں پر ڈھکیل دو پھر میں دیکھوں گا کہ رقیب روسیاہ کہاں تک ہمارا تعاقب کر سکتا ہے۔"

"خدا کے لیے۔" شکیل بے بسی سے بولا۔ "کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ آگ پورے کمرے میں پھیل رہی ہے۔۔۔"

"پھیلنے دو۔۔۔ جاؤ یہاں سے!" عمران پھر انگریزی میں بولا۔ "تم میرے رقیب کے بھائی ہو۔۔۔ اس لیے میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ لاؤ میں خود ہی اشاریشا کے کپڑوں میں آگ لگا کر یہیں جل مروں گا۔"

دفعتاً اشاریشا نے کراہ کر کروٹ بدلی اور پھر یک بیک بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ مگر عمران کی حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔۔ اشاریشا نے سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی۔

"خدا سمجھے تم سے۔" عمران دانت پیس کر بولا۔ "شکیل کے بچے آخر ہو نا رقیب کے بھائی۔" پھر پانچ چھ ملازم ہاتھوں میں پانی کی بالٹیاں لٹکائے ہوئے اندر گھس آئے۔۔۔

آگ پر جلد ہی قابو پا لیا گیا۔۔۔ تینوں الماریاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو چکی تھیں، دو گھنٹے بعد۔ جمیل عمران کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی محبوبہ کو جل کر مر جانے دیتا۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا اور شکیل ہنسنے لگا۔

اس وقت کمرے میں بیگم جعفری بھی موجود تھیں! انہوں نے عمران کے اس جملے کو بڑی حیرت سے سنا۔ رضیہ کے چہرے پر اب بھی ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ قطعی خاموش تھی۔ غزالہ اور روحی آہستہ آہستہ سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ ان میں اشاریشا موجود نہیں تھی۔

"کیا تم اب بھی اس عورت کو یہاں سے نہیں نکالو گے؟" بیگم جعفری نے جمیل سے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے امی؟" جمیل نے مغموم آواز میں جواب دیا۔ "میں خود ہی درخواست کر کے اسے یہاں لایا تھا۔ اب میں کس منہ سے کہہ سکتا ہوں۔ لیکن اگر وہ خود ہی جانا چاہے گی تو میں اسے روکوں گا نہیں۔ آپ یقین کیجیے۔"

"جمیل کیوں میری زندگی کے پیچھے پڑے ہو؟"

"امی۔ خدا کے لیے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ خلاف ادب ہے کہ میں اسے یہاں سے چلے جانے کو کہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب وہ خود بھی یہاں نہ رکے گی۔"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں۔" شکیل نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اچھا بس۔" جمیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔" پھر وہ کمرے سے چلا گیا۔

بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور نڈھال سی ہو کر آرام کرسی میں گر گئیں۔

"شکیل کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟" دفعتاً عمران نے ان سے پوچھا۔

"جی۔۔۔؟" بیگم جعفری۔ یہ سمجھتی ہوئی بولیں۔ "میں آپ کا سوال نہیں سمجھی۔"

"یعنی کیا یہ حضرت آپ کے فرمانبردار۔۔۔"

"مجھے کسی سے بھی فرمانبرداری کی خواہش نہیں ہے لیکن میں انہیں غلط راہوں پر نہیں دیکھ سکتی!"

"یار تم کہاں کی باتیں لے بیٹھے ہو۔" شکیل جلدی سے بولا۔ "آخر یہ دونوں کمرے میں کیا کر رہے تھے اور آگ کیسے لگی؟ اشاریشا بے ہوش کیوں ہو گئی تھی؟"

"اب تک جو کچھ بھی ہوا ہے میں اس پر خاک ڈالتا ہوں۔ بس اب تم دونوں بھائی ریشا سے دستبردار ہو جاؤ۔ وہ میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی۔"

بیگم جعفری اس جملے پر ہکا بکا رہ گئیں۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کو گھور رہی تھیں جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"اوہ۔۔۔ ساحتی!" شکیل بے ساختہ ہنس پڑا۔ "آپ اس کی باتوں میں نہ آئیے۔ یہ اس صدی کا سب سے بڑا مکار آدمی ہے!"

"خدا جانے تم لوگ کیا کر رہے ہو!" بیگم جعفری نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور اٹھ کر چلی گئیں۔ ان کے ساتھ ہی رضیہ بھی اٹھی تھی۔ لیکن غزالہ اور روحی وہیں بیٹھی رہیں۔

"تم کیوں فضول بکواس کر رہے ہو۔" شکیل نے عمران سے کہا۔

"ہائیں۔ یہ بکواس ہے!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ میری زندگی اور موت کا جواب ہے۔۔۔ ن نہیں۔۔۔ سوال ہے۔۔۔"

"تم لوگ جاؤ۔" شکیل نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ برا سا منہ بناتے ہوئے طوعاً و کرہاً اٹھیں اور باہر چلی گئیں۔

"اب بکو کیا بک رہے تھے؟" شکیل عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ فی الحال ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو!"

"مگر آگ کیسے لگی تھی؟"

"آٹھ بجے تک میں تمہیں بتا دوں گا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لہٰذا اس سے پہلے مجھے بور کرنے کی کوشش نہ کرو۔"

"تم نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ وہ پچھلی رات کو تقریباً [illegible] حالت میں چکراتی پھر رہی تھی۔"

"یقیناً ایسا ہوا ہوگا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور اس [illegible] رہے گا جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں [illegible]"

[illegible] مقصد ہی پر روشنی ڈال سکتے۔" شکیل بولا۔ [illegible] تلاش کرتی ہے۔ اب بس مجھے [illegible] تلاش کرنے لگے گی۔" [illegible] عمران بھی کچھ سوچنے لگا تھا۔

••

[illegible]

سیلزمین تقریباً ایک گھنٹے سے اس موٹر کار کی تعریف میں رطب اللسان تھا جسے وہ فروخت کرنا چاہ رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ اس کی قیمت نو سو پچاس پونڈ ہے۔" گاہک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا اس میں کچھ شامل ہے؟"

"نہیں جناب۔ ٹائروں کی قیمت اس میں شامل نہیں ہے۔"

"ارے۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" خریدار چلایا۔ "تصویر میں کار کے ساتھ ٹائر بھی ہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے جناب، تصویر میں تو کار کے اندر ایک خوبصورت لڑکی بھی بیٹھی ہوئی ہے۔" سیلزمین نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"میں اپنے مقدر کا حال معلوم کرنے آئی ہوں۔۔۔"

"مگر کیا تم نے پھاٹک پر وہ بورڈ نہیں دیکھا جس پر تحریر ہے کہ مس اشاریشا بیمار ہو گئی ہیں اس لیے کسی سے نہیں مل سکتیں۔"

"مجھ سے وہ ضرور ملے گی۔ میں اس کی ہمجولی ہوں۔" بڑھیا نے جواب دیا۔

"کیا تم تنہا ہو۔۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"تمہیں اس سے کیا سروکار۔۔۔"

"میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا۔"

"دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو۔۔۔"

"میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں تقریباً ڈیڑھ سو شہد کی مکھیاں ہیں۔۔۔ اور تم ویسے ہی کافی شہد واقع ہوئی ہو۔ اگر تم نے ذرا سی بھی بے ہودگی کی تو۔۔۔ سمجھتو گے۔۔۔ کیپٹن جعفری باہر موجود ہے۔۔۔"

"اس کی مونچھیں مجھے پسند ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم مجھے بالکل اچھی نہیں لگتیں۔۔۔"

عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ روش تنگ تھی کیونکہ دونوں طرف مہندی کی باڑھیں تھیں، راستہ مسدود ہو گیا تھا۔

"میں سچ کہتی ہوں۔ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

"میں تم سے شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "ویسے اگر تم اپنی آمد کا مقصد بتا دو تو شاید میں راستے سے ہٹ جانے کے امکانات پر غور کرنا

ضروری سمجھوں۔"

"یہاں تمہاری موجودگی کیا معنے رکھتی ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں یہاں مینڈکوں کے عروج و زوال پر غور کرنے کے لیے اکٹھا آیا ہوں۔"

"اور میں اس لیے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈکوں کا لیڈر بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا دے دوں۔"

"گندے تالاب میں تو میں اس بچے کو دھکا دوں گا جو خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ سامنے آسکے۔ آخر کب تک ایک نہ ایک دن... تم جانتی ہو نا۔ میں عمران ہوں... تمہیں کئی بار میرا تجربہ ہو چکا ہے۔"

جولیا کچھ سوچنے لگی پھر مسکرا کر بولی۔ "کیا اس عمارت کے مکینوں سے تمہارے تعلقات ہیں۔"

"یہ عمارت۔ ہاں۔ یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے شکیل جعفری۔"

"اور یہ اشاریتا تمہارے ہی ایما پر یہاں آئی ہے۔"

"ہاں۔ بالکل... کیونکہ میں اس سے وہ کرنے لگا ہوں... کیا کہتے ہیں اسے یعنی وہ جس میں راتوں کو نیند نہیں آتی... کچھ ماہنے والے بھی کرنی پڑتی ہے..."

"تم جیسے ڈفر کو وہ کبھی نہیں ہو سکتا..." جولیا مسکرا کر بولی۔

"تم بھلا میرے دل کا حال کیا جان سکتی ہو۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لہجے میں کہا۔

جولیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ شکیل اسی روش پر آنکلا۔ عمران ابھی تک اسی طرح ہاتھ جھینپنے کھڑا تھا۔ شکیل تیز قدموں سے چلتا ہوا اُن کے قریب پہنچ گیا۔

"اوہ۔ ہیپ۔" عمران دونوں ہاتھ گرا کر اس کی طرف مڑا اور اُردو میں بولا۔ "یہ دیکھو۔ یہ لڑکی بھی اشاریتا ہی کی طرح سرنیس ہے کیسی لگتی ہے تمہیں!"

شکیل اس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا۔ جولیا بھی کم حسین نہیں تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" شکیل نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مزے کر رہا ہوں۔ اگر تم اس لڑکی کو مہمان بناؤ تو تمہاری امی کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے۔"

"کیا بکتے ہو۔۔"

"تجربے کے طور پر میری جان۔۔"

"بکواس مت کرو۔ بتاؤ یہ کون ہے۔"

جولیا اردو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ اس نے اکتا کر کہا۔ "میں مس اشاریتا سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اوہ ہو، آپ نے وہ بورڈ نہیں دیکھا۔" شکیل گڑبڑا کر بولا۔

"میں اس کی ہمدرد ہمجولی۔ وہ مجھ سے ہر حال میں ملے گی۔"

"اچھا دیکھیے۔ میں اطلاع پہنچاتا ہوں۔ آپ کا کارڈ۔"

جولیا وینٹی بیگ سے اپنا کارڈ نکالنے لگی۔

شکیل اس کا کارڈ لیتا ہوا بولا۔ "چل کر بیٹھیے اندر۔ یہاں اس طرح کھڑے رہنا تو اچھا نہیں معلوم ہوتا!"

"یہ آدمی میرا راستہ روکے ہوئے ہے۔" جولیا عمران کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے بولی۔

"کیا پہلے سے تمہاری جان پہچان ہے؟" شکیل نے عمران سے اُردو میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں... ویسے یہ لڑکی مجھے تمہارے لیے اچھی لگتی ہے اگر اسے مہمان بنانے کا ارادہ ہو تو میں اس کو اشاریتا سے نہ ملنے دوں۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" شکیل جھنجلا گیا۔ پھر اس نے جولیا سے انگریزی میں کہا۔ "آیئے چلیے۔"

عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیا شکیل کے ساتھ چلی گئی۔ عمران وہیں روش پر ٹہلتا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد جولیا واپس آئی۔ شکیل اس کے ساتھ تھا!

"کیوں کیا ہوا؟" عمران نے اُردو میں پوچھا۔

"اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔" شکیل نے جواب دیا۔

"اچھا اب تم براہِ کرم واپس جاؤ... تم بالکل گدھے ہو اور میرا کھیل بگاڑ دو گے۔ قطعی نہیں۔ کچھ نہیں بس چلے ہی جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

شکیل خاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا۔

عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"تم اشاریتا سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔ کیا تمہارے چیف سے آفیسر سے تمہیں کوئی ہدایت ملی ہے۔"

"وہ چیف ہی سہی۔" جولیا مجا ساتھ منہ بنا کر بولی۔ "لیکن کیا وہ مجبورت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا... کیا اس نے تمہارے منہ سے شکار نہیں چھینے ہیں۔"

"اوہ...!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے تسلیم ہے۔ لیکن میں اُسے کسی دن روشنی میں لا کر ذلیل کروں گا۔ میرا نام عمران ہے۔"

"تمہارے فرشتے بھی ہمارے چیف آفیسر تک نہیں پہنچ سکیں گے۔" جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"بہت جلد۔ مستقبل قریب میں۔ ویسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔"

"یہی سمجھ لو... پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم سمجھ یا نہ سمجھو۔ ایکس تو خوب سمجھتا ہے۔ اور تم اتفاق سے نادانستہ طور پر اُسی کے لیے کام کر رہے ہو۔"

"اس کی ایسی کی تیسی۔" عمران بڑی طرح جھنجلا گیا۔ "اگر وہ اس معاملے میں دخل انداز ہوا تو میں اس کی دھجیاں بکھیر دوں گا۔"

"روتے کیوں ہو۔" جولیا ہنس پڑی۔

"اچھی بات ہے میں اُسے خبردار کر دوں گا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔"

"اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لیے زندہ نہ رہو گے۔"

"راستہ اُدھر ہے۔" عمران نے پھاٹک کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ جولیا کھڑی ہے یا چلی گئی۔

وہ پورچ سے برآمدے میں داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اُسے مخاطب کیا۔ "اے۔۔! مسلا نا! ذرا ایک منٹ۔"

عمران رک کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑاکی عورت کی طرح جھنکار کر بولا۔ "تم خود مسلا نا۔"

"یہ عورت کون تھی..."

"میری بھابی کی سالی... تم سے مطلب..."

"یہاں کیوں آئی تھی...؟"

"شکیل کے ساتھ اس کی شادی ہو گی۔ پھر دیکھوں گا تمہاری امی جان کو۔"

"کیا..." غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ "تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"خدا کرے تمہاری امی مر جائیں..." عمران دانت پیس کر بولا اور غزالہ کا کا کھڑی رہ گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے

اس کے جواب کے لیے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں... عمران اُسے متحیر کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا۔ وہ سیدھا اس حصے کی طرف آیا جہاں جمیل رہتا تھا... وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور اشاریتا بھی وہیں تھی۔ عمران اجازت لیے بغیر کمرے میں گھستا چلا گیا۔

"ہائیں۔ کیا... یعنی کہ..." جمیل اچھل کر کھڑا ہوا۔ ہکلایا۔ اشاریتا جو شال میں لپٹی ہوئی ایک آرام کرسی پر دراز تھی بوکھلا کر سیدھی بیٹھ گئی۔

"میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"کم از کم... آپ کو اجازت تو لینی چاہیے تھی!" جمیل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ارے واہ... تو گویا... کیوں جناب... کیا میں نے آپ کی خوابگاہ کا دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا...؟"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے آدمی ہیں۔"

"قماش کیا چیز ہے... ذرا مجھے اس کے معنی بتا دیجیے... پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا!"

"آپ اگر اس وقت مجھے معاف کریں تو بہتر ہوگا!" جمیل نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے... آج میں فیصلہ کروں گا۔"

"کس بات کا..."

"یہ عورت آپ سے محبت کرتی ہے یا مجھ سے۔"

گفتگو اردو میں ہو رہی تھی اس کے باوجود بھی جمیل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ کن انکھیوں سے اشاریتا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔

عمران بڑبڑاتا رہا۔ "کل جو کچھ بھی ہوا یہ میری دعاؤں کا اثر تھا... ایک جلے بھنے دل کی آہیں تھیں جنھوں نے تمہاری خوابگاہ میں آگ لگا دی تھی... اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹ گئے تو خود بھی جل بھن کر کباب ہو جاؤ گے۔"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔" جمیل حلق پھاڑ کر چیخا۔

"کیا بات ہے۔" اشاریتا نے انگریزی میں پوچھا۔

"یہ آدمی مجھے خواہ مخواہ غصہ دلاتا ہے..."

"کیا یہ انگریزی نہیں بول سکتا... یہ کون ہے۔ تم کہہ رہے تھے کل اسی نے ہماری جانیں بچائی تھیں۔"

"میں انگریزی بول سکتا ہوں۔" عمران نے سعادت مندانہ

انداز میں سر ہلا کر کہا: "مگر انگریزی میں اظہارِ عشق کے طریقے سے ناواقف ہوں۔"

"کیا مطلب:... اسٹاریشا کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"عشق...."

"چلے جاؤ.... یہاں سے....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر پھینک مارنے کے لیے ایک گلدان اٹھایا۔ لیکن اس کا وار خالی گیا۔ گلدان سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ریزے چھنچھناتے ہوئے فرش پر بکھر گئے!

عمران نے پادریوں کے سے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے بددعا دی.... اور اسٹاریشا کو بُرے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

●

اسی رات کو شکیل، اسٹاریشا کی پُراسرار نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے عمارت کے ایک ویران حصے میں تنہا کھڑا تھا.... دو بج چکے تھے اور سردی شباب پر تھی: آسمان صاف تھا: اور تاروں کی دودھیا روشنی ہر طرف بکھری ہوئی تھی:.... شکیل ایک ستون سے چپکا کھڑا تھا:.... اس نے اسٹاریشا کو اب تک زیادہ تر اسی حصے میں دیکھا تھا: - آج عمران بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اب اس وقت شکیل نہیں کہہ سکتا تھا کہ عمران کہاں ہوگا! عمارت کے اس حصے تک وہ ساتھ ہی آئے تھے۔ لیکن پھر وہ کسی دوسری طرف کھسک گیا تھا.... چونکہ تاروں کی چھاؤں میں دیکھ لیے جانے کا خدشہ تھا اس لیے شکیل نے اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنا مناسب نہ سمجھا: جس ستون کے پیچھے چھپا تھا کافی جسیم تھا.... اُسے زیادہ دیر تک بیکار نہیں کھڑے رہنا پڑا.... سامنے تاروں کی ملگجی روشنی میں ایک متحرک سایہ نظر آ رہا تھا! یک بیک وہ ستون سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گیا اور ساتھ ہی شکیل کی آنکھوں کے سامنے ستارے اُڑنے لگے۔ اور وہ کسی تناور درخت کی طرح زمین پر آ رہا: تاریکی سے کیا جانے والا حملہ کچھ اتنا ہی شدید تھا۔ اس کے سر پر کسی وزنی چیز سے ضرب لگائی گئی تھی.... اس کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی۔ حالانکہ زمین پر گرتے وقت بھی اُسے ہوش تھا۔ پھر اس کے بعد اسے یاد نہیں کیا ہوا؟ دوسری بار آنکھ کھلنے پر اُسے اپنا سر مراد سے بھرا ہوا پھوڑا معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سر الگ کرائے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گی! اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اُسے اپنے چاروں طرف گہرے زرد رنگ کے غبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا! اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں.... کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور اس کے علاوہ بھی اُسے کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہو رہا تھا جیسے کسی گھنے جنگل میں آندھی آ گئی ہو۔ آہستہ آہستہ یہ شور ختم ہو تا گیا اور اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے پھر آنکھیں کھولیں اس بار اُسے دھندلے دھندلے سے در و دیوار نظر آئے اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند ہٹتی گئی۔ وہ ایک اچھے خاصے سجے ہوئے کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر یہ کمرا جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا۔ شکیل نے اُٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا.... اور ایک بہت ہی لطیف خوشبو سے اس کا دماغ معطر ہو گیا۔ اس پر ایک حسین چہرہ جھکا ہوا تھا۔

"لیٹے رہیے۔" ایک مترنم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔ "آپ کا سر بُری طرح زخمی ہے۔"

شکیل بے حس و حرکت رہ گیا۔ لڑکی بہت حسین تھی.... اور معصوم بھی۔ عمر بمشکل اٹھارہ سال رہی ہوگی: وہ مشرقی حُسن کا ایک بہترین نمونہ تھی۔

"میں کہاں ہوں۔" شکیل بدقت کہہ سکا۔

"دوستوں میں.... آپ فکر نہ کیجیے! کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں؟"

"جی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" شکیل نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا تھا۔"

"اچھا تو....؟"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کم سے کم الفاظ میں کہیے اور خاموش ہو جائیے۔"

"یہاں مجھے کون لایا ہے۔"

"اچھا میں بتاتی ہوں۔ لیکن آپ خاموش ہی رہیے گا کچھ لوگ آپ کو بے ہوشی کی حالت میں کہیں لے جا رہے تھے۔ میرے بابا ڈیوٹی پر تھے۔ انھوں نے ان لوگوں کو ٹوکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ دو آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔"

"کیا کوئی غیر ملکی عورت تھی؟"

"آپ پھر بولے.... میں یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی۔ بابا نے مجھے جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں۔ تفصیل آپ انھیں سے پوچھ لیجیے گا۔ ویسے میں یہ اور بتا سکتی ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے تھیلے میں بند تھے۔ جب بابا نے انھیں ٹوکا تو وہ تھیلا چھوڑ کر بھاگ گئے آپ بے ہوش تھے۔"

"آپ کے بابا کیا کرتے ہیں۔"

"ان کا تعلق محکمۂ سراغرسانی سے ہے۔"

شکیل خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا شاید اسٹاریشا اس بات سے واقف ہو گئی ہے کہ میں اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں اسی لیے آج مجھ پر حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ لوگ اس کے ساتھ ہی ناکام رہے۔"

"آپ کے بابا کہاں ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بس آپ سو جائیے ذرا سی دیر میں سویرا ہو جائے گا! بابا صبح آپ سے ملیں گے پھر پولیس کو باقاعدہ طور پر اس کی رپورٹ دی جائے گی۔"

شکیل خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھی.... وہ اتنی دلکش تھی کہ شکیل کو اپنی سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا وہ اُسے متواتر دیکھے جا رہا تھا اور لڑکی اسرار بار اپنا سر جھکا لیتی تھی.... پھر شکیل نے سوچا کہ اُسے اس طرح دیکھنا چاہیے: اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد [illegible] سو گیا۔ اسے نیند کی بجائے غشی ہی کہنا زیادہ [illegible] سر کی تکلیف نیند سے مجبور نہیں کر سکتی [illegible] وہ اندازہ نہیں کر سکا.... [illegible] اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ آنکھ [illegible] دیکھتے دیکھتے رہ گئی [illegible] کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"[illegible] محسوس کر رہے ہیں۔" لڑکی [illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا دولت کی کمی تھی؟

کرنے جانے والوں کے ساتھ تھی۔ وہ اس کی شکل اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔ مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے۔"

"کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی۔"

"کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے۔" لڑکی نے پوچھا۔

"جی ہاں اسی لیے تو میں اس کا حلیہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔"

"بابا سے آپ آدھ گھنٹے بعد مل سکیں گے۔"

وعدہ کے مطابق اس نے آدھے گھنٹے بعد شکیل کو اپنے بابا سے ملایا....

"یہ بابا ایک قوی ہیکل اور دراز قد بوڑھا تھا.... اگر اس کے بال سفید نہ ہوتے تو اسے کوئی بھی "بابا" کہنے پر تیار نہ ہوتا! اس کے صحت مند اور توانا چہرے پر گھنی دار بے داغ سفید مونچھیں بڑی عجیب لگتی تھیں۔ وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ شکیل سے اس کے متعلق استفسارات کرتا رہا پھر بولا۔ "تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"جی ہاں.... آپ براہ کرم بتائیے کہ....؟"

"ٹھہریے....!" بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "آپ کے سر میں چوٹ کیسے لگی تھی...؟"

"چوٹ....!" شکیل کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "میں یہ نہ بتا سکوں گا البتہ پچھلی رات معمول کے مطابق میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ مجھے اتنا ہی یاد ہے! بعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم ہوئی تھیں۔"

شکیل نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا۔ وہ [illegible] نظروں سے شکیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر دفعتاً اس نے پوچھا۔

"آپ کو اس سلسلے میں کسی نہ کسی پر شبہ تو ہوگا ہی۔"

"حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے مجھ پر۔" شکیل نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں "مجھے کسی پر شبہ نہیں ہے ...؟"

"کسی عورت کا کوئی قضیہ ..." بوڑھے نے کہا اور پھر لڑکی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اب یہاں کی موجودگی ضروری نہ ہو۔ لڑکی چپ چاپ اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔

شکیل ہونے ہونے اپنی ناک سہلاتا ہوا بولا "آج تک کوئی عورت میری زندگی میں داخل نہیں ہوئی ...؟"

"کوئی ایسی عورت جس نے زبردستی آپ کی زندگی میں داخل ہونے کی کوشش کی ہو ...؟"

"کاش کبھی ایسا بھی ہوا ہوتا۔" شکیل نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا آپ کسی ایسی عورت سے واقف ہیں جس کے اوپری ہونٹ بائیں جانب ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہو ... اور ٹھوڑی میں گڑھا۔"

"کیا مطلب۔" شکیل نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا۔

"لیٹے رہیے ... آپ کا سر زخمی ہے۔" بوڑھے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا اس عورت کی ناک میں سرخ نگینے کی کیل بھی تھی۔"

"آہا ... ٹھہریے ..." بوڑھے کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں اور وہ آہستہ آہستہ سر ہلاتا رہا ... پھر بولا۔ "یقیناً تھی ... مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں نے آج تک کسی الٹرا موڈرن لڑکی کو ناک میں کیل پہنے نہیں دیکھا ... یہ معمولی سی چیز نامکمل ہی میں سے ہونے کی بنا پر مجھے یاد رہ گئی ہے ..."

شکیل کا پورا جسم پسینے میں ڈوب گیا۔ کیونکہ یہ جمیل کی بیوی رضیہ کا حلیہ تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد نحیف سی آواز میں پوچھا۔

"کیا ایسی ہی کوئی عورت ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تھی ...؟"

بوڑھے نے اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شکیل نے آنکھیں بند کر لیں۔ بوڑھے نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ ایسی کسی عورت کو جانتے ہیں۔"

"نہیں ... میں نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے ناک کی کیل کا حوالہ کیوں دیا تھا۔"

"اوہ ... بس یونہی ... زبان سے نکل گیا تھا۔"

"میں اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آخر آپ کیوں چھپا رہے ہیں بتا نہیں وہ لوگ آپ سے کیا برتاؤ کرتے؟"

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ ناک کی کیل کا حوالہ قطعی اتفاقیہ تھا۔ بس یونہی زبان سے نکل گیا۔"

"میں لاکھ بار بھی تسلیم نہیں کر سکتا ..."

"نہ کیجیے ..." شکیل نے جھنجھلا کر کہا ... پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "اس لہجے کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ دراصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔" بوڑھا مسکرایا۔ "اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھیے مگر ایک درخواست ہے۔ ایک نہیں بلکہ دو۔"

"فرمایئے، فرمایئے۔"

"تاوقتیکہ میں مجرموں کا پتا نہ لگا لوں آپ یہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے گا! میں اس معاملے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں کہ فی الحال اس واقعے کی رپورٹ تک باقاعدہ طور پر درج نہیں کرانا چاہتا۔ یہاں آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ ان کا ذمے دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی نہ کسی مالدار آدمی کو پکڑ کر اس کے لواحقین سے بھاری بھاری رقموں کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں کی پولیس عرصے سے پریشان ہے۔ لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ بوڑھے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "اور دوسری بات بھی سن لیجیے۔ میں بہت صاف گو آدمی ہوں۔ ہر آدمی کو صاف گو ہونا چاہیے ... آج کل کے نوجوانوں میں ایک بڑا خبط پایا جاتا ہے جہاں کوئی عورت یا لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہوتا لیکن یہ چھچھورے مجنوں کی سی حرکتیں کر کے خواہ مخواہ دوسرے نکتہ ہائے نظر سے بھی انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ یہ لڑکی جو پچھلی رات سے آپ کی خدمت کرتی رہی ہے اس پر رحم کیجیے گا۔ یہ بہت پُرخلوص لڑکی ہے ... اور میری اکلوتی بچی ... میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا۔" شکیل کو اپنی آواز حلق میں پھنستی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا کہ جواب میں کیا کہے۔ ویسے بوڑھا اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی کمرے سے جا چکا تھا۔

•

جعفری منزل میں سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ شکیل کی پُراسرار گمشدگی بیگم جعفری کے لیے نئی الجھنیں لے آئی ... پہلے تو وہ

سمجھتی رہیں کہ شکیل خلاف عادت انھیں مطلع کیے بغیر کہیں چلا گیا ہے ... لیکن جب کافی وقت گزر گیا تو پریشانی بڑھ گئی ... شکیل اور جمیل شروع ہی سے ان کے پابند رہے تھے۔ انھیں جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے۔ جمیل تو سختی سے اس اصول پر کاربند تھا۔ البتہ شکیل کبھی کبھی بتائے بغیر باہر بھی چلا جاتا ... مگر وہ جہاں بھی ہوتا فون پر اس کی اطلاع بیگم جعفری کو ضرور دے دیتا تھا! دن ڈھل گیا مگر شکیل واپس نہ آیا۔ ... بیگم جعفری پاگلوں کی طرح ساری عمارت کے چکر کاٹ رہی تھیں۔ ایک جگہ عمران سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جو ایک ستون سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے کھڑا تھا!

"کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا۔" بیگم جعفری نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک پڑا۔

"جی ... ؟" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"میں شکیل کے متعلق کہہ رہی ہوں۔"

"او۔ ہاں ... ایسا میزبان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا ... مجھ سے کہا تھا کہ پکنک پر چلیں گے ... اور خود غائب۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں ...؟"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا ...؟"

بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر آگے بڑھ گئیں ... عمران بدستور وہیں کھڑا رہا ... کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ اس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ اس کمرے میں جا گھسا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو ...؟" اس نے نمبر ڈائل کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کون ہے؟"

"جعفری ... جناب۔"

"جولیانا ... کیا کر رہی ہے ..."

"وہ سیاہ ٹاٹ والوں کے پیچھے ہے۔"

"ٹھیک۔ تم جعفری منزل پہنچ جاؤ۔ تمہیں اس عورت پر نظر رکھنی ہے۔ آج شاید وہ تنہا باہر جائے گی۔ بس تمہیں صرف اس کا تعاقب کرنا ہے ... اور کسی معاملے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ وہ کچھ ہو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ غزالہ سے ٹکرائی۔ "آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ بھیا کہاں ہیں؟" اس نے ناک چڑھا کر کہا۔

"آپ کے بھیا نے میری مٹی پلید کر دی۔" عمران گلوگیر آواز میں بولا!

"کیوں۔"

"انھوں نے مجھے بڑا دھوکا دیا ہے۔"

"کیا دھوکا دیا ہے؟" غزالہ اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں ... آپ سے کیا بتاؤں؟"

"آپ مجھے ان کا پتا بتایئے۔ میں اور کچھ نہیں جانتی۔"

"پتا اچھا کہیں نوٹ کر لیجیے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"جعفری منزل شاداب نگر۔"

"اچھی بات ہے۔ نہ بتایئے۔" غزالہ دانت پیس کر بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ آپ بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"میں بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر بتاتے کیوں نہیں۔۔۔"

"بتاتا ہوں۔۔۔ مگر تم میرے کہنے پر اعتبار کرو گی؟"

"کیوں نہ کروں گی۔"

"وہ جہاں کہیں بھی ہیں، بالکل بخیریت ہیں۔ تم اپنی امی سے کہہ دو، خواہ مخواہ بور نہ ہوں۔"

"اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی۔ بتا کر نہیں جا سکتے تھے!"

"مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں۔ یہ نہیں جانتا کہ کہاں گئے ہیں۔ مجھ سے کہا تھا کہ جلد ہی واپس آ جاؤں گا۔"

"ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں۔"

"کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔" عمران بھنا کر بولا۔

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" غزالہ نے جلے بھنے لہجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ عمران پھر اس کمرے میں داخل ہوا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ اس بار اُس نے جولیا کے نمبر ڈائل کیے۔ جواب ملنے میں دیر نہیں لگی۔

"یس سر۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا ہوا۔۔۔ بیبی؟"

"بڑی دشواری پیش آ رہی ہے جناب۔ کیس بہت پرانا ہے۔ اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے۔۔۔ اس عمارت سے متعلق غیر ملکی جاسوس کی کہانی ضرور مشہور ہے لیکن تفصیل کسی کو نہیں معلوم۔۔۔ البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ کچھ بتا سکے۔"

"کون ہے؟"

"ایک ریٹائرڈ سی آئی ڈی سب انسپکٹر۔۔۔ جو اس زمانے میں یہیں تھا۔ مگر وہ دمہ کا مریض ہے۔۔۔ آج کل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ میں نے تحریر کے ذریعہ گفتگو بتانا چاہا لیکن اس کے ہاتھ میں رعشہ بھی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں عمران سے مدد حاصل کرو۔"

"وہ کیا کر سکے گا۔"

"کچھ نہ کچھ کر ہی لے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے اسے بری طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال میرے پیچھے سے نہیں نکل سکتا۔ اس سے جو کام چاہو لے لو۔۔۔"

"تو میں اُسے وہاں لے جاؤں۔۔۔ (بہرہ آدمی آج کل ایک سرکاری شفاخانے میں ہے۔۔۔"

"ہاں۔ تم اسے وہاں لے جاؤ۔۔۔ اچھا ہاں۔ سیاہ ٹائی والوں کا کیا رہا؟"

"سب ٹھیک ہے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ صرف کچھ عرصے تک کے لیے اپنی حرکات جاری رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ اچھا!۔۔۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

••

شکیل سکڑا سمٹا ایک آرام کرسی میں پڑا ہوا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل بھاگے۔ اس گھر کے مکین اپنے مزاج اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے عجیب تھے۔ بوڑھے سے وہ گفتگو کر ہی چکا تھا۔ اور اب اس کے بعض الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ دنیا کا کوئی باپ اپنی لڑکی کے معاملے میں اتنا صاف گو نہیں ہو سکتا۔ شکیل اب تک درجنوں آزاد خیال قسم کے لوگوں سے مل چکا تھا لیکن اسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے اس سے کہا ہو کہ وہ اس کی لڑکی سے ملنے جلنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ معمولی رسم و راہ عشق و محبت کی منزلیں نہ طے کرنے پائیں۔ یہ تو باپ کی ہدایت تھی اور لڑکی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار شکیل کے کمرے میں آ جاتی تھی۔ اس سے گھنٹوں گفتگو کرنا چاہتی تھی۔ ایک بار تو اس نے اس کا سر دبانے کی کوشش کی تھی اور شکیل اس طرح بوکھلا گیا تھا جیسے اُس نے سر کاٹ لینے کی دھمکی دی ہو۔ شکیل اس سے بھاگنا چاہتا تھا۔ اس کے باپ کا خوف کچھ اس طرح اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ ویسے حقیقت یہ تھی کہ وہ لڑکی اُسے بے حد پسند تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بس اس کے قریب بیٹھی بچوں کے انداز میں ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہے۔۔۔ اس کا طرز گفتگو بڑا دلکش تھا۔۔۔ مگر جب شکیل ذہنی طور پر اس کی گفتگو کے تانے بانے میں پھنسنے لگتا تو اس کے تخیل میں دو بڑی بڑی سفید اور گھنی مونچھیں اس طرح گھس آتیں جیسے آدم کی جنت میں سانپ! یہاں دو نوکر بھی تھے اور یہ دونوں اپنے مالک سے بھی زیادہ عجیب تھے۔ ان میں سے ایک گونگا اور دوسرا بہرہ۔۔۔ ایک کے ساتھ حلق پھاڑنا پڑتا تھا اور دوسرے کو کچھ سمجھانے کے سلسلے میں اچھی خاصی ورزش ہو جاتی تھی۔

سب باتوں کے علاوہ شکیل کے ذہن پر ایک بہت بڑا بوجھ بھی تھا۔ رضیہ کا مسئلہ! اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نے اس پر حملہ کیوں کرایا تھا اور اُسے کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ دو آدمی کون تھے جنہوں نے اُسے اُٹھا رکھا تھا!۔۔۔ شکیل کو یہاں محض اسی لیے روکا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفتیش کی جا سکے۔ بوڑھا پولیس آفیسر اُسے بہت ذہین اور آزمودہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن شکیل میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے رضیہ کے متعلق کچھ بتا سکتا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلاصی ہو تو خود اس واقعے کے متعلق چھان بین کرے۔ دوسری طرف اسے بیگم جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لیے بے حد پریشان ہوں گی۔ اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھر فون کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ لیکن بوڑھے نے منع کر دیا تھا۔ اب شکیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس کے ہاتھ میں سرخ گلاب کے کئی پھول تھے۔

"آپ کو گلاب یقیناً پسند ہوں گے؟" اُس نے کہا۔

"ہاں۔ بہت۔۔۔" شکیل کے ہونٹ کانپنے لگے۔۔۔

"میں آپ ہی کے لیے لائی ہوں۔۔۔"

"شکریہ۔" پھول لیتے وقت شکیل کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ وہ قریب ہی کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "ان [illegible] گلدستے میں لگا دیجیے۔۔۔ مجھ سے نہیں [illegible]"

شکیل کا پورا جسم کانپنے لگا۔ حلق خشک ہونے لگا [illegible]۔۔۔ اور سفید مونچھیں کسی خودرو بیل کے [illegible] اس پر چھپنے لگیں۔

"[illegible]" وہ اس کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی۔

"[illegible] یہ پھول۔۔۔" شکیل ہکلایا۔

"[illegible] ایک پھول [illegible] گلدستے میں لگا دیجیے!"

"[illegible] والد صاحب۔۔۔"

"[illegible] والد صاحب۔۔۔ آپ کیا کہنا [illegible]"

[illegible]

لگا دیں۔۔۔ اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں۔" وہ بچوں کی طرح ٹھنک ٹھنک کر بولی۔

"لگا۔۔۔ لگاتا ہوں۔" شکیل تھوک نگل کر بولا۔

اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ گلدستے کی طرف بڑھے اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہی ہی ہی ہی۔" دفعتاً دروازے کی طرف سے کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔

یہ دونوں اُچھل پڑے۔۔۔ گونگا نوکر دروازے کے قریب کھڑا ہنس رہا تھا۔

"سور کا بچہ!" لڑکی جھلا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں مگر وہ برابر ہنسے جا رہا تھا۔ شکیل کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ بہا، اور سفید مونچھیں پھر اس پر چڑھ دوڑیں۔

لڑکی نے نوکر کے سر پر دو تین دھول رسید کر دیا۔ مگر وہ بدستور ہاتھوں سے آنکھیں بند کیے ہنستا رہا۔

"یہ کم بخت اتنا ڈھیٹ ہے کہ کیا بتاؤں۔" لڑکی نے شکیل کی طرف مڑ کر کہا۔ "آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا۔"

شکیل نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ واقعی کچھ خیال نہ کرے گا۔ پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی اس کے چہرے پر ندامت کے آثار نظر آنے لگے۔ مگر سفید مونچھیں۔۔۔ اگر اس نوکر نے اشاروں سے بوڑھے کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا سمجھ بیٹھے گا۔ شکیل کو اختلاج ہونے لگا۔ لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔ شکیل کے رہے سہے اوسان بھی جواب دے گئے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر ایسے میں بوڑھا آ جائے تو کیا ہوگا! لڑکی پھر آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ شکیل کی سانسیں چڑھتی رہیں۔

"اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو؟" شکیل نے سوال کیا۔

"تو کیا ہوگا۔ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کیوں یاد کر رہے ہیں؟"

شکیل اس بات کا کیا جواب دیتا۔ ویسے سفید مونچھیں اب بھی اُسے کسی مرکھنے بیل کے سینگوں ہی کی طرح دھمکا رہی تھیں۔

"کیا آپ کو میرے والد صاحب سے [illegible] معلوم ہوتا [illegible]"

"جی ہاں۔ بہت۔"

"ارے وہ تو بہت نرم دل اور نیک آدمی ہیں۔"

شکیل اُسے کس طرح بتاتا کہ اُن دونوں کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہو چکی تھی۔

دفعتاً کمرے کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور شکیل کا دل دھڑکنے لگا۔ دروازہ کھلا اور بوڑھا اندر داخل ہوا۔۔۔ پہلے تو وہ دروازے ہی پر رُکا، اور پھر اُن کے قریب آکر بولا۔ "بے بی۔ تم ابھی شہر نہیں گئیں۔؟" اس نے لڑکی سے پوچھا۔

"اب جاؤں گی۔ ذرا ان کے لیے کچھ گلاب لائی تھی۔" لڑکی نے بھولے پن سے کہا۔ "ڈیڈی یہ آپ سے بہت ڈرتے ہیں۔"

"کیوں۔ اوہ!" بوڑھا مسکرایا۔

"یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"تم جاؤ اب شہر۔ دیر نہ کرو۔ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آجانا۔"

"میں پھر بھی جاؤں گی ڈیڈی۔" وہ پھر بچوں کی طرح ٹھنکی۔

"نہیں آج نہیں! پھر کبھی چلی جانا۔ تمہارے گھر مہمان ہیں۔"

"تو مہمان کو بھی لے جاؤں نا!"

"نہیں۔ یہ نہیں جائیں گے۔ کیوں؟" وہ شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گا۔" شکیل جلدی سے بولا۔

"میں پھر آپ سے نہیں بولوں گی!"

"جاؤ بے بی۔۔۔ خدا کے لیے دیر نہ کرو ورنہ پھر واپسی کب ہوگی؟"

لڑکی چند لمحے کھڑی سوچتی رہی پھر چلی گئی۔۔۔ بوڑھے نے شکیل سے کہا۔ "مجھے کسی حد تک کامیابی ہوگئی ہے۔ آج میں نے اس عورت کو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں دیکھا تھا۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ وہ جانتا تھا کہ برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس رضیہ کے والدین کی قیام گاہ ہے ممکن ہے آج وہ وہاں گئی ہو۔ اس کی اُلجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر وہ کیا کرے۔ کیا وہ اُسے بتا دے کہ وہ اس کے بڑے بھائی کی بیوی ہے! کیا سچ مچ رضیہ اپنے راستے سے بھٹک گئی ہے؟ اگر یہی بات ہوئی تو وہ لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل جانے پر خود اس کی پوزیشن کیا ہوگی؟ ممکن ہے اسے مجرم قرار دیا جائے، کیونکہ وہ اس سلسلے میں اپنی معلومات کا اظہار نہ کرکے قانون کی راہ میں روڑے اٹکانے والا بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

"دیکھیے۔۔۔" شکیل کچھ دیر بعد بولا۔ "اس قصے کو ختم کیجیے اور مجھے گھر جانے دیجیے۔ میرے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے۔ میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتا جو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں رہتی ہو۔"

بوڑھا سر ہلا کر مسکرایا۔ پھر بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کی بیوی محترمہ رضیہ کو نہیں جانتے۔"

شکیل کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوگئے۔ اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم کا سارا خون منجمد ہوگیا۔ بوڑھا اُسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں آپ کیا سوچنے لگے۔؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہوجاتا۔"

"ٹھیک ہے جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پڑ جائے تو یہی سوچنا چاہیے۔ رضیہ کی گزشتہ زندگی تراب آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہے آپ لوگ اس خاندان میں رشتہ کرکے بڑے خسارے میں رہے!" بوڑھے نے کہا۔

"میں آج بھی تین ایسے سزا یافتہ آدمیوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں!"

"خدا کے لیے اب بس کیجیے۔" شکیل نے اپنے دونوں کان بند کرلیے اور بولا۔ "اب میں جاؤں گا! آپ مجھے نہیں روک سکیں گے!"

"عقل کے ناخن لیجیے صاحبزادے۔ کیا آپ سچ مچ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک میں مل جائے؟ میں دوسری طرح معاملات کو سلجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"میں انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا خاندان بدنامی کا شکار نہ ہونے پائے۔۔۔ اور مجرم اپنی سزا کو پہنچ جائیں۔ اس کے لیے آپ کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"کیا کرنا پڑے گا؟"

"فی الحال خاموشی سے یہیں رہیے۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ اس کا چہرہ اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ کوئی دائم المریض ہو۔

جولیانافٹز واٹر عمران سے ملی۔ عمران پر حماقت طاری نظر آرہی تھی اُس نے اس سے کہا کہ وہ اُسے سول اسپتال تک لے جانا چاہتی ہے۔

"مجھے کئی سال سے بخار نہیں آیا۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہیں مر جانے کا مشورہ نہیں دے رہی۔" جولیا نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ڈی مٹری بی کے متعلق کچھ معلومات فراہم کرسکیں گے۔"

"تب تو تم نے یقیناً انفیرن کھانی شروع کردی ہے۔ ڈی مٹری بی کے متعلق وہاں کیا معلوم کروگی۔؟"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کررہا ہے؟"

"مجھے معلوم ہے۔"

"کیا تلاش کررہا ہے۔۔۔؟"

"اصلی سلاجیت اور ہیرے کا سرمہ۔"

"یہ کیا چیزیں ہیں۔"

"بڑی نایاب چیزیں ہیں۔ مگر تم مجھے کیوں لے جانا [illegible]۔؟"

"تمہارے بغیر یہ کام نہ ہوسکے گا۔"

"کام کی نوعیت۔۔۔؟"

"لمبی کہانی ہے۔ مگر تم یہ بتاؤ کیا تمہیں علم ہے کہ اس [illegible] نے یہ عمارت کس سے [illegible] ہے۔"

"ایک غیر ملکی سے جو حقیقتاً جرمن جاسوس تھا۔" عمران [illegible]

"[illegible] خدا!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "تم کبھی تیچھے [illegible]"

[illegible] ہوں۔

[illegible] میں ایک ایسا مریض موجود ہے جو اس کے [illegible] مطلب ہے کہ۔۔۔ وہ ایک [illegible] سال پہلے جب [illegible] اس جرمن جاسوس [illegible]

[illegible]

[illegible] جولیا نے

تجزیہ انداز میں کہا!

"بس اب تم جاسکتی ہو۔ میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہ لیا کرو۔"

"وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"میری نظروں میں اس گھبرے کی کوئی وقعت نہیں۔ آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا؟"

"کام کی بات کرو عمران۔۔۔ میں اس ریٹائرڈ سارجنٹ سے ملی تھی۔ لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔"

"کیوں؟"

"وہ دمہ کا مریض ہے۔ آج کل اس پر دورے کا حملہ ہوا ہے جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کرسکتا۔"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "جب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جا کر کیا کروگی؟"

"مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح اس سے معلوم کرلوگے۔"

عمران حسب عادت وقت برباد کرتا رہا۔۔۔ پھر دونوں سول اسپتال کے لیے روانہ ہوگئے۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد عمران جولیا پر بری طرح برس رہا تھا، کیونکہ یہ لمبی دوڑ قطعی بے نتیجہ ثابت ہوئی تھی۔ مریض کے لواحقین اُسے اسپتال سے لے جاچکے تھے! تقریباً ایک گھنٹے بعد جولیا اسپتال کاغذات سے اس کا پتا معلوم کرسکی۔

"حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس کے عزیز اُسے یہاں سے کیوں لے گئے!" عمران نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

"اس نے خود ہی جانا چاہا تھا۔" جولیا نے جواب دیا۔ "میٹرن کا یہی بیان ہے۔"

"خیر۔ تو پھر۔ کیا اب اس کے گھر چلنے کا ارادہ ہے؟"

"قطعی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔"

آج تم میری مٹی پلید کروگی شاید۔ چلو۔" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ پھر اُنھوں نے ایک ٹیکسی لی اور معلوم کیے ہوئے پتے پر روانہ ہوگئے۔

"لیکن وہ ہمیں کیا بتا سکے گا!" عمران نے کہا۔ "تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔"

"یہی کہ ڈی مٹری بی کو کس چیز کی تلاش ہے؟"

"کس نے تمہیں غلط راستے پر لگایا ہے۔"

"کیوں؟..."

"اگر کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ اُسے کس چیز کی تلاش ہے تو وہ اس کے ظہور سے پہلے ہی اُسے حاصل کر چکا ہوتا۔"

"مگر میری معلومات کے مطابق پولیس سیکڑوں بار اس عمارت کی تلاشی لے چکی ہے۔"

"بہت پُرانی کہانی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں جانتا ہوں پولیس کافی دنوں تک سرگرداں رہی تھی..."

"اس مریض سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ پولیس کو جس چیز کی تلاش تھی وہ اُسے ملی تھی یا نہیں۔"

"ارے باپ! چل تو رہا ہوں..." عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "بیکار کان نہ کھاؤ۔"

"تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو!..." جولیا نے چڑ کر کہا۔

"میں خود کو ایک شادی شدہ آدمی سمجھتا ہوں.... اس لیے... بس... ہم شاید پہنچ گئے..."

ٹیکسی ایک عمارت کے سامنے رُک گئی تھی... کرایہ جولیا ہی نے ادا کیا۔ اور وہ دونوں اُتر کر عمارت کی طرف بڑھے۔ برآمدے میں ایک نوکر موجود تھا...

"ہمیں مسٹر ینگ سے ملنا ہے..." عمران نے اس سے کہا۔

"وہ بہت بیمار ہیں جناب۔"

"ہمیں معلوم ہے۔ ہم انھیں دیکھنے آئے ہیں! کل اسپتال میں ملاقات ہوئی تھی۔"

"اچھا تو ٹھہریے۔ میں بیگم صاحبہ کو اطلاع دیتا ہوں۔" نوکر نے کہا اور اندر چلا گیا۔

"مجھے تعجب ہے کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی میں وہ اب تک کیسے زندہ رہا!" عمران بڑبڑایا۔

"جس طرح تمھیں بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں موت نہیں آتی۔" جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔ اتنے میں نوکر نے آکر ان سے اندر چلنے کی درخواست کی۔

وہ انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر چلا گیا۔ مریض تک پہنچنے میں پندرہ منٹ صرف ہو گئے۔ وہ ایک پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح اُچھل اُچھل رہا تھا۔ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ نوکر انھیں وہاں چھوڑ کر جا چکا تھا...

"جولی... ڈارلنگ..." عمران آہستہ سے بولا۔ "ابھی تمھاری شادی ہوئی ہے اور نہ میری۔"

"کیا بکواس ہے...؟"

"اگر ہم نے ایک منٹ کے اندر ہی اندر شادی نہ کر لی تو یہ بوڑھا پھر سے جوان ہو جائے گا۔"

"میں سچ مچ کہتی ہوں کہ اتنے گھونسے رسید کروں گی کہ تم اپنی شکل بھی نہ پہچان سکو گے۔"

دفعتاً مریض نے آنکھیں کھول دیں۔ سرخ سرخ ڈراؤنی آنکھیں... اور عمران جھک جھک کر اسے آداب کرنے لگا...

پھر دروازے کی طرف مڑا جہاں تین آدمی کھڑے تھے... ان میں سے ایک نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ جولیا بھی بوکھلا کر مڑی... اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ ان تینوں کی ٹائیاں سیاہ تھیں... اور وہ ایکس ٹو کی ہدایت پر ایک بار ان لوگوں کا تعاقب بھی کر چکی تھی... ان کے متعلق ایکس ٹو کا خیال تھا کہ وہ اشاریتا کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

"میں نہ کہتا تھا کہ شادی کر ڈالو۔" عمران رونی صورت بنا کر بولا۔

بوڑھا مریض اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا... پھر وہ پلنگ سے نیچے اُترا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک دراز قد آدمی تھا۔ اس نے اپنی سفید داڑھی بھی چہرے سے ہٹا دی۔

"لو دیکھو..." عمران نے آہستہ سے کہا۔ "ہو گیا جوان"

جولیا کچھ نہ بولی وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ چہرے کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ اس نے بڑی مضبوطی سے عمران کی کلائی پکڑ لی۔ "تم لوگ کون ہو؟" لمبے آدمی نے گرج کر پوچھا۔ جو کچھ دیر پہلے دمے کا ایک قریب المرگ مریض تھا۔

"ہم لوگ۔" عمران بوکھلا سا منہ بنا کر بولا۔ "عورت مرد ہیں! ہم مسٹر ینگ سے ملنے آئے تھے۔"

"کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"کیا آپ مسٹر ینگ ہیں؟"... عمران نے حیرت سے کہا پھر جولیا سے بولا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ مسٹر ینگ مرض کی شدت کی بنا پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے۔"

"میں کیا بتاؤں۔" جولیا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔... "تم خود دیکھ رہے ہو...!"

"کس چکر میں ہو تم لوگ؟" لمبے آدمی نے گرج کر [illegible]

"مسٹر ینگ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ اب ہم شادی کر لیں یا نہیں۔"

"میں تمھیں بولنے پر مجبور کر دوں گا..." [illegible]

کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگوائی تھیں اور وقت گزر رہا تھا۔

کیپٹن جعفری کی شخصیت بڑی شاندار تھی۔ وہ ایک قد آور اور بارعب آدمی تھا!... شاید اس کی چڑھی ہوئی گھنی مونچھیں ہی تھیں جنھوں نے اسے اتنا بارعب بنا دیا تھا... حالانکہ فوج سے علیحدہ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا لیکن جعفری کے انداز اب بھی فوجیوں کے سے تھے... کسی زمانے میں وہ ملٹری کی سیکرٹ سروس کا ایک سرگرم آفیسر تھا۔ لیکن اب عمران کی ماتحتی نے سارے کس بل نکال دیے تھے اور وہ ایکس ٹو سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتا تھا۔

جعفری وہیں بیٹھا رہا! ابھی تک اشاریتا کے معتقدین کا تانتا نہیں ٹوٹا تھا۔ جعفری کبھی اشاریتا کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی سیاہ ٹائی والے کی طرف۔

سیاہ ٹائی والے نے کوڈیری چاکلیٹ کا ایک پیکٹ اس طرح ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اسے کسی کو دکھانا چاہتا ہو۔ ایک بار اشاریتا کی نظر اس کی طرف اٹھی اور سیاہ ٹائی والا پیکٹ پھاڑ کر اس میں سے چاکلیٹ نکالنے لگا، پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف چلا گیا... جعفری کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی رہی۔ اب وہ زینوں پر تھا۔ اشاریتا اب بھی بار بار اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے چہرے پر پہلا سا اضطراب باقی نہیں رہا تھا۔ تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد جعفری نے سیاہ ٹائی والے کو اوپری منزل سے واپس آتے دیکھا اور پھر وہ نیچے آکر سیدھا باہر نکلا چلا گیا۔ دفعتاً اشاریتا [illegible] بے چینی نظر آنے لگی... وہ اس وقت اپنے [illegible] کا [illegible] دیکھ رہی تھی۔

[illegible] کے ذہن میں ایک نیا خیال سر اُبھار رہا تھا... [illegible] اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی [illegible] کے لیے رُک کر اس نے کچھ سوچا اور [illegible] کرنے لگا...

[illegible] اس کی تیز اور متجسس [illegible] رہی تھیں...

[illegible] بائیں جانب زینوں کے [illegible]

لگے ہوئے اسٹینڈ میں کوڑے کچرے کی بالٹیاں لٹک رہی تھیں۔ جعفری کی تیز نظریں بالٹیوں پر پڑتی ہوئی دوسری جانب مڑنے والی ہی تھیں کہ وہ ٹھٹک گیا... ایک بالٹی میں کوڈیری چاکلیٹ کے پیکٹ کا کور مُڑی تُڑی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

جعفری نے بڑی پھرتی سے اُسے اٹھا لیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ ساتھ ہی وہ اُسے کھولتا بھی جا رہا تھا۔ کاغذ کی تہوں کے درمیان ایک ایسا کاغذ نظر آیا جس پر پنسل سے کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس نے کاغذ کے ان سارے ٹکڑوں کو جیب میں ٹھونس لیا اور واپسی کے لیے مڑا۔

پھر وہ اس وقت ہال میں پہنچا جب اشاریتا اپنی میز سے اٹھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اٹھے۔ لیکن اشاریتا نے مسکرا کر ان سے کچھ کہا اور وہ بیٹھ گئے۔ وہ بڑے پُروقار انداز میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی زینوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔

جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی۔ جعفری نے چاروں طرف ایک اُچٹتی سی نظر ڈال کر جیب سے کاغذ کے ٹکڑے نکال لیے پھر ان میں سے وہ کاغذ الگ کیا جس پر پنسل کی تحریر تھی اور بقیہ کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ وہ اُسے پڑھ رہا تھا۔

تدبیر کامیاب رہی ایک عورت اور ایک مرد ہماری قید میں ہیں۔ مرد کچھ بے وقوف سا معلوم ہوتا ہے۔ وہ دیسی ہے لیکن عورت اطالوی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے ابھی اپنی صحیح قومیت نہیں بتائی۔ ابھی تک ہم ان سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے۔ انھیں فور مینشن اسٹریٹ والے مکان میں رکھا ہے۔ یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ وہ کل کتنے آدمی ہیں۔ ان سے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کیا جا سکا.... اب ہم حکم کے منتظر ہیں۔"

تحریر ختم کر کے جعفری نے ایک گہرا سانس لیا۔ اسے علم تھا کہ جولیا آج عمران کو سول اسپتال لے جائے گی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی مصروفیات سے لاعلم نہیں رکھتے تھے...۔ وہ سوچنے لگا ممکن ہے وہی دونوں ان کے ہاتھ لگے ہوں۔

وہ اپنی میز سے اٹھ کر کاؤنٹر پر آیا جہاں فون رکھا تھا۔

اس نے سب سے پہلے جولیا کے لیے ہوٹل میں فون کیا... لیکن وہاں سے جواب ملا کہ وہ تو صبح کی گئی ہوئی ابھی تک واپس نہیں آئی... کیپٹن جعفری نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے عمران

عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"کیا میں اتنی دیر سے بول نہیں رہا؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"تم کون ہو؟ مسٹر بیگ سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"میں عبدالمنان ہوں! بیگ صاحب سے اس لیے ملنا چاہتا تھا کہ ان سے اس شادی کی اجازت لے سکوں۔"

"یہ لڑکی یوریشین ہے۔۔۔ مسٹر بیگ کی بھتیجی۔ ابھی حال ہی میں اٹلی سے آئی ہے۔ کل پہلی بار مسٹر بیگ سے اسپتال میں ملی تھی۔"

"یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔" لمبے آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "۔۔۔ ان دونوں کو اس کمرے سے لے چلو۔۔۔ پھر دیکھیں گے۔"

"کیا گود میں لے چلوگے۔۔۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"خیر میں تو گود میں بھی چل سکتا ہوں۔ مگر خبردار اس لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ میں یہیں خودکشی کر لوں گا۔"

سیاہ ٹائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن سے ریوالور لگا دیا اور اس پر تھوڑی سی طاقت صرف کرتا ہوا بولا۔ "چلو۔"

جولیا عمران کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔ عمران نے روہانسی آواز میں کہا "لعنت ہے ایسے چچا پر! کیا یہ خود تم سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ تم نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس وقت اس کی ساری ذہانت رخصت ہو گئی تھی۔۔۔ انھیں ایک دوسرے کمرے میں لایا گیا۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں تنہا رہ گئے۔۔۔ عمران نے کسی لڑاکا عورت کی طرح پینترہ بدلا۔ "کس گدھے نے تمھیں یہ مشورہ دیا تھا مجھے اس مصیبت میں پھنسا دو۔"

"میں نہیں سمجھ سکی کہ یہ کیا ہو گیا!!"

"اگر میں مار ڈالا گیا تو تم سے سمجھ لوں گا۔"

"کچھ سوچو۔ رہائی کے لیے کچھ سوچو۔۔۔" جولیا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"میں کیا سوچوں۔ اب بلاؤ اپنے چچے آفیسر کو۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"تمھیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا!"

"کیا مطلب یہاں۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں کہا۔

"مطلب یہ کہ اس نے کہا تھا۔۔۔ بیگ کے معاملے میں عمران سے مدد لو! وہ اس سے گفتگو کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ پیدا کر ہی لے گا۔"

"اس کے باپ کا نوکر ہے عمران۔" عمران غرایا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ کہتی بھی کیا! وہ خود بھی بوکھلا گئی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"کل جب میں اس بوڑھے سے ملی تھی، تو وہ اتنا توانا نہیں تھا اور نہ اتنا لمبا تھا! مجھے یقین ہے، کل والا بوڑھا مسٹر بیگ ہی تھا مگر یہ۔۔۔ سب کچھ شاید آج ہی ہوا ہے۔ ٹی تھری بی کے ساتھی ہم پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔"

"تم نے خواہ مخواہ میری اسکیم بھی برباد کر دی۔"

"میں کیا کرتی۔ مجھے تو بہر حال ایکس ٹو کے حکم کی تعمیل کرنی تھی۔"

"اچھا تو کرو تعمیل۔ میں تو خودکشی کرنے جا رہا ہوں۔"

•

جیسے ہی اسٹاریٹا کی کار جعفری منزل سے نکلی۔ کیپٹن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ ایک ٹیکسی میں تھا۔۔۔ اسٹاریٹا تنہا تھی۔۔۔ گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ کچھ دیر تک تو ایسا معلوم ہوتا رہا جیسے وہ یونہی بے مقصد مختلف سڑکوں کے چکر لگا رہی ہو۔۔۔ پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ کیپٹن جعفری نے اُسے کار سے اتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا۔

وہ بھی ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی وہیں کھڑی رہی۔ ہال میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اسٹاریٹا اپنے معتقدوں میں گھر گئی ہے۔ یہاں بہتیرے لوگ اُسے پہچانتے تھے۔

جعفری نے قریب ہی ایک میز انگیج کر لی۔ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا! اسٹاریٹا کی میز کے گرد کئی کرسیاں تھیں مگر اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظریں بار بار ایک جانب اٹھ رہی تھیں۔ پہلے تو جعفری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا لیکن پھر جب ایک بار اسی سمت اس کی نظر اٹھی تو اُسے اپنی محنت بار آور ہوتی معلوم ہوئی۔ وہ ایک [illegible] تھا جسے اسٹاریٹا بار بار دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کافی [illegible] پر تھا اور اس کے گلے میں سیاہ ٹائی تھی۔ جولیا نافٹز واٹر کی تحقیق تھی کہ اسٹاریٹا جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے وہ عموماً [illegible] ٹائیاں استعمال کرتے ہیں۔

جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے لیے جعفری منزل فون کیا! لیکن وہاں سے کسی نے بتایا کہ عمران دس بجے سے غائب ہے۔

اب وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگا۔ کیا ایکس ٹو کو بھی ان حالات کا علم ہو گا! کاش اُسے ایکس ٹو نے اپنا فون نمبر بھی بتایا ہوتا۔۔۔

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ کر ایک ستون کی اوٹ میں آ کھڑا ہوا۔۔۔ اسٹاریٹا اوپر سے واپس آ گئی تھی! لیکن چونکہ یہاں سے فاصلہ زیادہ تھا اس لیے جعفری اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا! ویسے اُسے یقین تھا کہ شدید قسم کی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو گئی ہو گی۔ اگر اس کے ارد گرد معتقدین کی بھیڑ نہ ہوتی تو شاید وہ یہاں رک بھی نہ سکتی۔ جعفری سوچ ہی رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے کہ اس نے اسٹاریٹا کو پھر اٹھتے دیکھا شاید وہ اب ان لوگوں سے معذرت طلب کر رہی تھی۔

معتقدین کی بھیڑ اُسے کار تک پہنچانے گئی۔ جعفری اب دیکھنا چاہتا تھا کہ اسٹاریٹا کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔

جیسے ہی اس کی کار حرکت میں آئی۔ اس کے پیچھے جعفری کی ٹیکسی بھی چل نکلی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی مایوسی کی حد [illegible] جب اس نے اگلی کار کو جعفری منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے دیکھا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔۔۔ پہلے وہ سمجھا تھا کہ [illegible] اسٹاریٹا غیر متوقع طور پر اپنے ایک آدمی کے پیغام سے [illegible] ہو جانے کے بعد معلومات حاصل کرنے کے لیے کوئی نہ [illegible] تلاش کرے گی۔

بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا [illegible] کسی طرح فورتھ اسٹریٹ کی اس عمارت کا پتا [illegible] کوشش کرے جہاں اس کی دانست میں وہ دونوں [illegible]

[illegible] کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔ لہٰذا وہاں کسی [illegible]

[illegible]

"اصولوں کے اختلاف پر میں نے استعفیٰ دے دیا"

* * * * * * * * * * * * * * *

"کیا آج پیچھے کو نہیں ملی؟"

* * * * * * * * * * * * * * *

مسکراتی بھی ہو! کاش میں نے شہد کی مکھیوں والا تھیلا اسی دن تم پر خالی کر دیا ہوتا۔۔۔ تم سے خدا سمجھے۔"

"تو پھر کوئی تدبیر نکالو نا۔" جولیا دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہوئی بولی۔ "کب تک یہاں رہیں گے؟"

"تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر بیٹھ جاؤ اور میں حلق پھاڑ پھاڑ کر بھیرویں گاؤں۔"

"بھیرویں کیا۔۔؟"

"بھیرویں تمھارے چیف آفیسر کی دُم میں بندھے ہوئے پھندنے کو کہتے ہیں۔"

جولیا ہنسنے لگی لیکن ہنسی میں زندگی نہیں تھی۔ عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ٹی تھری بی صرف وقت گزار رہا ہے۔"

"وقت گزاری سے کیا مراد ہے؟"

"اسے جس چیز کی بھی تلاش تھی شاید مل گئی۔"

"یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو؟"
"پھر بحث شروع کی تم نے؟"
"میں بحث نہیں کرتی۔ میں صرف اس خیال کی وجہ دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ خیر اسے بھی جانے دو۔ یہی بتا دو کہ وہ اس چیز کے حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم ہے؟"
"وہ سوچتی ہوگی کہ کہیں اس کی محنت برباد نہ ہو جائے۔ کیوں کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اسے اس کا احساس ہو گیا ہے ورنہ وہ ہمیں اس طرح قید کیوں کرا دیتی۔"
"یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی۔ میں تو کوئی منطقی دلیل چاہتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔
"اچھا بس اب اپنی ٹائیں ٹائیں ختم کرو...... میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں......!"
"کچھ اور نہیں۔ بلکہ رہائی کی تدبیر۔" جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔
"رہائی کی تدبیر کیا سوچنا ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں آتے...... اگر وہ لوگ مار ڈالنے کی دھمکی دیں تو انھیں اس قدر غصہ دلاؤ کہ وہ سچ مچ تمھیں مار ہی ڈالیں۔ ارے اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے؟"
"تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"
"پھر کیوں لائی تھیں۔ مجھے اپنے ساتھ جب میرے کسی شور سے پر عمل نہیں کرنا تھا۔"
"تم سے خدا سمجھے عمران! تم موت کے منہ میں بھی سنجیدگی نہیں اختیار کر سکتے۔"
"میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا لیکن مجھے تمھاری فکر ہے۔"
"تم میری فکر نہ کرو۔ کچھ شروع کرو۔ میں اپنی حفاظت آپ کر لوں گی۔"
"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا! اچھا تو اب میں شروع کرنے جا رہا ہوں۔"
لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ شروع کرتا کسی نے باہر سے قفل میں کنجی گھمائی دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوئے...... اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔
"اٹھو...... تم لوگ۔" ریوالور والے نے خشمگیں لہجے میں کہا۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھا لیے تھے۔ اور وہ اب سچ مچ بہت زیادہ خوف زدہ نظر آنے لگا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے گا۔ وہ ہانپتا کانپتا ان لوگوں کے ساتھ چلنے لگا۔
وہ ایک بہت بڑے کمرے میں آئے۔
"ارے یہ تو...... وہی ہے۔" عمران نے اشار ریٹا کی آواز سنی۔ اس وقت وہ اشار ریٹا سے بہت مختلف نظر آ رہی تھی جسے اُس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر اسکرٹ کی بجائے خاکی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی اور آنکھوں میں نسوانیت کا شائبہ تک بھی نہیں تھا۔ وہ بس ایک زر خیز لڑکا معلوم ہو رہی تھی۔
"کیوں! تم کون ہو......؟" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔
"ایک سرکس بوائے......" عمران نے شرما کر جواب دیا۔
"تم جھوٹے ہو......!"
"پھر میں کسی طرح یقین بھی نہیں دلا سکتا۔ ویسے یہ لڑکی تمھیں یہی بتائے گی۔ ہم دونوں اشار سرکس میں ملازم ہیں۔"
"اور شکیل اتنا کم رتبہ آدمی ہے کہ سرکس والوں سے دوستی کرتا پھرے گا!"
"بچپن میں ہم دونوں نے ایک ہی اسکول میں تعلیم پائی تھی۔"
"خیر...... تم میری ٹوہ میں کیوں تھے؟"
"شکیل نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ تم نے اُس کے بڑے بھائی کو ایک رات آگاہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پھاٹک سے گزر کر عمارت میں نہ داخل ہو...... ورنہ خسارے میں رہے گا...... وہ پھاٹک سچ مچ گر پڑا...... پھر تم اس کے ساتھ جعفری منزل ہی میں مقیم ہو گئیں۔ شکیل نے ایک رات کو اتفاق سے تمھیں وہاں کچھ تلاش کرتے دیکھ لیا! میں غلط تو نہیں کہہ رہا!"
"کہتے رہو۔" اشار ریٹا غرائی۔
"مجھے سراغرسانی کا بڑا شوق ہے۔ جب شکیل نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل میں تمھارے قیام کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کروں گا...... لہٰذا میں نے جعفری منزل میں قیام کیا۔ یہ لڑکی جو میری محبوبہ ہے میرے لیے کام کرتی رہی! اسی نے اس عمارت کے متعلق بہتیری معلومات فراہم کیں۔ سرنگ کا پتا لگایا...... اور پھر مجھے یہاں لا پھنسایا...... ایسی واہیات تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہوگی۔"
"میں تمھیں قتل کر دوں گی...... ورنہ بتاؤ کہ تم کون ہو! اور تمھارے ساتھ کتنے آدمی تھے! اس واقعہ کا علم اور کتنے آدمیوں

کو ہے؟"
"صرف تین آدمی جانتے ہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا...... "میں۔ میری محبوبہ۔ اور جمیل کی بیوی کا دیور۔"
اشار ریٹا اُسے خاموشی سے گھورتی رہی...... پھر بولی۔
"تمھارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو......"
"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں! یہ لڑکی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ شکیل بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اشار سرکس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ صرف تم سچ بول سکتی ہو۔"
"تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا؟"
"کچھ بھی نہیں۔" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا: "بس اتنا ضرور معلوم ہوا کہ اب میں تمھارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔ زندگی بھر تمھارے خواب دیکھنے پڑیں گے۔"
"بکواس بند کرو۔"
"میں اب خاموش ہی رہوں گا۔ ویسے تم اس لڑکی سے معلومات کر سکتی ہو۔ یہ بھی تمھاری ہی طرح سوئیس ہے۔"
"تم سوئیس ہو؟" اشار ریٹا نے جولیا سے پوچھا۔
"ہاں میں سوئیس ہوں!" جولیا نے سوئیس ہی میں جواب دیا۔ اور اس نے اُسی زبان میں عمران کے بیان کی تصدیق کی۔ دفعتاً ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔
"کیا سب سامان تیار ہے......!" اشار ریٹا نے اُس سے پوچھا۔
"ہاں مادام۔" اُس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔
"ان دونوں کو کمرے میں بند کر دو......" پھر اس نے عمران کی طرف اشارہ کیا۔
"عمران بہت دیر سے اس چھوٹے سے سوٹ کیس کو دیکھ رہا تھا جسے اشار ریٹا اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھی۔
"[illegible] وہ چیز مل گئی ہے جس کی تلاش تھی؟" عمران [illegible]
"ہاں......" اشار ریٹا مسکرائی۔ "لیکن وہ کسی قدیم شاہی [illegible]۔ تم لوگ اس قسم کے ناول پڑھو [illegible]......!"
[illegible]
"[illegible] کے کاغذات ہیں جنھیں میں دنیا کی [illegible] ڈالر ادا کرکے بھی خریدا۔ لاکھوں کی [illegible]

"اور یہ طویل خدمات کے سلسلے میں"

"یہ کاغذات یہاں کیسے پہنچے تھے؟"
"ایک سرکس بوائے کو ان چیزوں سے دلچسپی نہ ہونی چاہیے۔ میں تم پر رحم کھا رہی ہوں۔ تم قتل نہیں کیے جاؤ گے۔ صبح تک تم کو رہائی نصیب ہوگی۔" اشار ریٹا نے کہا۔
"میں تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا تم مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتی ہو...... تم نے جس طرح جعفری خاندان والوں کو اُلّو بنایا تھا مجھے نہیں بنا سکتیں۔ تمھارے سلسلے میں کون سی ایسی بات ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے...... تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں گھسنے کا پروگرام بنا رہی تھیں۔ اس سلسلے میں تم نے جو قتل اور حاضرات کا ڈھونگ رچایا۔ تم جوتش کی ماہر تو ہو سکتی ہو لیکن حاضرات کی ابجد سے بھی تمھاری واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشرقیوں کے اس کمال کا تذکرہ سن لیا ہوگا۔ بس دو چار کالے چراغ لے کر جا بیٹھیں لیکن ایک بار بھی چراغوں کی لوؤں پر روحوں کو نہ طلب کر سکیں۔ اس کی بجائے تم نے جمیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ روحیں تم سے ناراض ہو گئی ہیں اور تمھیں نقصان پہنچانے کے در پے ہیں۔ وہ رات یاد ہے نا تمھیں جب تم اپنے کمرے میں چیخ رہی تھیں اور اس طرح خوف زدہ نظر آ رہی تھیں جیسے وہ چراغ تمھارے لیے موت کا پیغام لانے والے ہوں۔ جمیل سے تم نے چراغوں کو بجھانے کے لیے کہا تھا لیکن وہ انھیں نہ بجھا سکا۔ تم نے محض

عمران اس کی طرف جھپٹا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر تھریسیا نے اُسے عمران پر دھکیل دیا۔ اور خود ہرنوں کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی نکل چلی گئی۔۔۔ عمران نے جعفری کے اوپر سے چھلانگ لگائی لیکن جب تک وہ صدر دروازے تک پہنچا۔ باہر سے کسی کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ اندھیرے میں اُسے کار کی عقبی روشنی دکھائی دی۔ کار بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے اگلے موڑ پر اُسے غائب ہوتے دیکھا۔۔۔ وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔ آس پاس کوئی کار بھی موجود نہیں تھی کہ وہ اس کا تعاقب کر سکتا۔۔۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا صاف نکل گئی تھی۔

عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے اندر واپس آیا۔ یہاں جعفری اُن چاروں آدمیوں سے دل کھول کر انتقام لے رہا تھا۔ پانچواں تو دیر سے بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے بازو کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ گیا تھا۔

جعفری کے بائیں ہاتھ میں ریوالور تھا اور داہنے ہاتھ سے وہ ان چاروں پر گھونسے برسا رہا تھا۔۔۔ ریوالور کے خوف سے وہ اس سے لپٹ پڑنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے۔

"شاباش۔ شاباش۔" عمران نے اُسے چمکار کر کہا۔ "مگر یہ بے چارے تو مونچھوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔"

"خاموش رہو۔" جعفری غرایا۔ "ورنہ تم سے بھی اچھی طرح پیش آؤں گا۔"

"چلو جعفری ختم کرو۔" جولیا نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "اب انھیں تو باندھ ہی لو۔"

جولیا کی نظریں اس چھوٹے سوٹ کیس پر جمی ہوئی تھیں جو اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"تھریسیا نکل گئی۔" عمران نے اُس سے کہا۔

"یہ بہت بُرا ہوا۔۔۔"

"خدا ایسی مونچھیں کسی کو نصیب نہ کرے۔" عمران نے اس انداز میں کہا، جیسے وہ مونچھیں نہیں بلکہ کوئی مہلک بیماری ہوں۔

"تم اپنا منہ نہیں بند کرو گے۔" جعفری دھاڑا۔۔۔۔

"جعفری یہ لوگ بھی فرار ہو جائیں گے۔" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ جعفری ان لوگوں کے ہاتھ پشت پر باندھ کر انھیں جانوروں کی طرح فرش پر گرانے لگا۔ جب وہ چاروں کو باندھ چکا تو عمران کو تیز آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ عمران کو بھی حقیقتاً اس پر بُری طرح غصہ آ رہا تھا کیونکہ تھریسیا اسی کی کمزوری کی بنا پر فرار ہونے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت بحیثیت ایکس ٹو کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن وہ اُسے بہر حال سزا دینا چاہتا تھا۔

"ایسی مردانگی سے کیا فائدہ جعفری صاحب کہ عورتیں مونچھیں پکڑ کر جھول جائیں۔" اُس نے مضحکہ اُڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں تمھاری زبان کھینچ لوں گا۔" جعفری حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

عمران نے سوٹ کیس ایک طرف ڈال کر کہا۔ "آؤ آج اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو۔"

جولیا چپ چاپ کھڑی انھیں دیکھتی رہی۔ جعفری گھونسا تان کر عمران پر جھپٹ دوڑا۔۔۔ لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا عمران نے جھلا وا دے کر اس زور کا ہاتھ کنپٹی پر رسید کیا کہ جعفری کی آنکھوں میں تارے سے ناچ گئے۔ وہ لڑکھڑا۔۔۔ توازن قائم رکھنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آخر کار چاروں خانے چت ہو گیا۔۔۔ وہ چاروں بُری طرح سہمے۔۔۔ جعفری کافی گرانڈیل قسم کا آدمی تھا۔ وہ غصے میں اپنی پرتیاں نوچتا ہوا اچھل اُٹھا لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنے کسی حریف کو سنبھلنے کا موقع دے سکے۔

جعفری ذرا سی دیر میں بے کار ہو گیا۔ اسی دوران جولیا سوٹ کیس لے کر نو دو گیارہ ہو گئی تھی۔۔۔

جعفری دیوار سے لگا بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ "تم سب ایک طرح سے لفنگے ہو۔۔۔ اب دیکھو وہ شیطان کی نواسی سوٹ کیس بھی لے بھاگی۔"

جعفری غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ اُس نے جیب سے ریوالور نکالا اور عمران پر جھونک دیا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا۔ گولی اس کے سر پر سے گزر گئی لیکن جعفری دیوانوں کی طرح ٹریگر دباتا ہی چلا گیا حتیٰ کہ میگزین کی آخری گولی بھی صرف کر دی۔ لیکن عمران اس کے باوجود بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہا۔۔۔ اس نے اسی وقت سنگ ہی کے ایجاد کردہ آرٹ سے فائدہ اُٹھایا تھا۔ ورنہ جعفری جیسے اچھے نشانہ باز کے ہاتھوں اُسے موت ہی نصیب ہوتی۔

"کیا میں دوسرے راؤنڈ کے لیے کارتوس پیش کر دوں جناب کپتان صاحب۔" عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔ اور جعفری نے ریوالور اس پر کھینچ مارا۔۔۔ عمران ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "اب غصہ تھوک ڈالیے جناب کپتان صاحب۔ ورنہ اگر یہ چاروں بھی فرار ہو گئے تو آپ کا مجھ سا ایکس ٹو آپ کی بُری

طرح خبر لے گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ٹاٹا۔۔۔"

▽ ▽

جعفری منزل میں صبح کے ناشتے کی میز پر شکیل اپنی رام کہانی سُنا کر خاموش ہوا تو عمران بولا۔ "مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمھیں اس وقت تک روکے رکھیں جب تک تھریسیا ان کاغذات کو پانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتے تھے کہ صرف تم ہی تھریسیا کی پُراسرار نقل و حرکت سے واقف ہو اور کوئی نہیں جانتا اس لیے وہ لوگ تمھیں یہاں سے ہٹا لے گئے۔ اور انھوں نے محترمہ رضیہ کے متعلق ایک اہتمام تراش کر تمھیں الجھن میں ڈال دیا۔ مقصد بہر حال یہ تھا کہ وہ تمھیں کسی نہ کسی طرح روکے رکھیں۔ حتیٰ کہ تھریسیا کامیاب ہو جائے۔"

"کیا تمھیں علم تھا کہ وہی لوگ مجھے لے گئے تھے۔" شکیل نے پوچھا۔

"میں نے اسی وقت اُن کا تعاقب کیا تھا۔۔۔ اور مجھے ان کے ٹھکانے کا بھی علم تھا۔۔۔ مگر مجھے دراصل تھریسیا کی فکر تھی۔ تم ہی نہیں، میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اس میں دلچسپی لے رہے تھے۔ آخر وہی لوگ کاغذات پانے میں کامیاب ہوئے اور میں منہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔ خیر کچھ بھی ہو، تم نے مجھے جس کام کے لیے بلایا تھا وہ تو ہو ہی گیا۔ یعنی کسی طرح اس بلا کو جعفری منزل سے نکالا جائے۔"

"ہاں۔۔۔ یہ جمیل صاحب کہاں ہیں؟"

"وہ بہت شرمندہ ہے۔۔۔ اب اُسے اس مسئلہ پر نہ [illegible] بیگم جعفری برہم ہیں۔"

"اگر۔۔۔ وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے تو۔۔۔!" شکیل [illegible]

"اس [illegible] تم وہاں سے نکال لائے جاتے۔ میں نے [illegible] قریب سے دیکھا تھا اور جب مجھے [illegible] دوسرے معاملات کی طرف متوجہ [illegible]

[illegible]

"مگر جناب، یہ کاغذات اُسے ملے کہاں سے تھے؟"

"ایک تہ خانے سے جس کا علم جعفری منزل والوں کو بھی نہیں تھا۔ آج صبح انھیں وہ تہ خانہ ملا۔ تھریسیا اس کا راستہ کھلا چھوڑ گئی تھی ورنہ وہ اب بھی اس سے لاعلم ہی ہوتے۔"

"سٹربگ کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟" جولیا نے پوچھا۔

"سٹربگ نام کا ریٹائرڈ انسپکٹر ہو سکتا ہے کبھی یہاں رہتا ہو۔ اب کوئی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی چال تھی۔ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی فکر میں کون لوگ ہیں۔۔۔ پہلے انھوں نے کسی دمہ کے مریض کو سٹربگ بنا کر ہسپتال میں داخل کرایا۔۔۔ اور اُسے شہرت دی۔۔۔ پھر ہسپتال سے لے گئے۔۔۔ اور یہ چال تمھارے اور عمران کے لیے کچھ بے دان بن گئی۔۔۔"

"اور جناب! عمران پہلے سے بھی ان کاغذات کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا؟"

"ضرور جانتا ہو گا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اور کس موقع پر کون سی چیز اس کے کام آ سکے گی۔ مگر عمران نے کل ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔۔۔ کیوں؟ کون سا کارنامہ جولیا؟"

"یس سر!۔۔۔ جی ہاں وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ تھا۔"

"تم نہیں سمجھیں۔ تھریسیا والے معاملے سے الگ ایک دوسرا کارنامہ اور وہ کارنامہ تھا۔۔۔ جعفری کی مرمت۔۔۔ محض اسی گدھے کی غفلت تھی جس کی بنا پر وہ نکل جانے میں کامیاب ہوئی۔۔۔"

"مگر جناب! کیا اتفاقیہ نہیں تھا تھریسیا کے ساتھ؟"

"پتا نہیں۔۔۔ اگر ہا بھی ہو تو وہ سامنے نہیں آیا۔"

"تھریسیا کا نکل جانا اچھا نہیں ہوا جناب۔"

"کیا کیا جائے۔ خیر پھر بھی، اگر وہ پھر یورپ کی طرف نہ چلی گئی تو تم دیکھنا اس کا انجام۔" عمران نے بحیثیت ایکس ٹو گفتگو کے سلسلہ منقطع کر دیا